اسلام میں

# اصلی اہلسنت کی پہچان

www.KitaboSunnat.com

مصنف

محقق اسلام حضرت العلام مولانا عبدالقادر عارف حصاری

ناشر

مکتبہ اصحاب الحدیث

حسن مارکیٹ ۔ مچھلی منڈی ۔ اردو بازار ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

# محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں

# اصلی اہلسنّت کی پہچان

مصنّف

محقق اسلام حضرت العلام مولانا عبدالقادر عارف حصاریؒ

ناشر

مکتبہ اصحاب الحدیث

حسن مارکیٹ ● مچھلی منڈی ● اردو بازار ● لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب:۔ اسلام میں اصلی اہلسنت کی پہچان

سن طباعت:۔ فروری 2002ء

پریس:۔ جاوید پرنٹرز لاہور

ناشر:۔ عبداللطیف ربانی

قیمت:۔ -/80روپے

نوٹ:۔ مصنف عارف حصاری کی دیگر کتب مکتبہ اصحاب الحدیث اردو بازار لاہور سے طلب فرمائیں۔

کاوش قاری حبیب اللہ

المكتبة الرحمانية
۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر 20155

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# فہرست عنوانات


| نمبر شمار | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|
| ۱ | اصول دعویٰ | ۱ |
| ۲ | منافقین کا دعویٰ ایمان جھوٹا | ۱ |
| ۳ | اعراب کا دعویٰ ایمان غلط ہوا | ۳ |
| ۳ | غلط دعویٰ موجب غضب الٰہی ہے | ۴ |
| ۵ | جھوٹے دعویٰ کی سزا | ۴ |
| ۶ | اہل سنت ہونے کا جھوٹا دعویٰ | ۵ |
| ۷ | جہلاء طبقہ اہل سنت نہیں | ۵ |
| ۸ | مقلدین کا دعویٰ اہل سنت | ۶ |
| ۹ | اہل سنت کی تعریف | ۸ |
| ۱۰ | سنت کیا چیز ہے | ۹ |
| ۱۱ | سنت کی تعلیم عہد نبوی میں | ۱۰ |
| ۱۰ | امور مسنونہ کی مثالیں | ۱۲ |
| ۱۳ | سنت پر عمل کرنے کی فضیلت | ۲۲ |
| ۱۴ | مثال 10 لطیفہ | ۲۵ |
| ۱۵ | ترک سنت پر وعید | ۲۸ |
| ۱۶ | سنت کا خلاف بدعت | ۲۸ |
| ۱۷ | صحابہ کا ترک سنت پر انکار | ۳۰ |
| ۱۹ | صحابہ کی پابندی سنت | ۳۳ |
| ۲۰ | اول وقت جمعہ پڑھنا | ۳۵ |
| ۲۱ | رفع یدین کرنا سنت ہے | ۳۶ |
| ۲۲ | آمین بالجہر سنت ہے | ۳۸ |
| ۲۳ | اذان کھڑے ہوکر وضو کے ساتھ کہنی سنت ہے | ۳۹ |
| ۲۴ | نماز جنازہ میں چار تکبیر سنت ہیں | ۴۰ |
| ۲۵ | زمین کی پیداوار میں چار جنسوں پر زکوٰۃ ہے | ۴۰ |
| ۲۶ | کھڑے ہوکر پانی پینا | ۴۳ |
| ۲۷ | بیمار کے پاس کس قدر ٹھہرنا سنت ہے | ۴۴ |
| ۲۸ | خودکشی کی نذر کا حکم | ۴۴ |
| ۲۹ | حجر اسود کو سنت سمجھ کر بوسہ دینا | ۴۵ |
| ۳۰ | ہر حدیث اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے | ۴۶ |
| ۳۱ | امام جہاں فرض پڑھے وہاں نوافل نہ پڑھے | ۴۸ |
| ۳۲ | معتکف کے لئے کیا سنت ہے | ۴۸ |
| ۳۳ | نماز جنازہ میں سنت کیا ہے | ۴۹ |
| ۳۴ | اہل سنت اور اہل بدعت میں امتیاز | ۵۰ |
| ۳۵ | دونوں کی مثال | ۵۱ |
| ۳۶ | اہل سنت کا عمل | ۵۱ |
| ۳۷ | اہل بدعت کا عمل | ۵۱ |
| ۳۸ | سنت کی اقسام اور انکا حکم | ۵۲ |
| ۳۹ | مذہب اور فرقہ بندی کرنا شرع میں نہیں ہے | ۵۸ |
| ۴۰ | کوئی تقلیدی مذہب تمام سنن نبویہ پر عمل نہیں کر سکتا | ۶۰ |
| ۴۱ | کسی کے قول اور مذہب کے مقابلے میں سنت نبوی ہرگز چھوڑی نہ جائیگی | ۶۵ |
| ۴۲ | فرمان نبوی سے کسی اور نبی کے قول کا مقابلہ | ۶۸ |
| ۴۳ | حضرت عمرؓ کا فتویٰ | ۷۹ |
| ۴۴ | حضرت عثمانؓ نے حدیث کے مقابلے میں اپنا قول چھوڑ دیا | ۸۰ |


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# فہرست عنوانات


| نمبر شمار | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|
| ۴۵ | حضرت علیؓ کا جذبہ اتباع سنت | ۸۱ |
| ۴۶ | اہل رائے سے بچو | ۸۱ |
| ۴۷ | حضرت ابن عمر رئیس اہل سنت کا فتوی | ۸۳ |
| ۴۸ | حضرت عمران بن حصین کا غضب | ۸۳ |
| ۴۹ | امام ابن سیرین کی مقلدین پر ناراضگی | ۸۷ |
| ۵۰ | امام وکیع کا غضبناک ہونا | ۸۸ |
| ۵۱ | اشعار کیا ہے | ۸۸ |
| ۵۲ | حضرت عبادہ بن صامت اور معاویہ کا مقابلہ | ۸۸ |
| ۵۳ | حدیث کے مقابلہ میں ابن مسعود کا قول ترک کردیا | ۸۱ |
| ۵۴ | حدیث کے مقابلہ میں ابن عباس کا قول چھوڑ دیا | ۸۲ |
| ۵۵ | اپنے امام کو قول حدیث کے مقابلہ میں ترک کرنا | ۸۲ |
| ۵۶ | تین مسائل میں ابن مسعود کا قول ترک کردیا | ۸۴ |
| ۵۷ | آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کا ظہور | ۸۴ |
| ۵۸ | طائفہ اہل حق اور فرقہ ناجیہ اہل حدیث ہے | ۸۹ |
| ۵۹ | اہل الرائے کون ہیں | ۹۷ |
| ۶۰ | اقسام فقہ | ۹۹ |
| ۶۱ | ایمان اور اسکی کمی بیشی کا مسئلہ | ۱۰۷ |
| ۶۲ | دوسرا قرآن کلام الٰہی لفظی ہے یا نفسی | ۱۱۳ |
| ۶۳ | کلام کی وضاحت | ۱۲۰ |
| ۶۴ | استواء علی العرش | ۱۲۴ |
| ۶۵ | بعد از موت اولیاء اللہ کے تصرفات کا عقیدہ | ۱۳۶ |
| ۶۶ | مولانا ابوالاعلی مودودی صاحب کا فیصلہ | ۱۴۸ |
| ۶۷ | وسیلہ بزرگان کی بابت مولنا مودودی کا فتویٰ | ۱۴۸ |
| ۶۸ | فیصلہ نواب صدیق حسن خان | ۱۵۳ |
| ۶۹ | مسئلہ نمبر ۵ | ۱۵۳ |
| ۷۰ | فرقہ بندی واحداث مذھب | ۱۵۷ |
| ۷۱ | مسئلہ نمبر ۷ حیات نبی ﷺ | ۱۶۱ |
| ۷۲ | امت محمدیہ میں یہودیت | ۱۶۸ |
| ۷۳ | تیسری علامت تعظیم رسول میں غلو | ۱۸۱ |
| ۷۴ | فرقہ غالیہ کے عقائد مردودہ | ۱۸۲ |
| ۷۵ | شرعی امام ذامیر کے ہاتھ پر اتباع کی سنت بیعت | ۱۸۴ |
| ۷۶ | علامت نمبر ۴ قبروں اور خانقاہوں میں یہودیت | ۱۸۵ |
| ۷۷ | علامت نمبر ۵ یہود کی طرح عبادت عبادت میں غلو | ۱۸۷ |
| ۷۸ | یہود کی عبادت الٰہی میں حیلہ سازی | ۱۸۹ |
| ۷۹ | حنفی مذھب کا عروج کیسے ہوا | ۱۸۴ |
| ۸۰ | علامت نمبر ۷ | ۱۸۶ |
| ۸۱ | علامت نمبر ۸ | ۱۸۷ |
| ۸۲ | علامت نمبر ۹ | ۱۸۸ |
| ۸۳ | علامت نمبر ۱۰ | ۱۸۹ |
| ۸۴ | علامت نمبر ۱۱ | ۱۹۱ |
| ۸۵ | مردود لوگ اہل سنت نہیں | ۱۹۴ |
| ۸۶ | مردہ سنت عند الفساد کرنے والے اہل سنت ہیں | ۲۰۱ |
| ۸۷ | جماعت غرباء دہلویہ پر تبصرہ | ۲۰۱ |
| ۸۸ | مذھب حنفیہ پر آخری نظر | ۲۱۹ |


www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# حضرت عارف حصاریؒ کے خاص تلمیذ رشید

## جناب محمد حسین صاحب آزاد

## سابق پروفیسر مری کالج کے تاثرات

### پاکستان کا ابن تیمیہ

مفتی اعظم اور اسلام کا بطل جلیل حضرت عارف حصاری مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۸۱ء کو اس دار فانی سے رحمت ربی کی طرف انتقال کر گئے۔ اور اس کے ساتھ ہی پاکستان میں تحقیق و مطالعہ اور علم و تقوی کی ایک ایسی شمع گل ہو گئی جس کا بدل شاید صدیوں تک پیدا نہ ہو سکے گا:

تبکی علیه مساجد و منابر
ولاهل العلم رنة وزفير
قدکان مجتهداً مصيباً ناسكا
يحيى الشرائع سعيه المشكور
نقاد اسناد الحديث و متنه
کشاف اسرار الکتاب بصير

ہمیں جہاں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اپنے اسلاف کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں وہاں ہمارا یہ بھی اخلاق فرض ہے کہ ہم اپنے صالح بزرگان کے چھوڑے ہوئے نقوش پاک کا ذکر کرتے رہیں شاید یہ انمٹ نقوش کسی طالب علم کیلئے منزل کا کھوج لگانے میں مددگار ہو سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے حضرت حصاریؒ کو ایک مربی و مشفق اور خطیب و محقق کی حیثیت سے ذرا قریب سے دیکھا ہے اسی نسبت سے میں مرحوم کی حیات مستعار کے چند گوشے قارئین کی نظر کرنا چاہتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ قارئین اس جلیل القدر بے مثال محقق کے تذکرہ سے محظوظ ہوں گے۔ ممکن ہے کہ مرحوم کی حیات کے چند کمزور پہلو بھی کسی واقف حال کی نظر میں کھٹکتے ہوں مگر

اذکروا موتاکم بالخیر

کے پیش نظر ہم خوبیوں ہی کا تذکرہ کرنے کے پابند ہیں تاکہ رب رحیم ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرمائیں۔

ازما بحز حکایت مہر و فا مپرس

ہندوستان کا ابن تیمیہ کے عنوان کے تحت مرحوم شورش کاشمیری نے لکھا تھا کہ عرب کے (دمشق) کے ابن تیمیہ کی زندگی میں دو راتیں ایسی گزریں کہ جن میں وہ مطالعہ نہ کر سکے مگر ہندوستان کے ابن تیمیہ (حضرت مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم) پر کوئی رات بھی ایسی نہیں گزری جس میں ان کے مطالعہ کا ناغہ ہوا ہو اگر میں کہوں تو اس میں قطعاً مبالغہ نہ ہوگا کہ پاکستان کے ابن تیمیہ (حضرت حصاریؒ کی پوری زندگی میں بھی ایسا کوئی لمحہ نہیں گزرا جس روز ان کے قلم نے کسی استفسار یا فتویٰ کی گتھی نہ سلجھائی ہو۔

ہو ہمیشہ خاک پر تیری فرشتوں کے سلام

ہو میسر روح کو فردوس میں عیش دوام

بحوالہ ہفتہ روز (اہلحدیث لاہور جلد ۱۲

یکم محرم الحرام ۱۴۰۲ ۳۰ اکتوبر ۱۹۸۱ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# حضرت مولانا عبدالقادری عارف حصاریؒ غفراللہ الباری
# کے مختصر حالات

نام: عبدالقادر کنیت عبدالشکور ہے

سلسلہ: نسب یہ ہے

عبدالقادر بن مولوی ادریس بن حکیم مستقیم تا آخر قوم راجپوت آپ موضع گنگا تحصیل سرسہ ضلع حصار میں پیدا ہوئے مگر افسوس کے آپ کا سن ولادت معلوم نہیں ہوسکا۔

آپ کو والد مرحوم مولوی ادریس مرحوم قصبہ سرسہ جو کہ ضلع حصار کی تحصیل ہے اس کی ایک اسلامی درسگاہ میں مولانا سعداللہ حنفی فقیہ جو اس علاقہ کے علامہ مشہور تھے سے علم حاصل کیا قدیم نصاب کے مطابق صرف نحو۔ فقہ حدیث۔ منطق۔ اور زبان فارسی پڑھی مولانا نور محمد صاحبؒ مصنف شہباز کے صاحبزادے (مولانا عبدالرحمٰنؒ) بڑے عالم فاضل اہلحدیث تھے۔ آپ کے والد نے ان سے علم حدیث پڑھا تو آپ بحمداللہ اہل حدیث ہوگئے۔ اور مولانا ادریسؒ نے مولانا قمرالدین سے مل کر اپنے علاقے میں خوب توحید وسنت کی اشاعت کی اور مسلک اہلحدیث پھلایا رسومات بدعیہ شرکیہ کا رد کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مولانا عبدالقادر حصاریؒ کے والد بڑے خوش آواز مقرر تھے انھوں نے حصار، ریاست پٹیالہ، فیروز پور، نابھہ، لودھیانہ وغیرہ کے اضلاع مین تبلیغی دورے کئے جس سے توحید وسنت کی خوب اشاعت ہوئی اور اکثر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ اہلحدیث ہوئے۔ مولانا ادریس والد مولانا حصاریؒ مرحوم نے اپنے آبائی گاؤں موضع گنگا میں ایک مختصر تعلیمی درسگاہ بھی جاری کی جہاں ابتدائی تعلیم دی جاتی تھی۔ مولانا ادریس کو سورتہ بقرہ اور قرآن پاک کے آخری دس پارے حفظ تھے اور نماز تہجد کے بڑے عادی تھے اور تہجد میں رات کو تلاوت قرآن پاک خوب فرمایا کرتے نماز تہجد سے فراغت کے بعد کلمہ توحید کا بکثرت ذکر کرتے۔

آپ کی درسگاہ میں قرآن پاک اردو۔ پنجابی۔ فارسی اور ابتدائی کتابوں کی تعلیم ہوتی تھی خصوصاً تفسیر محمدی مصنفہ مولانا حافظ محمد لکھوی ابتداء تا آخر نصاب پڑھائی جاتی تھی مولانا ادریس مرحوم کے چار صاحبزادے تھے مولانا عبدالقادر ' عبدالخالق' عبدالواحد عبدالغفور' مولانا عبدالقادرؒ سب سے بڑے لڑکے تھے باقی تین بھائی تعلیم یافتہ تھے مگر سب سے زیادہ عالم مولانا عبدالقادر تھے جن کا یہ تذکرہ آپ کے زیر مطالعہ ہے۔

مولانا عبدالقادر حصاریؒ مرحوم نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی تقریباً 13' 14 سال کی عمر میں آپ کے والد ۶۳ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

## حضرت عارف حصاریؒ کے شیوخ

حضرت عارف حصاریؒ نے مولانا عبدالرحیم غزنوی مولانا یحییٰ غزنوی اور مولانا زکریا غزنوی مولانا عبدالاعلیٰ غزنوی۔ استاد پنجاب مولانا عطاءاللہ لکھوی مولانا جرجیس جو کہ مولانا عبدالقادر حصاریؒ کے چچا تھے رحمھم اللہ علیہم اجمعین سے تعلیم حاصل کی۔ نیز فنون

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بعض کتب حنفی مدارس سے بھی پڑھی ہیں۔

## تدریس وتبلیغ

تعلیم سے فارغ ہوکر آپ اپنے گاؤں موضع گنگا میں رہے والد کے قائم کردہ مقام پر تعلیم تبلیغ اور تدریس کا کام کرتے رہے۔ بعد ازں تحصیل فاضلکا ضلع فیروز پور میں جہاں مولانا عبداللہ اوڈ نے ایک ادارہ بنام خادم الکتاب والسنۃ جاری کیا تھا۔ وہاں حضرت عبداللہ اوڈ کے ارشاد سے مدرس مقرر کیے گئے تحصیل فاضلکا کے محلہ کھٹیکاں میں مسجد اہلحدیث میں صبح درس قرآن پاک اور خطبہ ارشاد فرماتے تھے اور دن بھر تدریسی فرائض سرانجام دیتے چند سال بعد نا گزیر حالات کی بنا پر دوبارہ اپنے گاؤں گنگا میں لوٹ گئے بعد ازاں موضع دیپ سنگھ والا ریاست فرید کوٹ میں جماعت غربا اہلحدیث نے ایک ادارہ خادم الکتاب والسنۃ جاری کیا۔ آپ کو اس ادارے میں ستاد مقرر کردیا گیا ساتھ ہی درس قرآن اور خطبہ جمعہ بھی دیتے تھے نیز آپ ریاست فرید کوٹ کی جماعت غربا اہلحدیث کے امیر مقرر ہوئے چند سال آپ نے نہایت جوانی کے عالم میں تعلیمی تبلیغی تدریسی اور امارت کے فرائض سرانجام دیئے۔

موضع گنگا تحصیل سرسہ ضلع حصار چونکہ آپ کا آبائی گاؤں تھا اور یہاں موروثی جائیداد تھی نیز بعض مخلص احباب کی خواہش پر دوبارہ گنگا تشریف لے گئے چونکہ آپ سلفی غیور عالم عامل بالسنۃ تۓ اور بعض مسائل میں خصوصاً کرتے تھے مثلاً بے نماز کا جنازہ نہیں کراتے تھے بلکہ بے نماز کی معصوم اولاد کی نماز جنازہ کے قائل اور عامل نہ تھے۔ بنا بریں موضع گنگا میں شدید ترین اختلاف ہوگیا۔ چنانچہ آپ نے تبلیغی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوروں کا پروگرام بنایا۔ اس وقت چونکہ آپ جماعت غربا اہلحدیث میں شامل ہو چکے تھے اس لیئے مولانا عبداللہ اوڈ نے تبلیغ کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل مشہور ترین مقامات پر بطور مبلغ بھیجا۔ دہلی' فیروز پور ریاست' بہاولپور' فیصل آباد' ساہیوال' فرید کوٹ ریاست نابھ ریاست پٹیالہ' ملتان' کرنال لاہور' سیالکوٹ' الہ آباد' ابہور' بنگال' کوٹ کہوہ' بٹھنڈہ' کلکتہ' سرگودہا' میانوالی' پسرور' گوجرہ' بیکانیر' جھنگ' گوڑ گانواں امرتسر' پٹی' غرضیکہ تقریباً تمام شہری حلقوں میں خوب تقاریر ہوئیں شہری حلقوں کے علاوہ دیہاتی علاقوں میں تبلیغی دورہ ہزاروں دیہات پر مشتمل ہے۔

قبل از تقسیم حضرت مولانا محمد عبداللہ اوڈ نے آپ کے تبلیغی دوروں کے لیے موٹر خرید لی ہوئی تھی اور اکثر تبلیغی دوروں کے لیے موٹر خرید لی ہوئی تھی اور اکثر تبلیغی دوروں میں امیر جماعت غربا اہلحدیث قوم اوڈ حضرت محمد عبداللہ صاحب اوڈ آپ کے ہمراہ ہوتے بٹھنڈہ' کرنال' بنگال وغیرہ میں گاہے بگاہے۔ امیر جماعت اہلحدیث 'محدث' مفسر' سلفی العقیدہ مولانا عبدالستارؒ ہمراہ ہوتے دورہ بنگال میں شب وروز ہوتا رہا کتاب وسنت کی بارش برساتی' لگاتار تبلیغی دورہ کرتے ہوئے آپ موضع باماں بالا ضلع ساہیوال میں پہنچے وہاں ایک شخص مسمی محمد امیر خاں ذیلدار قوم لاسارلی سے تھا جو شعیہ سے اہلحدیث ہوا تھا اس نے مولانا حصاری کی اٹھ یوم ٹھہرایا اور تبلیغ کراتا رہا ۔ وہ مولانا مرحوم کے احقاق حق اور البطال باطل سے بڑا متاثر ہوا اور حضرت سے درخواست کی کہ آپ میرے گاؤں میں مستقل قیام فرمائیں میں آپ کے جملہ اخراجات کا ذمہ دار ہوں گا میری ذیل میں اٹھ گاؤں ہیں۔ اور خداتعالیٰ کی توفیق سے ان گاؤں کا میں واحد مالک ہوں ان میں تبلیغ کرانی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ مولانا مرحوم محمد امیر خان مرحوم اصرار اور خلوص اور تبلیغ کی نیت سے مان گئے۔ چنانچہ موضع گنگا سے باماں بالا مستقل رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ میں قیام پذیر ہوئے۔

باماں بالا بریلوی حنفی گاؤں تھا مولانا مرحوم نے اس گاؤں میں تبلیغی اور تعلیمی سلسلہ شروع کیا جس سے تمام علاقے میں عموماً اور دیہہ ہذا میں بہت شور و شب اور مخالفت پھیلی۔ لیکن تمام علاقہ محمد امیر خاں ذیلدار سے مرعوب تھا۔ اسلیئے عوام باماں بالا سے مولانا کو نکال نہ سکے۔ آپ سے قرآن وسنت کی تعلیم حاصل کی۔ اور کئی لوگ آدمی خاصے موحد اہلحدیث ہو گئے۔ چونکہ مولانا نے ایک فہرست بنا رکھی تھی جو اہلحدیث ہوتا اس کا پورا پتہ درج کر لیتے اس پر کسی نے ڈی سی کو رپورٹ کر دی کہ یہ شخص گورنمنٹ کے خلاف ایک سیاسی پارٹی تیار کر رہا ہے۔ چونکہ ان دنوں کشمیر میں سلسلہ مخالفت وبغاوت شروع تھا اسلیئے مخالفین نے بھی مولانا کو اس طرح متہم کر کے گورنمنٹ کو آپ کے خلاف توجہ دلائی۔ جب مولانا دیہات میں بسلسلہ تبلیغ دورہ فرماتے تو وہاں سے خفیہ رپورٹ بھجواتے جس کا اثر یہ ہو کہ انگریز گورنمنٹ کی طرف سے مولانا پر خفیہ پولیس کے محکمہ کا ایک سارجنٹ مقرر کر دیا گیا۔ جو صبح درس میں بیٹھتا اور ہر تقریر مقامی و بیرونی میں حاضر رہتا تھا وہ سادہ لباس میں ہوتا تھا اور اس نے گاؤں کے ہائی سکول میں رہائش رکھی ہوئی تھی اسنے کئی دفعہ کتب خانہ کی تلاشی لی۔ فہرست اندراج اہلحدیث رجسٹر ملاحظہ کیئے بالآخر پورے ماہ کا قیام کر کے مایوس ہو کر چلا گیا۔ جاتے وقت اس نے مولانا مرحوم سے ملاقات کی اور اپنے آنے اور رہنے اور رپوٹوں کی حقیقت کا انکشاف کیا۔ اور کہا کہ اگر آپ سیاسی تقریر باغیانہ کرتے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آپ کو گرفتار کروا دیتا لیکن مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ آپ مذہبی عالم ہیں اپنے مذہب اور مسلک کی نشر واشاعت کرتے ہیں۔ اور آپ کے مخالفین انگریز حکومت کو جھوٹی رپورٹیں بھیجتے ہیں کہ مولوی سیاسی تقریر کرتا ہے۔ اور حکومت کی بغاوت پر عوام کو اکساتا ہے۔

مولانا مرحوم نے یہ واقعہ محمد امیر خان ذیلدار کو بتایا تو ذیلدار نے مذکورہ ڈی سی صاحب سے ملاقات کی اور انہیں تمام حالات بتائے ڈی سی صاحب انگریز تھا ذیلدار نے اسکی تسلی کروادی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا۔ اور سلسلہ تبلیغ جاری رہا اور کئی مردہ سنتیں آپ نے زندہ کیں اور شرک کی بدعی رسومات کا قلع قمع کیا اور علاقہ میں خدا کے فضل وکرم سے اتنا حق پھیلا کہ اہل بدعت کے مشائخ اپنے مریدوں اور چیلوں کے موضع باماں بالا سے نکلنے پر مجبور ہو گئے۔ اگر ذیلدار ار مذکو کو اطلاع ہو جاتی کہ آج کسی بستی میں عرس اور قوالی وغیرہ کا اہتمام ہے تو وہ مولانا کو ہمراہ لے کر فوراً وہاں پہنچتے اور منادی کراتے کہ: لوگو! کلام الٰہی اور حدیث رسول کا وعظ ہوگا آج تمہارا ایمان دیکھا جائے گا کہ تم قرآن سنتے ہو یا راگ راگنیاں اور ڈھول سنتے ہو

لوگ کچھ تو شرمسار ہوتے اور کچھ مرعوب ہونے کی وجہ سے اپنی عرس میلوں کی مجلس کو چھوڑ کر اجلاس وعظ میں مجبور شریک ہو جاتے مولانا تین تین گھنٹے مسلسل تقریر کرتے۔ جس میں عقائد باطلہ اور اعمال فاسدہ کی تردید اور توحید وسنت کا بیان ہوتا تھا پھر مولانا سے دیہہ ہذا میں جلسہ منعقد کراتے جس میں حضرت حافظ عبداللہ روپڑیؒ مولانا محمد داود غزنویؒ جناب سید محمد شریف گھڑیالوی امیر جماعت تنظیم اہلحدیث اور دیگر اکابرین جماعت شامل ہوتے۔ مسلک اہلحدیث کا خوب چرچا ہوتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مسائل میں مولانا کی تائید وتصدیق ہوتی دیہہ ہذا میں مولانا کی دینی وتبلیغی کارناموں سے واقف حضرات اگر بقید حیات ہیں تو وہ آپ کے کارناموں پر شاہد ہیں

## مولانا حصاریؒ اور بے نماز

حضرت مولانا بے نماز کو کافر اور مشرک قطعی جانتے تھے۔ اسلیئے جنازہ نہ پڑھاتے اور عجیب ہے کہ بے نماز کے چھوٹے بچے بچیوں کی بھی نماز جنازہ نہ کرتے اسی وجہ سے ہر مقام پر انہیں سخت مشکلات پیش ائیں مگر آپ خدا تعالیٰ کی توفیق سے تادم زیست اسی عقیدہ پر قائم رہے۔ آپ نے کسی بے نماز کے جنازہ نہ کرنے کے سلسلہ میں آپ پر کئی مشکلات آئیں اس مختصر رسالہ میں ان سب واقعات کا جمع کرنا بے حد مشکل ہے متعدد مقامات پر کئی واقعات پیش آے اختصار کے پیش نظر صرف ایک واقعہ نقل کیا جاتا ہے۔

چک نمبر ر۱۲۵ای بی ضلع وہاڑی کا عجیب واقعہ ۱۲۵ای بی علاقہ گگو ضلع وہاڑی میں رجپوت قوم وٹو اور کئی متعدد سخت قومیں آباد ہیں جب آپ نے بے نمازوں کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا تو عوام میں حالات اس قدر خراب ہو گئے کہ تھانہ تک نوبت پہنچی چند لوگوں کا وفد جمع ہو کر تھانیدار کے پاس پہنچا اور اس سے شکایت کی کہ!

ایک وہابی مولوی مسلمانوں کو کافر کہتا ہے اور جنازہ نہیں کرتا اور مردے پڑے رہ جاتے ہیں کلمہ گو مسلمانوں کی بے حرمتی ہوتی ہے۔

غرضیکہ پورے وفد نے کوشش کی اور تھانیدار کو اشتعال دلایا تھانیدار نے متعدد دفعہ مولانا کو اپنے پاس طلب کیا مولانا نے صاف جواب دیا مجھے تھانے میں کوئی کام نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حتی کہ تھانیدار چک ۲۵۱ ای بی میں خود پہنچا عوام جمع ہو گئے تھانیدار نے مولانا کو مرعوب کرنے کی کوشش کی مگر مولانا نے فرمایا مذہبی معاملہ ہے۔ آپ مذہبی حیثیت سے اس کا ثبوت پیش کریں کہ بے نماز مسلمان ہے اگر صرف کلمہ گو مسلمان ہے تو تمہارے مولوی مرزائیوں تعزیہ پرستوں رافضیوں کو کافر کیوں کہتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی توفیق سے نہایت جرات مندانہ آدمی تھے اور عالم تھے بجائے اس کے خود مرعوب ہوتے تھانیدار مرعوب ہوا تھانیدار جاہل تھا مولانا کتاب وسنت سے دلائل پیش کرتے رہے وہ بہت شرمسار ہوا اور یہ کہا کہ آپ مسجد کی امامت سے دستبردار ہو جائیں کیونکہ آپ بدامنی پیدا کرتے ہیں اور میری ذمہ داری ہے کہ میں علاقے میں بدامنی پیدا نہ ہوئے دوں یہ لوگ ایسا مولوی لے آئیں گے جو بے نمازوں کو مسلمان کہے اور ان کا جنازہ کرائے۔

مولانا نے اس کا جواب دیا کہ میں نمازوں کا امام نہیں میں تو نمازیوں کا امام ہوں بے نماز لوگ بے نماز امام تلاش کر لیں۔

اس بات پر لوگ بول اٹھے!

ہمارے تمام گھروں میں بے نماز ہیں کسی کی عورت کسی کا لڑکا کسی کی لڑکی کسی ی کا بھائی کسی کا چچا اس لئے ہم سب اس مولوی کو امام نہیں رکھ سکتے جو بے نمازیوں کا جنازہ نہ کرائے۔

مولانا نے اس پر فرمایا کہ لوگ ایسا مولوی لے آئیں جو بے نمازوں کا جنازہ ثابت کردے تو بندہ امامت چھوڑ دے گا اور آپ کے تجویز کردہ امام کی اقتدار میں نماز پڑھے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے نمازوں نے کہا اپ پہلے امامت ترک کریں اور مسجد چھوڑیں پھر ہم مولوی لائیں گے۔

اس پر تھانیدار نے کہا مولانا آپ ایک ہفتے تک امامت چھوڑ دیں اور لوگوں سے کہا کہ تم ایک ہفتے میں ایسا امام لے آؤ جس کے پیچھے یہ مولانا بھی نماز پڑھ سکیں۔پس اس پر فیصلہ ہو گیا۔

اب مولانا کی قوم مسلم راجپوت وٹو جو بے غرضیکہ جو قومیں اپنے آپ کو بڑی سمجھتی تھیں انہوں نے امام کی تلاش شروع کر دی۔

بے نماز چاروں طرف دوڑے لیکن انہیں کوئی ایسا عالم نظر نہ آیا۔کیونکہ ایک تو مولانا کی شخصیت پورے پاکستان میں متعارف تھی اور پھر مسئلہ کو آپ کتاب وسنت سی پیش کرتے تھے۔دوسری وجہ یہ کہ فریقین میں شرط طے ہو چکی تھی کہ ایسا امام لایا جائے جو کتاب وسنت سے بے نمازوں کا جنازہ ثابت کر دے۔

بے نماز کو مسلمان ثابت کرتا ردار دوالا معاملہ تھا۔اس لئے علماء نے سوچا کہ ہم خوامخواہ بے نمازوں کی وکالت کیوں کریں۔

سب گاؤں کے بے نماز لوگ لاچار ہوئے۔بالآخر بے نمازوں نے اپنے جرم کا اقرار کیا اور پکے بے نمازوں کیلیئے ویسا ہی کوئی آدمی رکھ لیا جو بے نمازوں کی مردہ شوئی کر کے جنازہ کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# حضرت عارف حصاریؒ کی تصانیف

مولانا دیگر خوبیوں کے علاوہ اعلیٰ قسم کے تحقیقی مصنف بھی تھے۔ مولانا کی تصانیف جواب تک میرے علم میں آ چکی ہیں وہ یہ ہیں:۔

۱۔ اول الخلق

جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ حدیث اول ما خلق اللہ نوری موضوع ہے اور من گھڑت ہے۔ بعض بدعتیوں کا یہ کہنا ہے کہ سب سے پہلے اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا سفید جھوٹ ہے۔ بلکہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے پانی عرش۔ قلم اور لوحِ محفوظ وغیرہ پیدا کیا۔

۲۔ احکام رکعتی الفجر

جس میں سنت فجر کے متنازعہ فیہ مسائل پر خوب بحث کی گئی ہے۔ یہ دونوں رسالے دفتر صحیفہ اہل حدیث کراچی ارسال کئے گئے کہ وہ شعبہ تبلیغ کی طرف شائع کرا دے۔ شائع نہیں ہوئے بلکہ واپس کر دیے گئے۔ فالی اللہ المشتکی۔

۳۔ رفع السب عن حلۃ الضب

اخبار اہلحدیث سوہدرہ میں مولانا عبدالمجید سوہدرویؒ نے بالاقساط شائع کیا ہے۔ اس پر بعض علماء اہل حدیث نے تنقید کی جس کا جواب مولانا مرحوم نے دیا ہے جو کہ مذکور اخبار میں پڑھا جا سکتا ہے۔ یہ کتابچہ کتابی صورت میں بھی چھپ چکا ہے۔ حلۃ الضب کے بارے میں حنفی مذہب کے علامہ فقید امام طحاویؒ مولانا حصاری مرحوم کے حامی ہیں۔ اس لیے حنفی علماء شرماتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ اجرت تعلیم القرآن والحدیث

؟ غیر مطبوعہ

۵۔ حرمتِ خضاب

اس میں خضاب کے مسئلہ پر مفصل بحث کی گئی ہے اور دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ داڑھی پر سیاہ خضاب لگانا حرام ہے۔ یہ رسالہ مولانا سوہدروی نے شائع کیا تھا۔

۶۔ حرمت حقہ نام سے ظاہر ہے۔

۷۔ تقلید شخصی

۸۔ اربعین قادری اول دوئم غیر مطبوعہ

۹۔ اہل حدیثوں میں اولیاء

اسے رسالہ کی صورت میں بنگال کے رئیس اہلحدیث نے شائع کر کے اہلحدیث روپڑ نے بھی شائع کیا۔ اب بھی اسے اگر کوئی شخص شائع کرے تو یقیناً اسلام کی یہ بہت بڑی خدمت ہوگی۔

۱۰۔ فیصلہ سیدالابرار در بارہ نکاح شغار

دو حصے (مطبوعہ)

۱۱۔ کتاب الاذان

اسے عبداللہ سلیم ناظم مکتبہ الجامعۃ الکمالیہ، دارالحدیث راجووال نے شائع کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کتاب ہذا میں اڑھائی سو کے قریب اذان کے مسائل ہیں۔

۱۲۔ جوتا میں نماز پڑھنا سنت ہے

(نام سے واضح ہے)

۱۳۔ سیاحت الجنان بمناکحتہ اہل الایمان۔ رسالہ ہذا میں بیس دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ اہل حدیث لڑکے لڑکی کا نکاح کسی دوسرے فرقے کی لڑکی سے نہیں ہوتا۔

۱۴۔ احسن الکلام

۱۵۔ شرعی داڑھی

یہ کتاب ناظم مکتبہ جامعہ کمالیہ، دارالحدیث رجسٹرڈ راجووال نے شائع کی ہے۔

۱۶۔ نبویؐ جواہر در ذکر کبائر

کتاب ہذا کو انجمن اہلحدیث اوکاڑہ نے شائع کیا ہے۔ جس میں کبیرہ گناہوں پر مفصل بحث کی گئی ہے جو اہل علم کیلئے نہایت مفید ہے۔

۱۷۔ آئینہ تحقیق

مولانا نے حدیث اور فقہ مروجہ کا مقابلہ کر کے عمل بالحدیث کو شرعاً صحیح اور حق ثابت کیا ہے۔ اس پر مقلدین حنفیہ بہت چکرائے تو مولانا نے آئینہ تحقیق کے نام سے کتاب لکھی جس میں تقلید شخصی اور فقہ مروجہ کی بنا پر تعین مذہبی کو گمراہی قرار دی کر فقہ مروجہ اور کتب فقہ کو دس وجوہ سے بمقابلہ حدیث مردود ثابت کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کتاب دفتر صحیفہ اہلحدیث کراچی نے شائع کی، اب نایاب ہے

۱۷۔ احتیاطی جمعہ

بعض جگہ جمعہ کے ساتھ لوگ احتیاطی پڑھتے تھے۔ مولانا نے اس کی تردید کی۔ مولوی محمود الحسن فیض پوری نے احتیاط الظہر کے نام سے رسالہ لکھا تھا جس میں اس نے جمعہ کے روز چھ نمازیں مستقل ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی تھی۔ مولانا حصاری نے جمعہ احتیاطی کے نام سے اس کا مدلل جواب لکھا جو رسالہ کی صورت میں علماء روپڑی نے دفتر تنظیم، روپڑ سے شائع کیا۔ اب وہ نایاب ہے۔

۱۹۔ ضرب الفاس علی مانع کاشف الراس

۲۰۔ تحفہ قادریہ

پنجابی شعروں میں ایک مناظرہ کی روئیداد ہے۔ مولانا مرحوم پنجابی کے بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ ان کے کتب خانہ میں پنجابی نظموں کی متعدد کاپیاں پڑی ہیں مگر اختصار کے پیش نظر یہاں کوئی نظم نہیں لکھی گئی۔

۲۱۔ ظل رسولؐ

نام سے وضاحت پوری ہے۔ مولانا سوہدروی نے دفتر اہلحدیث سوہدرہ کی طرف سے شائع کیا۔

۲۲۔ رشوت خوری

۲۳۔ قبروں پر اذان کہنا منع ہے۔

یہ ایک مختصر کتابچہ ہے۔ اسے الجامعۃ الکمالیۃ دارالحدیث راجووال نے شائع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے۔

۲۴۔ حیات فی اداء الزکوۃ

۲۵۔ فاتحہ خوانی

۲۶۔ رسالہ پول حنفیہ

۲۷۔ تکفیر بے نمازاں

رسالہ ہذا میں مولانا نے یہ ثابت کیا ہے کہ بے نماز صحیح معنوں میں کافر ہے جب تک توبہ نہ کرے۔

۲۸۔ اصلی اہل سنت کی پہچان

۲۹۔ راگ باجے حرام

ان دونوں رسالوں کو محمد یسین راہی ضلع ڈیرہ غازی خان نے شائع کیا ہے۔

۳۰۔ حکم گیارہویں

۱۳۔ ترجمہ حیاۃ الحیوان

اسے مولانا محمد عبداللہ مرحوم روڑی والوں نے شائع کرایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# مختصر حالات مولانا عبداللہ سلیم

نسب :۔

مولانا عبداللہ سلیم بن استاذ الاساتذہ شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد یوسف بن میاں کمال الدین بن حق نواز بن میاں محمد دین رحیم اللہ اجمعین۔

آپ کا خاندان ایک غیر مصروف خاندان تھا۔ تقسیم ہند سے قبل فروز پور شہر سے جنوب مشرق میں سترہ میل کے فاصلہ پر مشہور ریلوے سٹیشن منڈی گورو ہرساء سے پانچ میل دور واقع موضع چک سومیاں المعروف ''اعوان'' میں آباد تھا۔ جہاں سے سفر در سفر کر کے آپ کے والد ماجد مولانا محمد یوسف نے ملک کے مختلف مدارس سے قرآن وسنت کے علوم حاصل کیے۔ آپ ابھی تعلیم سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ ملک کی تقسیم ہوگئی۔ چنانچہ آپ موضع اعوان سے ترکِ وطن کر کے ضلع قصور کے ایک گاؤں موضع راجووال میں رہائش پذیر ہوگئے بعد ازاں ۱۹۵۲ء میں مشہور قصبہ منڈی راجووال ضلع اوکاڑہ میں دینی خدمات کا آغاز کیا۔ جہاں آپ نے ایک دینی ادارہ بنام ''دارالحدیث الجامعۃ الکمالیۃ'' کی تاسیس فرمائی۔ اور یہاں ہی آپ کے ہاں پہلے فرزند حضرت مولانا عبداللہ سلیم مورخہ یکم محرم الحرام ۱۳۷۲ھ بمطابق ۲۱ ستمبر ۱۹۵۲ء بروز سوموار پیدا ہوئے۔ جس کے عقیقہ کی دعوت میں طلباء مدرسہ کی خوب ضیافت کی گئی۔

حلیہ :۔

قد میانہ۔ خندہ رو۔ چوڑا چہرہ رنگ گندمی۔ گھنی ڈاڑھی۔ مزاج میں تحمل اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلیہ میں خوش پوش اور نفاست پسند تھے۔

## "وفات حسرت آیات"

سیدی و مولانا حضرت مولانا محمد یوسف صاحب ایک عرصے سے کولہے کی ہڈی ٹوٹ جانے کی وجہ سے صاحب فراش تھے۔ اور مولانا عبداللہ سلیم ان کی حفاظت و علاج و معالجہ مین مصروف لیکن یہ خبر ہر ایک پر بجلی بن کر گری کہ مولانا عبداللہ سلیم آف راجووال مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۹۳ء بروز منگل بوقت ساڑھے آٹھ بجے صبح حرکت قلب بند ہوجانے سے وفات پا گئے۔ ہر طرف کہرام تھا۔ شاب و شیخ سب حیرت و افسوس کی تصویر ٹیلی فون کے ذریعے ہر طرف اطلاع ہوگئی۔ لوگ حسرت ذریعے ہر طرف اطلاع ہوگئی۔ لوگ حسرت و یاس کا شکار راجووال کی طرف لپکے۔ بسوں پر، ہجوم کی کیفیت، انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر جماعت اہلحدیث کے علماء فضلاء اکابر شیوخ و اکابر صغیر و کبیر مولانا عبداللہ سلیم کی چارپائی کے اردگرد آہ وگریہ کے شکار تھے۔ قریباً ایک بجے چند نوجوانوں نے غسل دیا۔ اور چارپائی اٹھا کر مدرسہ سے جانب شمال ایک وسیع وعریض میدان میں جنازہ کی تیاری ہوئی۔ حد نگاہ تک انسان ہی انسان نظر آرہے تھے۔ یہ راجووال کے علاقہ میں ایک مثالی جنازہ تھا۔ مفکر اسلام حضرت مولانا معین الدین صاحب لکھوی نے نہایت سوز وگداز سے بھرے لہجے میں نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد ازاں ٹرالیوں کے ذریعے اور پیدل چل کر لوگ قبرستان تک پہنچے جہاں دوبارہ شیخ الحدیث مولانا حافظ ثناء اللہ صاحب مدنی نے جنازہ پڑھایا اور تقریباً رات کے سات بجے تک تدفین کے عمل سے فراغت ہوئی بعد ازاں تعزیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنندگان میں جماعتی اور غیر جماعتی احباب دیکھنے میں آئے تو اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ مولانا عبداللہ سلیم کتنے ہردلعزیز تھے۔ اوران کا حلقہ دوستاں کس قدر وسیع تھا۔ کسی نے تو اخبار ورسائل میں مولانا عبداللہ سلیم پر مضامین لکھے اور کئی اخباروں میں ادارتی نوٹ لکھے گئے اور بعض احباب نے تعزیتی رجسٹر پر اپنے جذبات واحساسات کا اظہار کیا۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# تبصرہ

یوں تو پاک و ہند میں بڑے بڑے علماء شیوخ، مفسرین مدرسین مصنفین، مقررین اور مفتیاں عظام پیدا ہوئے ہیں۔ اور اپنے اپنے میدان میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بہت سے کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ انہی علماء میں سے ایک محترم مولانا عبدالقادر حصاری صاحب ہیں جنھوں نے اپنی پوری زندگی شرک و بدعت کو مٹانے اور توحید و سنت کو عام کرنے میں بسر کی اور تقویٰ و پرہیز گاری کے ساتھ گزاری مرحوم مولانا حصاری صاحب تقریر و تحریر میں دوسرے علماء سے مختلف تھے اور انھوں نے ایسے ایسے باریک اور دقیق مسائل اور مضامین پر قلم اٹھایا ہے جو کہ عام علماء کے بس کی بات نہ تھی اور وہ بہت سی کتابوں اور رسائل کے مصنف بھی تھے ان میں سے کچھ کتابیں اور رسائل چھپ کر منظر عام پر آئیں اور بہت سے لوگ ان سے مستفید ہوئے اور کچھ مسودے غیر طبع ہیں یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ جناب مولانا مرحوم حصاریؒ صاحب ایک بہت بڑے مفتی بھی تھے جنھوں نے اپنی زندگی میں سینکڑوں فتویٰ جات جاری کیئے اور لوگوں کے بڑے بڑے مشکل مسائل حل کیئے۔ لیکن بدقسمتی کی بات یہ تھی کہ جو انھوں نے فتویٰ جات جاری کیئے تھے مولانا کے پاس انکا کوئی ذخیرہ موجود نہ تھا۔ جس کو وہ کتابی صورت میں چھپاتے۔ اور نہ ہی جماعت میں کوئی ایسا آدمی ملا جو اس کام کی طرف توجہ دیتا اور ہماری جماعت کی یہ بہت بڑی کمزوری ہے کہ وہ علماء کرام کی کماحقہ حوصلہ افزائی نہیں کرتی دعا ہے اللہ تعالیٰ جماعت کو علماء کرام کی حوصلہ افزائی اور عزت افزائی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چناچہ یہ کام مولانا حصاریؒ صاحب کے بہت بڑے عزیز دوست اور درویش صفت انسان استاد الاساتذہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مدظلہ العالی منتظم مدرسہ جامعہ کمالیہ رجوال ضلع اوکاڑہ نے اپنے ذمے لیا۔ باوجود انتہائی کمزوری اور بیماری کے بڑی کوشش اور محنت کے ساتھ مولانا حصاریؒ صاحب کے فتویٰ جات کو جمع کیا اور جابجا بکھرے ان جواہر پاروں کو ایک لڑی میں پرو دیا انھیں کتابی صورت عطا کی جو عنقریب چھپ کر منظر عام پر آنے والی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا یوسف صاحب کو اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کی محنت کو قبول فرمائے اور عام مسلمانوں کو اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

بندہ حقیر عبدالرشید حصاریؒ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

# اُصولِ دعویٰ

اُصول اور قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس کے پاس کوئی چیز ہو یا اُس میں موجود ہو وہ اُس کا حقدار ہے اور اُس چیز کی وجہ سے وہ اُس کا دعویٰ رکھ سکتا ہے اور لوگوں میں اس کا بیان کر سکتا ہے۔ اسی طرح جس چیز پر انسان کا عمل ہو اور عقیدہ میں اس کا مسلک ہو اُس کا وہ دعویٰ کرے تو وہ درست اور صحیح ہے

حدیث میں آیا ہے کہ آدمی مومن نہیں بن سکتا جب تک اس کا دل اس کی زبان کے برابر نہ ہو اور اس کی زبان اس کے دل کے برابر نہ ہو۔

وَلَا یُخَالِفُ قَوْلُہٗ عَمَلَہٗ ۔

" اور اس کا قول اس کے عمل کے خلاف نہ ہو " (ترغیب وترہیب)

دیگر حدیث ترہیب میں ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جنت کے چند لوگ دوزخیوں سے پوچھیں گے کہ تم کس سبب سے دوزخ میں پڑے ہو؟ قسم بخدا ہم تو انہی باتوں سے جنت میں داخل ہوئے جو ہم نے تم سے سیکھی تھیں۔ دوزخی لوگ کہیں گے:

کنا نقول ولا نفعل ۔ (طبرانی)

"یعنی ہم جو بات کہتے تھے اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔"

## مُنافقین کا دعویٰ ایمان جھوٹا

قرآن سے ظاہر ہے کہ منافقین نے یہ دعویٰ کیا تھا:

" اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ "

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"ہم اللہ اور دن قیامت کے ساتھ ایمان لائے ہیں"۔
اللہ تعالیٰ کو ان کی قلبی و عملی حالت کا علم تھا۔ اس لئے اُن کا دعویٰ مسترد کر دیا۔ اور فرمایا: "وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ"، "کہ یہ لوگ مومن نہیں ہیں"۔ پھر انہوں نے دربارِ رسالت میں یہ شہادت دی: "نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ"، "کہ ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں"۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس گواہی کو بھی مردود کر دیا۔ اور یہ فرمایا: "وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ" "یعنی اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین جھوٹے ہیں۔

جھوٹ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ واقعہ کے خلاف کوئی بات کہی جاوے۔ جیسے کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ کو جادوگر، شاعر، مجنون وغیرہ کہتے تھے حالانکہ آپ ایسے نہ تھے۔ کفار جھوٹے تھے۔

دوسرا یہ کہ بات تو اصل میں ٹھیک ہو مگر کہنے والا اس کے صحیح ہونے کا عقیدہ نہ رکھے اور اس کے مطابق عمل نہ کرے۔ صرف زبان سے کسی غرض اور مطلب کی بنا پر کہے تو یہ بھی جھوٹ ہے۔ جیسے منافقین کا دعویٰ ایمان و اسلام جھوٹا تھا۔ کہ نہ ان کا عقیدہ صحیح تھا اور نہ اس کے مطابق ان کا عمل تھا۔ چنانچہ منافقین نے یہ اقرار کیا کہ:

"اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا"۔

"کہ ہم اللہ اور رسول کے ساتھ ایمان لائے اور ہم نے احکام الٰہی کی اطاعت کی"۔ جب اُن کا عملی امتحان ہوا، کہ آنحضور صلی اللہ نے ان کو احکام بیان فرمائے اور ان کے درمیان شرعی فیصلے کئے تو وہ پھر گئے اور ان کو تسلیم نہ کیا۔ چنانچہ قرآن میں ان کی بابت یہ ارشاد ہے:

"ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(یعنی ان کلمہ گو لوگوں میں سے ایک فریق بعد حکم صادر ہونے اور فیصلہ کرنے کے روگرداں ہوا۔ وہ مومن نہیں ہیں"

اسی بنا پر حضرت حذیفہ رضا اعلم بالمنافقین

سے سوال کیا گیا: مَا الْمُنَافِقُ؟ کہ حضرت! فرمایئے منافق کون ہے؟

انہوں نے فرمایا:

"اَلَّذِیْ یَصِفُ الْاِسْلَامَ وَلَا یَعْمَلُ بِہٖ"

"کہ جو شخص اسلام کی صفت کرے، اور اس کا دعویٰ کرے، لیکن احکامِ اسلام پر عمل نہ کرے وہ منافق ہے"۔

مسلمان کا عقیدہ، قول اور عمل یکساں ہوتا ہے۔ ان میں مخالفت نہیں ہوتی۔ اگر مخالفت پائی گئی تو وہ منافق ہوا۔

## اَعراب کا دعویٰ ایمان غلط ہوا

عہدِ نبوی میں بعض جنگلی، بدوی لوگ ایمان کا دعویٰ کرنے لگے۔ قرآن میں ہے: "قَالَتِ الْاَعْرَابُ آمَنَّا" یعنی اعرابیوں نے کہا ہم مومن ہیں۔ "قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ" یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کو کہہ دیجئے کہ تم مومن نہیں ہو۔ ہاں یہ کہہ سکتے ہو کہ ہم بظاہر مسلمان ہیں۔ کیونکہ ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ (اس لیے دعویٰ صحیح نہیں۔)

پھر ارشاد ہوا: "وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ" یعنی اگر تم تمام احکام میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو گے تو پھر دعویٰ ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے کمال ایمان کی وجہ سے اعمال قبول کرے گا۔ (اور تم کو بخش دے گا کہ) بے شک وہ بخشنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



والا بڑا مہربان ہے" پس ایمان کا دعویٰ دل کی پوری تصدیق اور کامل اطاعت کے ساتھ سچا مانا گیا۔

اس لیئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِہٖ" یعنی کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جس وقت تک اس کی نفسانی خواہشات اس شریعت کے تابع نہ ہوں جو میں خدا کی طرف سے لے کر آیا ہوں۔

## غلط دعویٰ موجبِ غضبِ الٰہی ہے

قرآن میں ہے کہ:

"کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ"

"یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بڑے غصے کی بات ہے، کہ تم وہ بات کہو جس پر عمل نہ کرتے ہو"

مومنوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ صحیح اور پختہ بات کریں جو حقیقت پر مبنی ہو۔ فرمایا: "قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا"

## جھوٹے دعویٰ کی سزا

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰی مَا لَیْسَ لَہٗ فَلَیْسَ مِنَّا وَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ (رواہ مسلم)

"یعنی ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا کہ: "جو شخص اس چیز کا دعویٰ کرے جو اس کے لیئے نہیں ہے وہ ہماری جماعت سے خارج ہے۔ اور اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھ لے" اس سے ثابت ہوا کہ جھوٹا مدعی قابل سزا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## اہلِ سُنّت ہونیکا جھوٹا دعویٰ

عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ اہلِ سُنّت سچا مذہب ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ اس مذہب کے ماننے والوں کی اکثریت ہے۔ بڑے بڑے بادشاہ، اکابر اور وزراء، حکام علماء، اولیاء خاص و عام سب اس مذہب میں داخل ہیں۔ اور تمام ممالک میں یہ مذہب پھیلا ہوا ہے۔ اس لیے یہی گروہ ناجیہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بات تو حق اور صحیح ہے کہ مذہب اہلِ سنّت سچا ہے اور یہ فرقہ ناجیہ ہے۔ مگر یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ جس قدر لوگ اہلِ سنّت کہلاتے ہیں یہ سب اہل سنت ہیں۔ بلکہ میں دعویٰ سے یہ کہتا ہوں کہ یہ اکثر لوگ اہلِ سُنّت نہیں ہیں۔ اور ان کا دعویٰ جھوٹا ہے۔

## جُہلاء طبقہ اہلِ سُنّت نہیں

عوام جہلاء طبقہ جن کو سنن نبویہ کا علم نہیں اور وہ اپنے آباء و اجداد کی رسومات کے پابند ہیں اور قومی رواج پر چلتے ہیں، نہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ نہ روزہ، زکوٰۃ، حج ارکانِ اسلام کے پابند ہیں۔ نہ حدودِ شرعیہ کی نگہداشت رکھتے ہیں بلکہ رسومات شرکیہ بدعیہ اور کسبِ حرام میں مبتلا ہیں۔ شادی، موت کے احکام شرعیہ سے ناواقف ہیں اور رسومات کے پابند ہیں۔ صورت اور سیرت ان کی اسلامی نہیں ہے بلکہ یہود اور نصاریٰ کی تعلیم اور ان کے اخلاق سے متاثر ہیں۔ دن رات دنیا کے بحرِ غفلت میں مستغرق ہیں۔ یہ کسی عالم اور عقل مند کے نزدیک اہلِ سُنّت نہیں ہو سکتے۔ حنفیہ کی معتبر کتاب "شامی" میں یہ لکھا ہے۔

"اَلْعَامِیُّ لَا مَذْهَبَ لَهٗ"

"عامی آدمی کا کوئی مذہب نہیں۔"

سہ

کُلٌّ یَدَّعِیْ وَصْلًا لِلَیْلٰی
وَلَیْلٰی لَا تُقِرُّ لَهُمْ بِذَاکَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## مُقلّدین کا دعویٰ اہلِ سُنّت

مقلدینِ مذاہب اربعہ خصوصاً مقلدین حنفیہ یہ دعویٰ رکھتے ہیں کہ ہم ہی اہلِ سُنّت ہیں۔ بلکہ کہتے ہیں کہ مذہب اہل سنت چار فرقوں حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی میں منحصر ہے۔ ان سے باہر کوئی اہل سنت نہیں۔ حالانکہ یہ نظریہ اور قول باطل اور بالکل لغو ہے۔ کیونکہ مذہب اہل سنت عہد نبوی اور عہد صحابہ سے شروع ہوا اور اب تک چلا آرہا ہے۔ اور امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر قیامت تک رہے گا۔ اور جب یہ مذہب نہ رہے گا تب زمین، آسمان اور تمام کائنات نہ رہے گی۔

لیکن حجۃ اللہ البالغہ ج ا مصری صـ۱۲۲ میں ہے کہ "چوتھی صدی ہجری تک تقلیدی مذاہب کا نام ونشان تک نہ تھا۔" اور اعلام الموقعین مطبوعہ دہلی کے صـ۲۲۲ میں ہے کہ "تقلیدی بدعت چوتھی صدی میں جاری ہوئی ہے"

یہ وہ زمانہ ہے جس کی مذمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے صادر ہو چکی ہے۔ پھر یہ تقلید زمانہ امام مہدی تک چلے گی۔ اور حضرت عیسیٰؑ ظاہر ہوں گے تو تمام فرقے ختم ہو جائیں گے۔ چنانچہ الفوائد البھیۃ فی تراجم الحنفیۃ کے مقدمہ صـ۶ میں اس کا صاف ذکر موجود ہے۔ لہٰذا یہ فرقے اہل سنت نہیں ہو سکتے۔ جو نہ اول اسلام کے وقت تھے اور نہ آخر میں ہوں گے۔ یہ سب اختراعی ہیں۔

اہل سنت شرعی مذہب ہے جو شرع کے ساتھ ہی قائم رہے گا۔ اس مذہب میں وحدت ہے۔ افتراق نہیں ہے۔ چار مذاہب میں سخت افتراق ہے۔ یہ اپنے اپنے اماموں کے مقلد ہیں۔ ان کے امام جدا جُدا ہیں۔ ان مذہبوں کی کتابیں جداگانہ ہیں۔ ان کے عقائد واعمال جداگانہ ہیں۔

حنفی مذہب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ہمارا مذہب صواب ہے اور ہمارے مخالف کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خطا ہے ۔ اسی طرح دوسرے مقلدینِ مذاہب کہتے ہیں ۔ جس سے ثابت ہوا کہ یہ چاروں حق نہیں ہیں ۔ اگر چاروں اپنی اپنی جگہ اہل سنت ہوتے تو چاروں حق ہوتے ۔ اور ان میں اتفاق و اتحاد ہوتا ۔ لیکن ان چاروں میں سخت اختلاف ہے اور وہ اپنی کتابوں میں ایک دوسرے کی تردید کرتے ہیں ۔ اور حدیثوں کا انہوں نے بٹوارہ کیا ہوا ہے ۔ ہر مذہب والوں نے ان حدیثوں کو لے لیا ہے جو ان کے امام کے اقوال کے موافق ہیں ۔ باقی کو حیلہ سازی اور ہیر پھیر سے ترک کر دیا ہے ۔ اس طرح ہر مذہب خصوصاً حنفی مذہب سے بہت سی سنتیں باہر رہ گئی ہیں ۔ جنہیں وہ مخالف مذہب ہونے کی وجہ سے نہیں مان سکتے ۔ چنانچہ اس رسالہ میں ان کی تفصیل ہو گی ۔ اس لحاظ سے "فرقہ مقلدین" چہارم حصہ کا اہل سنت ہے پورا اہل سنت نہیں ہے ۔ ہاں اگر امام کی تقلید اس حصہ میں چھوڑ دیں جو سنت کے خلاف ہے تو پھر اہل سنت ہو سکتے ہیں ۔ لیکن وہ تقلیدی زنجیروں میں ایسے جکڑے گئے ہیں کہ کبھی نکل نہیں سکتے ۔ اس لیے وہ مقلد رہ کر کبھی اہل سنت نہیں رہ سکتے ۔

پھر مقلدین حنفیہ میں گمراہ فرقوں کی شمولیت پائی جاتی ہے ۔ مرجیہ، معتزلہ، شیعہ، قدریہ اتحادی، حلولی وغیرہ بہت گمراہ فرقے سمائے ہوئے ہیں ۔ جیسے کہ مولانا عبدالحی لکھنوی ؒ صاحب حنفی نے اپنی کتاب "الرفع والتکمیل" میں اس کی تفصیل کی ہے ۔
اب بھی حنفیہ کے دو فرقے ہندوپاک میں دیوبندی و بریلوی کے نام سے مشہور ہیں ۔ جو دونوں حنفیت کا دعویٰ رکھتے ہیں ۔ لیکن دونوں اپنے عقائد و اعمال میں جدا جدا ہیں ۔ اور ایک دوسرے کی تضلیل و تکفیر کرتے ہیں ۔ اسی طرح قدیم سے حنفی مذہب کی یہ حالت چلی آ رہی ہے کہ اس میں گمراہ فرقوں کی سخت ملونی ہے ۔ صرف فروع میں حنفی بن جاتے ہیں ۔ اور عقائد میں کوئی رافضی ہے کوئی مرجیہ ہے ۔ کوئی معتزلہ ہے کوئی وجودی اور اتحادی ہے ۔ وہ سب ایک دوسرے کی تضلیل کرتے ہیں ۔
خلاصہ کلام یہ ہے کہ تقلیدی فرقہ کسی صورت اہل سنت نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اہل سنت کی تعریف ان پر صادق ہی نہیں آتی ۔ اور قدیم اہل سنت جس ہیئت اور کیفیت میں تھے اس ہیئت میں یہ تقلیدی فرقے نہیں ہیں ۔ تقلید نے افتراق پیدا کر کے ان کی شکلوں کو ایسا بدلا ہے کہ ان کو اہل سنت سے خارج کر دیا ہے چنانچہ اہل سنت کی تعریف درج ذیل ہے : اس تعریف کی رو سے جانچ کریں اور عقائد اور مسائل کا مقابلہ کر کے امتحان کر لیں کہ اہل سنت تقلیدی فرقہ ہے یا اہل سنت اہل حدیث ہیں ۔ جو ہمیشہ حدیث اور سنت پر قائم ہیں ۔ ؎

اب ہو رہے گا عشق اور ہوس میں بھی امتیاز
اب آیا ہے مزاج تیرا امتحان پر

## اہل سُنّت کی تعریف

منتخب کنز العمال ج ۶ ص ۳۱۵ میں ہے :

قِيْلَ لِعَلِيٍّ مَنْ اَهْلُ السُّنَّةِ ؟ قَالَ اَلْمُتَمَسِّكُوْنَ بِمَا سَنَّهُ اللّٰهُ لَهُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَاِنْ قَلُّوْا ۔

” یعنی حضرت علیؓ سے دریافت کیا گیا : کہ اہل سنت کون لوگ ہیں ؟ انہوں نے فرمایا : کہ اہل سنت وہ لوگ ہیں جو اس طریقے کو مضبوط پکڑنے والے اور اس پر چلنے والے ہیں ۔ جو اللہ نے اپنے رسول کے ذریعہ دین میں مقرر کر دیا ہے ۔ اگرچہ اس طرح کے پابند سُنّت تھوڑے ہوں ، مگر وہ حقیقی اہل سُنّت ہیں ۔ )

” توضیح تلویح “ میں ہے : ” اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ هُمُ الَّذِيْنَ طَرِيْقَتُهُمْ طَرِيْقَةُ الرَّسُوْلِ وَاَصْحَابِهٖ دُوْنَ اَهْلِ الْبِدَعِ “

” یعنی اہل سنت والجماعت وہ لوگ ہیں جن کا طریقہ و عمل وہی ہے جو طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کا تھا ۔ وہ اہل بدعت کے طریقہ پر نہیں چلتے “

مُختصر منہاج السُّنّة ص ۱۸۹ میں ہے :

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"اِنَّمَا سُمُّوْا اَهْلَ السُّنَّةِ لِاِتِّبَاعِهِمْ سُنَّتَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

یعنی ان کا نام اہل سنت اس لیئے رکھا گیا ہے کہ وہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے تابع اور اس پہ قائم ہیں۔

غنیۃ الطالبین طبع لاہور ص ۱۹۵ میں محبوب سبحانی پیر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ:

"فَعَلَی الْمُؤْمِنِ اِتِّبَاعُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَالسُّنَّةُ مَا سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْجَمَاعَةُ مَا اتَّفَقَ عَلَيْهِ الصَّحَابَةُ فِيْ خِلَافَةِ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ"

یعنی مومن پہ لازم ہے کہ سنت اور جماعت کی پیروی کرتا رہے۔ سنت سے مراد وہ طریقہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول فعل اور تقریر سے مقرر کیا اور اس پہ قائم رہے۔ اور جماعت سے مراد وہ گروہ ہے جو خلفائے اربعہ کے زمانوں میں متفق ہو کر دین پر قائم رہا۔

## سُنت کیا چیز ہے؟

اہل سنت کا معنی "سنت والا" ہے جیسے اہل اسلام کا معنی "اسلام والا"۔ اہل ایمان کا معنی "ایمان والا"۔ دراسات اللبیب ص ۲۵۹ میں ہے:

"اِنَّ السُّنَّةَ كُلُّ فِعْلٍ وَعَمَلٍ اَتٰی بِهِ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَيْسَتِ الدُّنْيَا اِذَا طُرِزَتْ بِطِرَازِ السُّنَّةِ دُنْيَا"

"یعنی ہر کام جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خواہ دین کا یا دنیا کا، وہ سنت ہے جو دنیا سنت کا طور اختیار کر گئی وہ دنیا نہ رہی۔" فتح الباری میں ہے:

"وَالْمُرَادُ بِالسُّنَّةِ مَا يَتَلَقَّوْنَهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجِبًا كَانَ اَوْ مَنْدُوْبًا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"یعنی جو چیز اور طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثوں کے ذریعہ حاصل ہوا وہ سنت ہے خواہ واجب ہو یا مندوب"۔

کتاب السنن والمبتدعات کے صفحہ ۹ میں ہے:

"هِيَ مَا بَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابَ اللّٰهِ تَعَالٰى بِالْفِعْلِ"

"یعنی سنت وہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن بیان کر کے اس پر عمل کر کے دکھایا۔ مثلاً قرآن میں حکم ہے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کہ تم نماز قائم کرو۔ تب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پانچ وقت لوگوں کو پڑھ کر دکھا دی اور پھر یہ فرمایا:

صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ "تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے دیکھا ہے۔ بس اس کا نام سنت ہے۔

ابو داؤد جلد ا ص ۳۰۶ میں ہے:

"وَكَانَ مَا صُنِعَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَّةً"

"یعنی جو چیز آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کی گئی اور آپ نے اس کو منع نہ کیا تو وہ بھی سنت ہو گئی۔"

مشکوٰۃ میں حدیث ہے کہ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ سُنَّةَ الْاَذَانِ"

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اذان کا طریقہ سکھلا دیجیے۔"

آپؐ نے اس کو سکھایا وہ سنت ہے۔ اسی طرح کسی موقعہ پر آپ نے کوئی کام نہ کیا جیسے عید میں اذان نہ دی تو یہ بھی سنت ہے اس کو سنت ترکیہ کہتے ہیں۔

## سُنّت کی تعلیم عہدِ نبویؐ میں

سنن کبریٰ بیہقی جلد ۲ ص ۱۷ میں باسنادہٖ یہ حدیث ہے:۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَهْلَ الْيَمَنِ قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِبْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا يُعَلِّمُنَا السُّنَّةَ وَالْاِسْلَامَ فَاَخَذَ بِيَدِ اَبِيْ عُبَيْدَةَ فَقَالَ هٰذَا اَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ (رواہ مسلم)

" یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یمن سے کئی لوگ وفد بن کر آئے اور انہوں نے درخواست کی کہ ہمارے ساتھ ایک شخص معلم ایسا بھیجو جو ہم کو اسلام کے احکام اور ان پر عمل کرنے کا طریقہ، سنت سکھلائے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ رضؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: یہ اس اُمت کا امین ہے۔ جو خدا اور رسول کی امانت کو پہنچائے گا۔

شفاء قاضی عیاض کے صفحہ ۱۶۸ میں ہے:۔

" کتب عمرؓ بن الخطابؓ الی عماله یتعلموا السنة والفرائض واللحن (ای اللغة)[۲]۔ "

حدیث میں ہے ابو ذر رضؓ نے روایت کیا:

" اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُغْلَبُوْنَ عَلٰى ثَلَاثٍ نَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ وَنُعَلِّمُ النَّاسَ السُّنَنَ "

" ہمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا: کہ تم تین چیزوں میں مغلوب نہ ہو جاؤ۔ ایک یہ کہ ہم نیکی کا حکم کریں۔ دوسرا یہ کہ برائی سے لوگوں کو منع کریں۔ اور تیسرا سنتیں اور حدیثیں لوگوں کو سکھلائیں "

---

[۱] حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ جب بصرے کو آئے تو فرمایا کہ مجھے تمہاری طرف عمر رضؓ نے بھیجا ہے لِاُعَلِّمَكُمْ كِتَابَ رَبِّكُمْ وَسُنَّةَ نَبِيِّكُمْ کہ تم کو کتاب و سنت کی تعلیم دوں۔

[۲] (ترجمہ) یعنی حضرت عمر رضؓ نے اپنے ماتحت امیروں اور ملازموں کو حکم نامہ بھیجا کہ تم سُنّت، فرائض اور لغت کی تعلیم حاصل کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جامع بیان العلم میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَالسُّنَّةَ"

"کہ تم فرضوں اور سنتوں کی تعلیم حاصل کرو"

## امورِ مسنونہ کی مثالیں

عام طور پر سُنّت کام وہ ہوتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو، آپ نے فرمایا ہو یا کیا ہو، یا آپ کے سامنے ہوا ہو۔ یا کوئی کام آپ نے کسی موقع پر نہ کیا ہو تو وہ نہ کرنا سُنّت ہوگا۔

کتاب السنن ص ۹ میں ہے:

"فَهِيَ طَرِيقَتُهُ الْمُتَّبَعَةُ فِي بَيَانِ هٰذَا الدِّيْنِ الَّتِيْ جَرٰى عَلَيْهَا أَصْحَابُهُ قَوْلًا وَفِعْلًا وَتَقْرِيْرًا وَتَرْكًا"

یعنی سنت سے مراد وہ طریقہ ہے جس کی اس دین میں پیروی کی جاتی ہے جس پر صحابہ کرام کا تعامل جاری رہا اور وہ آپ کے قول یا فعل یا تقریر یا ترک[1] سے ثابت ہے۔

اب اس کی مثالیں سنیئے:

۱۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ عید قربانی کے دن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أَوَّلُ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِيْ يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا"

"یعنی ہمارا اس دن عید میں یہ دستور ہے کہ اول ہم نماز عید پڑھیں، پھر لوٹ کر جائیں اور قربانی کریں جس نے اس طرح عمل کیا اس نے ہماری سنت پر عمل کیا"

---

[1] اس کو "سنت ترکیہ" کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور درست کیا۔"

اب اگر کوئی شخص نماز سے پہلے قربانی کرے گا تو اس کی قربانی نہ ہوگی۔ کیونکہ سُنت کے خلاف کر رہا ہے۔ حدیث میں ہے:

"مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَلْیُعِدْ ذَبِیْحَتَہٗ"

"جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی ذبح کر دی۔ تو وہ قربانی دوبارہ کرے۔"

قرآن میں ہے:

"فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ" (الکوثر-۲)

"یعنی اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر"

اب اہل سنت کہلانے والے یہ کہتے ہیں: کہ

"فَاَمَّا اَھْلُ السَّوَادِ فَیَذْبَحُوْنَ وَھِیَ جَائِزَۃٌ"

"یعنی دیہات والوں کو جائز ہے کہ طلوعِ فجر کے بعد ہی قربانیاں کر دیں۔ (قدوری)

حالانکہ یہ سنت کے خلاف ہے۔ ان کی قربانی نہیں ہے۔ حدیث میں ہے:

"مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَاِنَّمَا یَذْبَحُ لِنَفْسِہٖ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ فَقَدْ تَمَّ نُسُکُہٗ وَاَصَابَ سُنَّۃَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (بخاری)

"یعنی جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی ذبح کی، اس نے اپنے نفس کے لیے ذبح کی، خدا کے لیے نہیں۔ اور جس نے نماز پڑھ کر ذبح کی۔ اس کی قربانی پوری ہوگئی۔ اور وہ تمام مسلمانوں کی سنّت کو پہنچ گیا۔"

۲۔ صدقہ فطر کی بابت طریقہ نبویہ یہ ہے جو حدیث میں ہے

"مَنْ اَدَّاھَا قَبْلَ الصَّلَاۃِ فَھِیَ زَکٰوۃٌ مَقْبُوْلَۃٌ وَمَنْ اَدَّاھَا بَعْدَ الصَّلٰوۃِ فَھِیَ صَدَقَۃٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ"

(ابوداؤد، ابن ماجہ، دارقطنی، حاکم وصحح)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لیکن قدوری میں ہے:

"وَاِنْ اَخَّرُوْهَا عَنْ يَوْمِ الْفِطْرِ لَمْ تَسْقُطْ وَكَانَ عَلَيْهِمْ اِخْرَاجُهَا ـ"

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا کہ:

"جو عید سے پہلے فطرانہ دے اس کی زکوٰۃ مقبول ہے اور جو نماز کے بعد دے اس کی محض خیرات ہے۔ زکوٰۃ نہیں۔"

مگر قدوری میں ہے کہ:

"یہ زکوٰۃ ساقط نہیں پھر بھی دے سکتا ہے۔"

۳۔ سفر میں دوگانہ پڑھنا سنت نبوی ہے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:

"رَكْعَتَيْنِ لِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

"یعنی سفر میں دوگانہ ہے کہ سنت نبوی ہے۔"

محلی جلد ۴ صفحہ ۲۶۶ میں ہے:

"عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ مَنْ تَرَكَ السُّنَّةَ فَقَدْ كَفَرَ"

"یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "سفر کی دو رکعت ہیں جس نے اس سنت کو چھوڑ دیا وہ کافر ہوا۔"

دوگانہ سفر میں سنت واجبہ ہے۔ پس جو کہتے ہیں کہ ہم نماز پوری پڑھیں گے ناقص کیوں پڑھیں۔ وہ اہل سنت نہیں ہیں۔

۴۔ ابوداؤد "بَابُ التَّشْدِيْدِ فِيْ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ" میں ہے:

"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَلَوْ صَلَّيْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ وَتَرَكْتُمْ مَسَاجِدَكُمْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نَبِیِّکُمْ لَکَفَرْتُمْ۔"

"یعنی اگر تم گھروں میں نمازیں پڑھنے لگو گے اور مسجدوں کو چھوڑ دو گے تو اپنے نبی کی سُنت کے تارک ہو جاؤ گے۔ جب سنت کے تارک ہو جاؤ گے تو پھر تم کافر ہو جاؤ گے۔"

اب جماعت کے تارک اہل سُنت نہیں ہیں۔ اگرچہ وہ کتنا ہی دعویٰ رکھیں۔

۵۔ بخاری میں ہے:

"عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰی جَنَازَۃٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فَقَالَ لِتَعْلَمُوْا اَنَّھَا سُنَّۃٌ۔"

"حضرت طلحہؓ نے کہا: میں نے ابن عباس کے پیچھے نمازِ جنازہ پڑھی تو انہوں نے فاتحہ نماز میں پڑھی اور یہ فرمایا: کہ یہ میں نے اس لیے جہر سے پڑھائی کہ تم کو معلوم ہو کہ یہ سنت ہے۔"

اور فتاویٰ قاضی خاں جلد ۱ صـ۹۳ شرح وقایہ صـ۶۰ میں ہے:

"وَیَدْعُوْا فِیْ صَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ بِالْاَدْعِیَۃِ الْمَعْرُوْفَۃِ وَلَا یَقْرَأُ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ۔"

"یعنی جنازہ میں دعائیں پڑھے۔ فاتحہ نہ پڑھے۔

پس جو لوگ جنازہ میں فاتحہ پڑھتے ہیں وہ اہل سنت ہیں۔ اور جو فاتحہ نہیں پڑھتے وہ اہل سنت نہیں۔

۶۔ فتح القدیر ابن ہمام مصری جلد ۱ صـ۳۳۴ میں ہے:

"اِنَّ قِیَامَ رَمَضَانَ سُنَّۃٌ اِحْدٰی عَشَرَۃَ رَکْعَۃً بِالْوِتْرِ فِیْ جَمَاعَۃٍ فَعَلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَرَکَہٗ بِعُذْرٍ۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



" یعنی نماز تراویح گیارہ رکعت معیت وتر کے جماعت کے ساتھ ہیں جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا۔ آپؐ نے عذر فرضیت کی بنا پر ترک کر دی تھیں۔"

یعنی جماعت ترک کر دی مگر رمضان میں نماز گیارہ رکعت پڑھتے رہے۔ وہ نہیں چھوڑی۔ پس جو گیارہ رکعت تراویح کی مخالفت کرتے ہیں وہ اہل سنت نہیں ہیں۔

۷۔ ابن ماجہ میں حدیث ہے

" قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ثَابَرَ عَلٰى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِّنَ السُّنَّةِ بُنِيَتْ لَهٗ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ۔"

" یعنی جس شخص نے ہمیشہ بارہ[۱۲] رکعت سنت پڑھیں اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جا دے گا۔"

پس جو اہل حدیث اور اہل سنت کہلاتے ہیں اور وہ ان سنتوں کے تارک ہیں وہ اہل سنت نہیں ہیں۔

۸۔ شرح وقایہ میں ہے:

" سُنَّ لِلْمُحْتَضَرِ اَنْ يُّوَجَّهَ اِلَى الْقِبْلَةِ كَمَا هُوَ السُّنَّةُ فِي الْقَبْرِ وَاخْتِيْرَ الْاِسْتِلْقَاءُ اِنْ كَانَ الْاَوَّلُ سُنَّةً لِكَوْنِهٖ اَيْسَرُ لِخُرُوْجِ الرُّوْحِ۔"

" یعنی قریب المرگ شخص کے لیے سنت یہ ہے کہ اس کو قبلہ رو کر دیا جائے۔ کہ یہ سنت ہے جیسے قبر میں سنت ہے۔ لیکن ہم چت لٹانا پسند کرتے ہیں۔ اگرچہ سنت قبلہ کی طرف ہے۔ کیونکہ چت لٹانے سے روح آسانی سے نکلتا ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اب جو اس سنت کا خلاف کر رہے ہیں وہ اہل سنت نہیں ہیں کہ سنت مان کر پھر خلاف کرتے ہیں۔

۹۔ بخاری میں ہے۔

"عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْرَأُ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ۔"

"یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رکعت نماز میں سورۃ فاتحہ ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔"

ہم کو حکم یہ ہے کہ:

"صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ۔"

پس اگر ہم بھی اسی طرح نماز پڑھیں تب اہل سنت ہیں ورنہ نہیں۔ مگر اہل سنت کہلانے والے "ہدایہ" میں لکھتے ہیں اور پڑھتے ہیں کہ:

"وَھُوَ مُخَیَّرٌ فِی الْاُخْرَیَیْنِ مَعْنَاہُ اِنْ شَاءَ سَکَتَ وَاِنْ شَاءَ قَرَأَ وَاِنْ شَاءَ سَبَّحَ۔"

"یعنی آخری دو رکعت فرضوں میں نمازی کو اختیار ہے کہ چاہے بالکل خاموش رہے اور چاہے قراءۃ کرے اور چاہے تسبیح کہے۔"

ایسے لوگ اہل سنت نہیں ہیں۔ اگر سنت کا خلاف کرنے والا اور کہنے والا اہل سنت ہو سکتا ہے تو پھر سب ہی اہل سنت ہوں گے۔ کوئی بھی اہل سنت سے باہر نہیں رہے گا۔ مگر یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

۱۰۔ سنن کبریٰ بیہقی جلد ۳ صـ۲۹۲ میں ہے:

"عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ مَضَتِ السُّنَّۃُ اَنْ یُّکَبِّرَ لِلصَّلٰوۃِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فِی الْعِیْدَیْنِ سَبْعاً وَّخَمْسًا یَذْکُرُ اللّٰہَ مَا بَیْنَ کُلِّ تَکْبِیْرَتَیْنِ"

یعنی جابرؓ نے فرمایا کہ سنت یوں چلی آرہی ہے کہ عیدوں کی نماز میں سات اور پانچ بار تکبیریں کہی جائیں اور ان کے درمیان ذکر الٰہی کیا جائے۔"

پس بارہ تکبیروں سے کم کہنے والے جو بارہ کو اچھا نہیں سمجھتے کبھی اہل سنت نہیں ہو سکتے۔

۱۱۔ مسلم شریف میں ہے کہ عبداللہ بن شقیق نے بیان کیا کہ:

"ہم کو ابن عباس نے خطاب اور وعظ کہنا شروع کیا۔ اور عصر کے بعد ایک دن یہ سلسلۂ تقریر شروع ہوا۔ اور اس قدر وعظ کیا کہ سورج غروب ہو گیا اور اندھیرا ہو کر تارے چمکنے لگے۔ تب لوگ الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہنے لگے۔ آخر ایک شخص نے کھڑے ہو کر الصلوٰۃ کہا تو حضرت ابن عباسؓ نے کچھ پرواہ نہ کی اور سلسلہ تقریر جاری رکھا آخر اس نے پھر الصلوٰۃ کہا کہ مغرب کی نماز کا وقت جا رہا ہے۔

تب حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ:

"اَتُعَلِّمُنِیْ بِالسُّنَّۃِ لَا اُمَّ لَکَ ثُمَّ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَیْنَ الظُّھْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ۔"

"یعنی کیا تو مجھے سنت نبوی کی تعلیم دینے آیا ہے؟ تیری ماں مرے (خواہ مخواہ واویلا کیا) سنو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے ظہر، عصر کو اور مغرب عشاء کو جمع کر کے پڑھا ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عبداللہ بن شقیق نے کہا کہ:

"یہ سُن کر میرے دل میں یہ بات کھٹکتی رہی۔ میں ابوہریرہ رضؓ کے پاس آیا" فَسَأَلْتُهُ فَصَدَّقَ مَقَالَتَهٗ "یہ مسئلہ ان سے پوچھا تو انہوں نے ابن عباس رضؓ کی تصدیق کی۔"

اب نام کے اہل سنت ایسی سنت سے منکر ہیں اور اس حدیث کی بے جا تاویلیں کرتے ہیں۔ جو سب باطل ہیں۔ مگر سچے اہل سُنت مانتے ہیں کہ کبھی ایسا کر لینا سنت ہے۔ ہمیشہ نہیں۔

یہ مثالیں تو افعال کی ہیں۔ اب ترک فعل کی مثالیں سُنیئے۔

١٢۔ مشکوٰۃ میں ہے حضرت بریدہؓ کہتے ہیں،

"كَانَ النَّبِيُّ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ الْاَضْحٰى حَتّٰى يُصَلِّيَ (رواہ الترمذی و ابن ماجہ والدارمی)

"یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر میں نماز کے لئے نہیں نکلتے تھے جب تک کھانہ لیتے اور عید القربان میں کھانا نہ کھاتے یہاں تک کہ نماز عید پڑھ لیتے۔"

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ عید الفطر میں کھانا کھا کر نماز عید پڑھنا سنت ہے اور عید قربان میں کھانا ترک کر کے نماز عید پڑھنا سنت ہے۔

١٣۔ مشکوٰۃ باب العیدین" میں ہے ابن عباس اور جابر دونوں بیان کرتے ہیں

"لَمْ يُؤَذَّنْ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْاَضْحٰى"

"یعنی عید الفطر اور عید القربان کی نمازوں میں اذان نہیں کہی جاتی۔"

اس سے ظاہر ہوا کہ عید کی نمازوں میں اذان ترک کرنا سنت ہے اسے سُنّت ترکیہ کہتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسی طرح ان حدیثوں سے یہ قاعدہ ثابت ہوا کہ جو کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی کرام نے نہیں کیئے وہ نہ کرنا سنت ہیں۔ اگر وہ کام بعد کے لوگ دین بنا کر کریں گے تو یہ بدعت ہوگا۔ چنانچہ مسند احمد جلد ۴ صـ ۲۱۷ میں حدیث ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

"حضرت عثمان بن ابی العاص (صحابی) رضی اللہ عنہ ختنہ کی دعوت میں بلائے گئے تو انہوں نے اس کو قبول نہ کیا اور یہ فرمایا کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ نہ تھی ہم اس کے لیئے کبھی نہیں بلائے گئے"

یہاں غور کا مقام ہے کہ دعوت کا قبول کرنا واجب ہے اور مسلمان کے حقوق میں سے ہے لیکن صحابی نے اس کو قبول نہ کیا کہ عہد نبوی میں یہ فعل نہیں ہوا تھا۔ اس کا نام سُنت ترکیہ ہے۔ کہ وہ کام ترک کرنا سُنت ہے جواب اگر کیا جاوے گا تو بدعت کہلائے گا۔ مثلاً ظہر کی نماز کے لیئے ایک اذان ثابت ہے اب اگر کوئی شخص ظہر کے وقت دو اذانیں کہے گا یا تین کہے گا گو یہ ذکر الٰہی ہے تو یہ بدعت ہوگا۔ اگرچہ کیفیت میں فرق کیا گیا ہو۔ اگر نفس فعل ثابت ہو تب بھی بدعت ہوگا کیونکہ وہ کیفیت ثابت نہیں ہے۔ چنانچہ مسلم ج ا صـ ۴۰۹ میں ہے کہ:

"حضرت ابن عمر رض حجرۂ عائشہ صدیقہ کے پاس بیٹھے تھے اور لوگ صلوٰۃ الضحیٰ مسجد نبوی میں پڑھ رہے تھے

وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ الضُّحٰى فِي الْمَسْجِدِ نَسَأَلْنَا عَنْ صَلٰوتِهِمْ فَقَالَ بِدْعَةٌ۔

مجاہد کہتے ہیں کہ ہم نے سوال کیا کہ لوگ نمازِ ضحیٰ مسجد میں پڑھ رہے ہیں اس کا کیا حکم ہے تو ابن عمر رضی نے فرمایا: بدعت ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس حدیث پہ امام نووی فرماتے ہیں :

"هٰذَا قَدْ حَمَلَهُ الْقَاضِيْ وَغَيْرُهٗ عَلٰى اَنَّ مُرَادَهٗ اَنَّ اِظْهَارَهَا فِي الْمَسْجِدِ وَالْاِجْتِمَاعَ لَهَا هُوَ الْبِدْعَةُ لَا اَنَّ اَصْلَ الضُّحٰى بِدْعَةٌ ـ"

"یعنی اس حدیث کو قاضی عیاض وغیرہ علمائے کرام نے اس بات پر محمول کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کا مسجد میں اجتماعی صورت میں ظاہر باہر پڑھنا بدعت ہے اصل چاشت کی نماز بدعت نہیں ہے" ۔کیونکہ وہ احادیث سے ثابت ہے ۔

میں کہتا ہوں کہ ابن عمرؓ سے بھی چاشت نماز روایت ہے ۔نیل الاوطار اور فتح الباری وغیرہ میں ملاحظہ ہو ۔ کہ یہ اس خاص صورت سے پڑھنے کو بدعت کہا ہے کہ نبوی زمانے کی کیفیت اس سے بدل گئی ۔مسنون کام کی ہیئت بدلنے سے بھی وہ کام بدعت ہو جاتا ہے ۔بہر حال کسی فعل کو ترک کرنا بھی سنت ہے ۔ امام قسطلانی شرح بخاری میں فرماتے ہیں ۔

"وَتَرْكُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَّةٌ كَمَا اَنَّ فِعْلَهٗ سُنَّةٌ فَلَيْسَ لَنَا اَنْ نُسَوِّيَ بَيْنَ فِعْلِهٖ وَتَرْكِهٖ فَنَاْتِيْ مِنَ الْفِعْلِ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ تَرَكَهٗ بِنَظِيْرِ مَا اَتٰى بِهٖ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ فَعَلَهٗ ـ"

"یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی کام کو چھوڑنا بھی سنت ہے جیسا کسی کام کا کرنا سنت ہے ۔ہمارے لیئے یہ جائز نہیں کہ ہم فعل اور ترک کو برابر کر دیں کہ جہاں آپ نے کوئی کام چھوڑا ہے تو ہم وہاں اس کو کرنے لگیں ۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پس ان دلائلِ شرعیہ سے جو قاعدہ ثابت ہے ان کی رو سے اہل بدعت کے تمام افعال بدعیہ، ختم پڑھنا، گیارھویں دینا، عرس کرنا، میلاد کرنا وغیرہ بدعت حقیقیہ میں شمار ہیں۔ کہ باوجود اسباب و دواعی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے نہیں کیے تو یہ سنتِ ترکیہ ہے۔ اب جو کر رہے ہیں یہ بدعت ہے اور شر الامور محدثاتہا میں داخل ہے۔ مجالس الابرار میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو عبادت صحابہ نے نہیں کی وہ مت کرو۔ مکتوبات مجددیہ کے مکتوب ایک سو چھیاسٹھ کے آخر میں ہے

”نَعَلَیْکُمْ بِالْاِقْتِصَارِ عَلٰی مُتَابَعَۃِ سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْاِکْتِفَاءِ عَلٰی اِقْتِدَاءِ اَصْحَابِہِ الْکِرَامِ۔“

”یعنی صرف سنت نبوی اور سنت صحابہ کو لازم پکڑو۔“

## سُنَّت پر عمل کرنے کی فضیلت

جامع بیان العلم میں امام زہری تابعی رحمہ اللہ کا فرمان ہے

”اَلْاِعْتِصَامُ بِالسُّنَنِ نَجَاۃٌ۔“

”یعنی سنت کو مضبوط پکڑنا باعثِ نجات ہے۔“

حدیث شریف میں ہے:

”مَنْ اَکَلَ طَیِّبًا وَّعَمِلَ فِیْ سُنَّۃٍ وَّاَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَہٗ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔“

”یعنی جس شخص نے حلال کھایا اور ہر کام سنت کے مطابق کیا۔ اور اس نے لوگوں کو ایذا دہی سے امن بخشا تو وہ جنت میں داخل ہو۔“

دیگر حدیث مشکوۃ میں ہے:

”مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃِ شَہِیْدٍ“

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"یعنی جس شخص نے فساد امت کے وقت سنت کو مضبوط پکڑا اس کو سو شہید کا ثواب ہے۔"

امام احمدؒ نے اپنے رسالہ عقیدہ اہل سنت کے صٓ۳ میں ایمان کا جز سنت پر چلنا قرار دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

"اِنَّ الْاِیْمَانَ قَوْلٌ وَّنِیَّةٌ وَّتَمَسُّكٌ بِالسُّنَّةِ۔"

"یعنی ایمان یہ ہے کہ زبان سے اقرار کرنا، دل سے تصدیق کرنا اور سنت کے مطابق احکامِ شرعیہ پر عمل کرنا۔"

پس سنت پر عمل کرنا ایمان کا جزء ہے۔

مشکوٰۃ میں حدیث ہے:

"مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ۔"

"یعنی جس نے میری سنت کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔"

اس حدیث سے حبِ رسول کا معیار سنت کی محبت اور اس پر عمل کرنا قرار پایا پس جو سنت رسول کے تارک ہیں۔ مثلاً بے نماز، داڑھی منڈے، تارکِ جماعت وغیرہ وہ اگر رسالت کے نعرے لگائیں اور محبتِ رسول کا دعویٰ کریں۔ تو وہ جھوٹے ہیں۔ ؎

اِنْ کَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَاَطَعْتَهٗ
لِاَنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعٌ

امام حسن بصریؒ کا فرمان ہے:

"مَنِ ادَّعٰی مَحَبَّتَهٗ وَخَالَفَ سُنَّتَهٗ فَهُوَ کَذَّابٌ۔"

"یعنی جو شخص محبت رسول کا دعویٰ کرے اور سنت رسول کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مخالفت کرے وہ جھوٹا ہے۔"

شاہ ولی اللہ مرحوم نے حجۃ اللہ ج ا صنا میں فرمایا ہے کہ:

" اَقُوْلُ اِنْتِظَامُ الدِّیْنِ یَتَوَقَّفُ عَلٰی اِتِّبَاعِ سُنَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔"

"یعنی دین کا انتظام سنن نبویہ پر موقوف ہے۔"

نیز جنت کا ملنا اطاعت رسول پر موقوف ہے آپ نے فرمایا:

" مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی۔"

" یعنی جس نے میری اطاعت کی وہ جنتی ہے ورنہ میرا منکر۔"

حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن وضو کیا تو صحابہ کرامؓ حاضرین آپ کے وضو والے پانی کو بطور تبرک لے کر بدن پر ملنے لگے آپ نے فرمایا کہ:

" مَا یَحْمِلُکُمْ عَلٰی ھٰذَا؟"

" کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟"

صحابہ نے عرض کیا حضور! اللہ و رسول کی محبت سے ایسا کام کر رہے ہیں تاکہ فضیلت و تبرک حاصل ہو۔ آپ نے فرمایا:

" مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یُّحِبَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اَوْ یُحِبَّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ فَلْیَصْدُقْ فِیْ حَدِیْثِہٖ اِذَا حَدَّثَ وَلْیُؤَدِّ اَمَانَتَہٗ اِذَا اؤْتُمِنَ وَلْیُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَہٗ۔"

" یعنی جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ اللہ اور رسول کو دوست رکھے یا یہ کہ اس کو اللہ اور رسول دوست رکھیں تو اسے تعمیل احکام کرنی چاہیے کہ جب بات کرے تو سچ بولے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور جب امانت دیا جائے تو اس کو وقت پر ادا کرے اور جس کا ہمسایہ ہو اس کی ہمسائیگی کا حق ادا کرتا رہے۔"
(مشکوٰۃ وغیرہ)

پس بغیر تعمیل حکم کے یہ ظاہری محبت بیکار ہے۔

**مثال** مثلاً ایک شخص کے دو لڑکے ہیں۔ ایک آتا جاتا اپنے باپ کو سلام کرتا رہے اور اس کے ہاتھ پاؤں چومتا رہے۔ اور باپ کے نام کے نعرے مارتا رہے۔ اور اس کا تھوک کھنگار بدن پر ملتا رہے۔ لیکن اپنے باپ کے حکم کی تعمیل نہ کرے۔ نہ کھانا دانہ دے نہ کپڑا دے۔ نہ اس کا کام کرے صرف زبان سے قربان ہوتا رہے اور حکم کو بہانہ سے ٹال دے۔ اور دوسرا صرف سلام اور نرم کلام کرکے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے جو باپ حکم دیتا ہے فوراً اس کی تعمیل کرتا ہے۔ کھانا دانہ حاضر کرتا ہے۔ کپڑا اور ہر حاجت کی چیز لا کر دیتا ہے۔ بڑا خدمت گذار ہے۔ تو بتاؤ اس باپ کو کونسا لڑکا پسند ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اس کے حکموں کی تعمیل کرنے والا۔ خدمتگار زیادہ پسند ہوگا۔ "الامر فوق الادب" مقولہ مشہور ہے۔

**لطیفہ** کہتے ہیں کہ ایک معلم کے کئی شاگرد تھے۔ ایک دن اس کے پیٹ میں درد شروع ہوا۔ استاد نے شاگردوں کو حکم دیا کہ میرے شکم پر پاؤں رکھ کر زور سے دباؤ۔ سب نے کہا کہ نہیں حضور! یہ کام ہم نہیں کر سکتے۔ کہ اس میں آپ کی سخت بے ادبی ہے۔ استاد نے بہت منت سماجت کی لیکن سب نے انکار کر دیا۔ صرف ایک طالب العلم سیدھا سادا سا تھا۔ اس نے کہا: کہ جناب میں تعمیل حکم کے لئے حاضر ہوں۔ اس نے پاؤں رکھ کر پاؤں خوب دبایا اس طرح کئی بار کیا تو استاد کو درد سے آرام ہو گیا۔ اور باقی سب کو نافرمان اور جھوٹے عاشق قرار دیا۔ اور ان پر ناراض ہوا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الغرض اصل محبتِ رسول تعمیل حکم اور اتباعِ سُنت میں ہے جس کا بڑا درجہ ہے۔ شفا، قاضی عیاض ص۱۶۹ میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ:

"امام احمد نے بیان کیا کہ مجھے ایک بار کسی جماعت کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا۔ وہ پانی میں داخل ہو کر نہانے لگے تو سب کپڑے اتار کر ننگے ہو گئے میں نے ان کو یہ حدیث سنائی کہ:

"مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ إِلَّا بِمِئْزَرٍ۔"

یعنی جو شخص خدا تعالیٰ اور دن قیامت پہ ایمان رکھتا ہے وہ حمام میں ننگا بغیر ازار باندھے داخل نہ ہو۔"

میں ان کی طرح ننگا نہ ہوا حسبِ دستور پردہ سے کپڑا باندھ کر نہایا۔ پھر اس رات کو خواب آیا۔ مجھے کوئی شخص آواز دے کر یہ کہہ رہا ہے:

"يَا أَحْمَدُ أَبْشِرْ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ بِاسْتِعْمَالِكَ السُّنَّةَ وَجَعَلَكَ إِمَامًا يُقْتَدٰى بِكَ۔"

"یعنی اے احمد! تجھے بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا ہے۔ کیونکہ تو نے اس کے نبی کی سنت اور حدیث کو استعمال کیا ہے۔ اللہ نے تجھے لوگوں کا امام بنا دیا ہے۔ تیری اقتدا[1] کی جائے گی۔"

امام احمد نے فرمایا:

---

[1] ائمہ کرام کی اقتدار جائز ہے تقلید حرام ہے۔ اقتدار اور تقلید میں بڑا فرق ہے کما لا یخفی علی اهلِ العلم ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"مَنْ اَنْتَ؟" آپ کون لوگ ہیں؟ جو یہ خوشخبری سنا رہے ہیں۔
انہوں نے فرمایا: "میں جبرئیل ہوں"

## ترکِ سُنّت پر وعید

یہ حدیث مشکوۃ میں وارد ہے کہ:
"مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔"
"یعنی جس نے میری سُنت سے اعراض کیا وہ میری جماعت سے نہیں۔"

اور ابن ماجہ میں حدیث ہے:
"فَمَنْ لَّمْ یَعْمَلْ بِسُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔"
"کہ جس نے میری سنت پر عمل نہ کیا وہ میری جماعت سے خارج ہے"۔

مشکوٰۃ میں ایک حدیث آئی ہے کہ چھ شخصوں پر ہر نبی مستجاب کی لعنت ہے ان میں سے چھٹا یہ شمار ہوتا ہے۔
"وَالتَّارِکُ لِسُنَّتِیْ"
"جو شخص میری سنت کا تارک ہے۔"

میں کہتا ہوں ہر نیک عمل کی قبولیت دو شرطوں پر موقوف ہے ایک اخلاص ہے کہ ریا اور کسی دیگر غرض کی عبادت منظور نہیں ہے۔ دوسرا عمل بالسنۃ ہے۔ ورنہ عمل ضائع ہے۔ قرآن میں آیا ہے:
"یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَکُمْ۔"
"یعنی اے ایمان والو! ہر کام دینی میں اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور ان کے خلاف اپنی خواہش سے کوئی کام کرکے اس کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ثواب اور قبولیت ضائع نہ کرو۔"

## سُنّت کا خلاف بدعت

ہر مذہبی کام اور دینی عمل سنت کے خلاف اپنی خواہش سے کرنا

بدعت ہے بدعت کی تعریف یہ ہے کہ

" ھِیَ مَا اُحْدِثَ عَلٰی خِلَافِ الْحَقِّ الْمُتَلَقّٰی عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجُعِلَ دِیْنًا قَوِیْمًا وَصِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا "

" یعنی بدعت وہ چیز ہے جو اس شریعتِ حقہ کے خلاف اپنی طرف سے پیدا کر کے نئی گھڑلی گئی ہو۔ اور اس کو دین بنا لیا گیا ہو۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل در نقل حاصل ہوا ہے۔"

مثلاً حدیث میں ہے :

" کَانَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْتَتِحُ الصَّلٰوۃَ بِالتَّکْبِیْرِ۔"

" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو تکبیر سے شروع کرتے۔"

اور قولی حدیث میں ہے کہ آپ نے اعرابی کو فرمایا :

" اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَکَبِّرْ "

" جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو جائے تو تکبیر کہہ۔"

اب لوگوں نے اس میں اپنی طرف سے دین بنا کر تین بدعتیں نکالی ہیں۔

**اوّل :**۔ نیت کی کہانی زبان سے پڑھنا۔ یوں کہنا :

" نیت کرتا ہوں میں نماز کی۔ نماز پڑھتا ہوں واسطے خدا کے منہ طرف قبلہ کے۔ چار رکعت نماز فرض۔ فرض اللہ تعالیٰ کے۔ وقت نمازِ عصر کا۔ ادا یا قضاء، اکیلا یا مقتدی یا امام (پھر تکبیر کہتے ہیں)"

یہ کہنا بدعت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دوسرا اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ تکبیر سے پہلے پڑھنا بدعت ہے۔
تیسرا بجائے تکبیر کے اَللّٰہُ اَجَلّ کہدے تو نماز صحیح ہے۔ چنانچہ منیۃ المصلی میں ہے:

"وَاِنْ قَالَ بَدَلاً عَنِ التَّکْبِیْرِ اللّٰہُ اَجَلُّ اَوْ اَعْظَمُ اَوِ الرَّحْمٰنُ اَکْبَرُ اَوْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَوْ تَبَارَکَ اللّٰہُ اَوْ غَیْرُہٗ مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَجْزَاہُ ذٰلِکَ عَنِ التَّکْبِیْرِ عِنْدَ مُحَمَّدٍ وَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ۔"

"یعنی اگر تکبیر کے بدلہ میں اللّٰہ اجلّ۔ اللّٰہ اعظم۔ الرحمٰن اکبر۔ لا الٰہ الا اللّٰہ۔ تبارک اللّٰہ یا کوئی اور نام اللّٰہ کا کہا تو یہ کافی ہے تکبیر کی ضرورت نہیں ہے۔ امام محمد اور امام ابوحنیفہ کا یہی فتویٰ ہے۔"

یہ مذہب سُنّت کے خلاف ہے اور یہ کلمات کہنے بدعات میں شمار ہوں گے اور نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح تمام بدعات کو سمجھ لیں۔ آنحضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

"کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ"

"کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔"

اور پھر یہ فرمایا ہے:

"کُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ۔"

"ہر گمراہی جہنم کو لے جانے والی ہے۔"

دیگر حدیث میں ہے:-

"اَبَی اللّٰہُ اَنْ یَّقْبَلَ عَمَلَ صَاحِبِ بِدْعَۃٍ حَتّٰی یَدَعَ بِدْعَتَہٗ۔"

"یعنی اللّٰہ نے بدعتی کا عمل قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔"

اسی طرح اسلام میں سے سنن کو مٹا کر لوگوں نے بدعات کو جاری کر دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے۔ حدیث میں ہے

"مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً اِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِّنْ اِحْدَاثِ بِدْعَةٍ۔"

"یعنی جب کوئی قوم بدعت نکالتی ہے تو ان سے ویسی ہی سنت اٹھائی جاتی ہے۔ اس لیے سنت کو مضبوط پکڑنا بدعت نکالنے سے بہتر ہے۔"

صحابہ کرامؓ سنت کے پابند تھے اور ترک سنت پر فوراً انکار کر دیتے تھے۔

## صحابہ کا ترکِ سُنّت پر انکار

رَوَی الشَّافِعِیُّ بِاِسْنَادِہٖ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ صَلّٰی مُعَاوِیَۃُ بِالنَّاسِ بِالْمَدِیْنَۃِ صَلٰوۃً جَھَرَ فِیْھَا بِالْقِرَاءَۃِ فَلَمْ یَقْرَأْ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَمْ یُکَبِّرْ بِالْخَفْضِ وَالرَّفْعِ فَلَمَّا فَرَغَ نَادَاہُ الْمُھَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ یَا مُعَاوِیَۃُ نَقَصْتَ الصَّلٰوۃَ۔ اَیْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔؟ اَیْنَ التَّکْبِیْرُ؟ اِذَا خَفَضْتَ وَرَفَعْتَ فَکَانَ اِذَا صَلّٰی بِھِمْ بَعْدَ ذٰلِکَ قَرَأَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَکَبَّرَ۔ اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ معاویہؓ نے مدینہ میں لوگوں کو نماز پڑھائی جس میں قرارت بلند آواز سے پڑھی لیکن بسم اللہ نہ پڑھی اور نہ تکبیر جھکتے وقت اور اٹھتے وقت کہی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو مہاجرین اور انصار حاضرین سب پکار اٹھے اے معاویہ! آپ نے تو نماز ناقص کر دی بسم اللہ کہاں گئی؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور جھکتے اور اٹھتے وقت کی تکبیر کہاں گئی۔ پھر جب ان کو نماز پڑھاتے رہے تو بسم اللہ بھی حسبِ دستور بلند آواز سے پڑھتے رہے اور تکبیر بھی کہتے رہے۔"

دیگر واقعہ یہ ہے کہ سعید بن یسار کہتے ہیں کہ:

"میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ کے راستہ میں چل رہا تھا۔ مجھے صبح ہونے کا ڈر ہوا۔ میں نے سواری سے اتر کر وتر پڑھے۔ پھر سواری جلدی چلا کر ان سے جا ملا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ تم اب تک کہاں رہ گئے تھے؟ میں نے کہا کہ میں ڈرا کہ کہیں صبح نہ ہو جائے اس لیے میں نے سواری سے اتر کر وتر پڑھے تھے۔"

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اَلَيْسَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔"

"یعنی کیا تیرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمدہ نمونہ نہیں ہیں؟"

"فقلت بلی" میں نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ آپ میرے اور سب امت کے لیے اسوۂ حسنہ ہیں۔"

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ عَلَى الْبَعِيْرِ۔"

"یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر چڑھے چڑھائے وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔" (تم کو نیچے اتر کر وتر نہیں پڑھنے چاہئیں تھے۔)

دیگر یہ کہ سنن کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۴۶۶ میں ہے:

"عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ رَاٰى رَجُلًا يُصَلِّيْ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ اَكْثَرَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ يُكْثِرُ فِيْهِمَا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَنَهَاهُ فَقَالَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"یَا اَبَا مُحَمَّد! یُعَذِّبُنِی اللّٰہُ عَلَی الصَّلٰوۃِ؟ قَالَ لَا وَلٰکِنْ یُعَذِّبُکَ اللّٰہُ عَلٰی خِلَافِ السُّنَّۃِ۔"

"یعنی سعید بن مسیبؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ صبح کی دو سنت سے زائد نماز نفلی پڑھ رہا تھا جس میں وہ رکوع و سجود زیادہ کر رہا تھا آپ نے اس کو اس نماز سے روکا۔ اس نے کہا: اے ابو محمد! کیا اللہ تعالیٰ نماز پر بھی عذاب کرے گا۔ حضرت سعیدؓ نے کہا نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ سنت کے خلاف عمل کرنے والے کو عذاب کرے گا۔"

دیگر حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عید کے دن نماز عید سے پہلے نفل نماز پڑھنی چاہی۔ حضرت علیؓ نے منع فرمایا۔ اس نے کہا اے امیرالمومنین! میں یہ خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نماز پر عذاب نہیں کرے گا۔

فَقَالَ عَلِیٌّ وَاِنِّی اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ لَا یُثِیْبُ عَلٰی فِعْلٍ حَتّٰی یَفْعَلَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ یَحُثَّ عَلَیْہِ فَتَکُوْنُ صَلٰوتُکَ عَبَثًا وَالْعَبَثُ حَرَامٌ فَلَعَلَّہٗ تَعَالٰی یُعَذِّبُکَ بِہٖ لِمُخَالِفَتِکَ لِرَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

"یعنی حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایسے فعل پر ثواب نہ دیگا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو۔ یا اس کی ترغیب نہ دی ہو۔ تو یہ تیری نماز بے فائدہ ہوئی۔ اور لغو کام حرام ہے۔ تو شاید اللہ تعالیٰ ایسے بیہودہ کام پر عذاب کرے۔ کیونکہ یہ مخالفت رسول ہے (مجالس الابرار)

اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود حاجت داعیہ نہ کیا ہو وہ سنت ترکیہ ہے جس کا خلاف بدعت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# صحابہؓ کی پابندیِ سنّت

منتقیٰ بمع نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۰۲ میں حضرت علیؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا:

"لَا تَتَّبِعُوْنَ شَیْئًا اَفْضَلَ مِنْ سُنَّةِ نَبِیِّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔"

"یعنی تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے افضل کسی چیز کی پیروی نہیں کرتے۔"

نسائی میں ہے کہ امیہ بن عبداللہ بن خالدؓ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کہا کہ ہم حضر اور خوف کی نماز تو قرآن میں پاتے ہیں لیکن سفر کی نماز قرآن میں نہیں پاتے۔ ابن عمرؓ نے فرمایا:

"یَا ابْنَ اَخِیْ! اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ بَعَثَ اِلَیْنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا نَعْلَمُ شَیْئًا وَاِنَّمَا نَفْعَلُ کَمَا رَاَیْنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُ۔"

"یعنی اے بھتیجے! اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت ہماری طرف بھیجا تھا جب ہم کچھ بھی نہ جانتے تھے۔ اب ہم اسی طرح عمل کرتے ہیں جس طرح ہم نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔"

دیگر مشکوٰۃ میں حدیث ہے عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ نے کہا میں نے اپنے باپ سے کہا کہ اباجی! میں آپ کو ہمیشہ ہر دن صبح و شام یہ دعا پڑھتے ہوئے سنتا ہوں:

"اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَدَنِیْ اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس کو آپ تین تین بار صبح و شام پڑھتے رہتے ہیں۔ ابوبکرؓ نے جواب دیا:

"یَا بُنَیَّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْا بِھِنَّ فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَسْتَنَّ بِسُنَّتِہٖ۔"

"یعنی اے میرے بیٹے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح دعا پڑھتے سنا ہے۔ میں یہ دوست رکھتا ہوں کہ آپ کی سنت پر عمل کروں۔" اصل اتباع اس طرح کرنی چاہیے۔

دیگر یہ کہ ابنِ ماجہ میں حدیث ہے فضل بن مبشر نے کہا کہ:

"رَاَیْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ یُصَلِّی الصَّلٰوتِ بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ فَقُلْتُ مَا ھٰذَا؟ فَقَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ ھٰذَا فَاَنَا اَصْنَعُ کَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔"

"یعنی میں نے جابر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے کئی نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھیں۔ میں نے کہا یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔ پس میں ہر کام اسی طرح کرتا ہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل کرتے تھے۔"

یہی حکم اللہ نے تمام ایمان داروں کو فرمایا ہے کہ

"لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔"

"تمہارے لیے ہر عمل کے وقت اللہ کا رسول بہت اچھا نمونہ ہیں۔"

ویسے تو ہر دینی چیز عقائد اور اعمال۔ اخلاق، معاملات، معاشرہ، شادی ماتم وغیرہ جملہ امور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ عمل سامنے رکھ کر اس کے مطابق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عمل کرنا چاہیئے۔ لیکن عبادات، اذکار خصوصیت کے ساتھ اسوۂ حسنہ کے عین مطابق ہونے ضروری ہیں۔ اس لیئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا: کہ

"صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي اُصَلِّي۔"

"تم نماز اس طرح ادا کرو جس طرح تم نے مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔"

"وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدَاكُمْ۔"

## اول وقت جمعہ پڑھنا

مثلاً آپ اول وقت نماز پڑھتے تھے ہم کو بھی اول وقت ہی پڑھنی چاہیئے۔

چنانچہ صحابہ کرامؓ اسی طرح پابندی کرتے تھے۔ مسند احمد جلد ۶ صـ۳۷ میں ہے ایک راوی تابعی کہتے ہیں:

"کہ ایک دن جمعہ کو ہم کوفہ میں تھے۔ ان دنوں عمار بن یاسرؓ حضرت عمرؓ کی طرف سے کوفہ میں امیر تھے۔ اور عبداللہ بن مسعود بیت المال کے خازن تھے۔ ابن مسعودؓ نے سایہ کو دیکھا تو وہ ایک تسمہ کے قدر تھا۔

"فَقَالَ اِنْ يُّصِيْبَ صَاحِبُكُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ يَخْرُجُ الْآنَ قَالَ فَوَاللهِ فَرَغَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ مِنْ كَلَامِهٖ حَتّٰى خَرَجَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ يَقُوْلُ الصَّلٰوةَ۔"

"یعنی اگر تمہارے سردار اس وقت تشریف لے آئیں تو سُنّت نبوی کا درجہ حاصل کریں۔ پس وہ کلام سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ ادھر سے حضرت عمار بھی آگئے اور فرمایا: نماز کی تیاری کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# رفع یدین کرنا سنت ہے

مسند احمد ص ۱۴۸ میں ہے وائل بن حجر متاخر الاسلام فرماتے ہیں:

"قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلوٰةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّيْ قَالَ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ قَامَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَرَفَعَ يَدَيْهِ۔"

"میں نے کہا کہ میں تو آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو ضرور دیکھوں گا کہ آپ کس طرح پڑھتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے آپ نے تکبیر کہی اور رفع یدین کیا۔ پھر جب رکوع کو جانے لگے تو رفع یدین کیا۔ پھر جب رکوع سے سر اٹھایا تو رفع یدین کیا۔"

حضرت وائل اپنے علاقہ کے بادشاہ کے صاحبزادے تھے۔ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دین حاصل کرنے آئے تھے۔ اس لیئے آپ کی نماز کو خوب دیکھتے رہے۔ تخریج الہدایہ ص ۲۱۶ میں ہے کہ عبداللہ بن قاسم نے کہا کہ:

"لوگ مسجد نبوی میں نمازیں پڑھ رہے تھے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ اور یہ فرمایا:

"اَقْبِلُوْا عَلَيَّ بِوُجُوْهِكُمْ اُصَلِّيْ بِكُمْ صَلوٰةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ كَانَ يُصَلِّيْ وَيَاْمُرُ بِهَا فَقَامَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ رَكَعَ وَكَذٰلِكَ حِيْنَ رَفَعَ فَقَالَ الْقَوْمُ هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِنَا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"یعنی تم سب میری طرف توجہ کرو۔ میں تم کو رسول اللہ جیسی نماز پڑھاؤں جس کو آپ خود بھی پڑھتے رہے۔ اور لوگوں کو اس طرح پڑھنے کا حکم فرماتے تھے۔ پس حضرت عمرؓ کھڑے ہو گئے اور قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائے اور پھر تکبیر کہی۔ پھر رکوع کو جاتے اور سر اٹھاتے وقت بھی اسی طرح کیا۔ قوم نے کہا فی الواقع اسی طرح ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے رہے ہیں۔

دار قطنی میں ہے ابو موسی اشعریؓ نے فرمایا:

"هَلْ أُرِيكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ لِلرُّكُوْعِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا فَاصْنَعُوْا۔" (دار قطنی ص۹ سنن کبری جلد ۲ ص۲۴)

"بھلا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دکھاؤں پس تکبیر کہی اور رفع یدین کیا۔ پھر رکوع کے وقت تکبیر کہی اور رفع یدین کیا۔ اور پھر رکوع سے سر اٹھا کر سمع اللہ کہا اور رفع یدین کیا۔ پھر فرمایا: تم اس طرح کیا کرو۔"

ابو حمید الساعدی نے دس صحابہؓ میں کھڑے ہو کر یہ دعوی کیا:

"أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا فَاعْرِضْ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَرَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(مصنف ابن ابی شیبۃ ص۱۵۸ و منتقی ابن الجارود ص۱۰۱)

"میں تمہارے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا زیادہ علم جانتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ پیش کرو۔ فرمایا: جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے اور جب رکوع کو جاتے اور جب سر اٹھاتے اور جب دو رکعت پڑھ کر تیسری کو کھڑے ہوتے تو رفع یدین کیا کرتے تھے۔ یہ سن کر سب نے بیک زبان یہ کہا کہ: "صَدَقْتَ هٰكَذَا كَانَ يُصَلِّيْ۔" آپ سچے ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے۔

صیغہ کان ، مضارع پر داخل ہو تو استمرار کا فائدہ دیتا ہے ان تمام حدیثوں سے ثابت ہوا کہ رفع یدین کے ساتھ نماز سنت ہے اور یہ متواتر حدیثوں سے ثابت ہے۔ ائمہ ثلاثہ اور جمہور علماء اس کی سنیت کے قائل ہیں۔ پس اس کے منکر اہل سنت نہیں ہو سکتے۔ اعلام الموقعین ص۲۵۷ میں امام ابن القیم امام شافعی سے یہ نقل فرماتے ہیں:

"تَارِكُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ تَارِكٌ لِلسُّنَّةِ۔"

"یعنی رفع الیدین کا تارک سنت کا تارک ہے۔"

امام ابن القیم کا بھی یہ فتویٰ ہے۔

"مَنْ تَرَكَهٗ فَقَدْ تَرَكَ السُّنَّةَ۔" (اعلام)

"کہ رفع الیدین کا تارک سنت کا تارک ہے۔"

## آمین بالجہر سنت ہے

نسائی شریف میں یہ حدیث ہے کہ نعیم مجمر کہتے ہیں کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے بسم اللہ پڑھی ۔پھر فاتحہ پڑھی اور آمین کہی ۔لوگوں نے بھی ساتھ آمین کہی ۔نیچے جاتے اور اٹھتے ہوئے اللہ اکبر کہتے تھے جب سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوئے تو یہ کہا :

" وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔"

"یعنی قسم بخدا میں تم سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے مشابہت رکھتا ہوں ۔"

## اذان کھڑے ہو کر وضو کے ساتھ کہنی سنت ہے

سنن بیہقی صہ ۳۹۲ میں یہ حدیث ہے :

" عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ حَقٌّ وَسُنَّةٌ اَنْ لَّا يُؤَذِّنَ الرَّجُلُ اِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ وَلَا يُؤَذِّنُ اِلَّا وَهُوَ قَائِمٌ ۔"

"یعنی حضرت وائل صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ،کہ حق اور سنت یہ ہے کہ اذان جو شخص کہے وہ کھڑا ہو کر وضو کے ساتھ کہے ۔"

میں کہتا ہوں کہ ترمذی میں بھی ممانعت کی حدیث ہے کہ وضو کے بغیر اذان نہیں کہنی چاہیئے ۔معمول بہ امت بھی وضو کے ساتھ ہے ۔مگر اب بعض الناس بے وضو کہتے ہیں جو غلط طریقہ ہے ۔

آپ نے ابن عباس کو فرمایا :کہ اذان نماز کے متصل ہے یہ وضو کے ساتھ کہنی چاہیئے ۔ (نصب الرایہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## نمازِ جنازہ میں چار تکبیر سنت ہیں

دارقطنی صفحہ ۱۹۰ میں حدیث ہے کہ:

"عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ صَلَّتْ عَلٰی اٰدَمَ فَکَبَّرَتْ عَلَیْہِ اَرْبَعاً وَقَالُوْا ھٰذِہٖ سُنَّتُکُمْ یَا بَنِیْ اٰدَمَ"

"یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں نے حضرت آدم پر جنازہ کی نماز پڑھی تو اس میں چار تکبیریں کہی تھیں۔ اور ملائکہ نے کہا: اے اولادِ آدم! یہ تمہارے سب کے لیے سنت طریقہ ہے"

## زمین کی پیداوار میں چار جنسوں پر زکوٰۃ ہے

دارقطنی اور مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ حدیث ہے

"عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اِنَّمَا سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الزَّکٰوۃَ فِیْ ھٰذِہِ الْاَرْبَعَۃِ، الشَّعِیْرِ وَالْحِنْطَۃِ وَالزَّبِیْبِ وَالتَّمْرِ" (حاشیہ کتاب الاموال ص ۴۶۸)

"یعنی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار جنسوں کی پیداوار میں زکوٰۃ دینا، لینا مسنون ٹھہرایا ہے جو، گندم، انگور خشک اور کھجور"

اگرچہ اس حدیث کو مرسل کہا گیا ہے مگر اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس حدیث کو دیگر روایات سے تائید حاصل ہے خصوصاً مندرجہ ذیل صحیح حدیث سے جو دارقطنی میں وارد ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِیْنَ بَعَثَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الْیَمَنِ یُعَلِّمَانِ النَّاسَ اَمْرَ دِیْنِهِمْ لَا تَاْخُذُوا الصَّدَقَةَ اِلَّا مِنْ هٰذِهِ الْاَرْبَعَةِ الشَّعِیْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالزَّبِیْبِ وَالتَّمْرِ۔"

"یعنی ابو بردہؓ نے دو صحابیوںؓ سے روایت کیا۔ ابو موسیٰ اور معاذ رضی اللہ عنہما سے کہ جب ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک یمن کی طرف بھیجا کہ وہاں جاکر لوگوں کو احکام دین سکھائیں تو یہ حکم فرمایا: کہ چار جنسوں کے بغیر کسی چیز سے زکوٰۃ وصول نہ کرنا۔ وہ یہ ہیں۔ جو، گندم، خشک انگور، کھجور۔"

تعلیق مغنی میں اس حدیث پر یہ لکھا ہے:

"اَخْرَجَهُ الْحَاکِمُ وَالْبَیْهَقِیُّ وَقَالَ الْبَیْهَقِیُّ رُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ وَهُوَ مُتَّصِلٌ۔"

"یعنی اس حدیث کو امام حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے سنن میں ذکر کیا ہے۔ اور امام بیہقی نے یہ کہا ہے کہ اس حدیث کے راوی سب ثقہ ہیں اور یہ روایت متصل ہے۔ (مرسل یا منقطع نہیں۔)

میں کہتا ہوں کہ کتاب الاموال ص ۴۷۰ میں ہے:

" الا ان الذی اختار من ذلك الاتباع لسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم انه لا صدقة الا فى الاصناف الاربعة التى سماها و سنها مع قول من قاله من الصحابة والتابعين اختيار ابن ابى ليلى وسفيان اياه "

"یعنی جس شخص نے یہ مسلک اختیار کیا ہے اس نے سنتِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے چار جنسوں کے بغیر زکوٰۃ نہیں ہے جن کو نام لے کر ذکر کیا ہے۔

اور ان کو مسنون ٹھہرایا ہے۔ پھر بعض صحابہ کے اقوال بھی اس کے مؤید ہیں اور ابن ابی لیلیٰ اور امام سفیان نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔"

پھر یہ لکھا ہے:

"وذلك ان النبي صلى الله عليه وسلم حين خص هذه بالصدقة واعرض عما سواها قد كان يعلم ان للناس اموالا مما تخرج الارض فكان تركه ذلك عندنا عفواً منه كعفوه عن صدقة الخيل والرقيق وانما يحتاج الى النظر والتشبيه والتمثيل اذا لم توجد سنة قائمة فاذا وجد السنة لزم الناس اتباعها۔"

"جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان جنسوں کو زکوٰۃ کیلئے خاص کر لیا اور ان کے ماسوا سے اعراض کیا حالانکہ آپ یہ جانتے تھے کہ زمین سے دیگر پیداوار بھی ہوتی ہے۔ پس آپ کا دیگر جنسوں کا ذکر چھوڑ دینا یہ ان میں سے زکوٰۃ میں معافی کرنا ہے۔ جیسے گھوڑے اور غلاموں میں زکوٰۃ معاف فرما دی ہے۔ قیاس اور نظری دلائل کی اس وقت حاجت ہوتی ہے جب سنت ثابتہ موجود نہ ہو۔ جب سنت ثابتہ پائی جائے تو لوگوں پر اس کی اتباع واجب ہے۔"

میں کہتا ہوں کہ امام حسن بصریؒ اور امام ابن سیرین کا بھی یہ فتویٰ ہے۔ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



امام شوکانی رح وغیرہ محققین نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے اور یہی حق ہے۔

## کھڑے ہو کر پانی پینا

پانی بیٹھ کر پینا سنت اور بہتر ہے۔ لیکن اگر کھڑے ہو کر پانی نوش کر لیا تو یہ بھی جائز ہے۔ اور صحیح بخاری میں ہے:

"اِنَّ عَلِیًّا شَرِبَ قَائِمًا وَقَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَلَ کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ فَعَلْتُ۔"

"یعنی حضرت علی رض نے کھڑے ہو کر پانی پیا اور فرمایا جس طرح تم نے مجھے کرتے ہوئے دیکھا ہے اسی طرح میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے۔

صحابہ رض اس طرح جملہ امور میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ عمل سامنے رکھ کر عمل کیا کرتے تھے۔ اسی طرح اہل حدیث عمل کرتے ہیں۔ چنانچہ اہلحدیث کے امام الائمہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الام ص۲۴۰ میں فرماتے ہیں کہ:

"فاذا وجدنا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنۃ اتبعناھا"

"یعنی جب ہم سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پاتے ہیں تو اس کی اتباع کرتے ہیں۔"

پس اس طرح عمل کرنے والے اہل سنت ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو حدیث بہت کم ملی کہ اس وقت تمام حدیث کا علم یکجا نہ ہوا تھا۔ تمام آئمہ محدثین کے پاس سینہ بسینہ محفوظ تھا۔ اس لئے امام ابوحنیفہ رح کو رائے قیاس سے زیادہ کام لینا پڑا۔ لیکن یہ فرما گئے:

"اذا صح الحدیث فھو مذھبی۔"

"یعنی حدیث صحیح مل جائے تو میرا وہی مذہب ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس سے ظاہر ہے کہ اصل مذہب حدیث پر عمل کرنا ہے۔

## بیمار کے پاس کس قدر ٹھہرنا سُنّت ہے

بیمار پرسی کرنا سنت اور حقوق العباد سے ہے مگر بیمار کے پاس نہ زیادہ نہیں ٹھہرنا چاہیئے اور نہ شور وغل کرنا چاہیے کہ اس سے بیمار کو نفرت ہوتی ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ میں حدیث ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ:

"مِنَ السُّنَّةِ تَخْفِيفُ الْجُلُوْسِ وَقِلَّةُ الصَّخَبِ فِي الْعِيَادَةِ عِنْدَ الْمَرِيْضِ۔"

"یعنی سُنّت ہے کہ بیمار کی بیمار پرسی کرے تو ہلکا سا بیٹھے اور اس کے پاس شور نہ کرے۔"

جب مرض وفات میں کسی بات پر صحابہؓ جھگڑنے لگے جس سے شور ہوا تو آپ نے فرمایا: میرے پاس سے اُٹھ جاؤ۔ اس سے ظاہر ہوا کہ بیمار کے پاس بلند آواز سے بولنا خلاف سُنّت ہے کہ بیمار کی گھبراہٹ کا باعث ہے۔

## خودکشی کی نذر کا حکم

درمنثور صہ۲۸۴ ج ۵ میں ہے کہ ایک شخص نے نذر مانی کہ فلاں کام ہو جائے تو میں اپنے آپ کو ذبح کر دوں گا۔ عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔"

"یعنی تمہارے لیئے اللہ کا رسول اچھا نمونہ ہے۔"

یہ نذر ٹھیک نہیں اب ایک جانور لے کر ذبح کرو۔ اسوۂ حسنہ یہی ہے۔ اس کو طبرانی۔ ابن جریر، ابن منذر، عبدالرزاق، ابن مردویہ نے روایت کیا ہے ایسی نذر ناجائز ہے پھر اپنی جگہ جانور ذبح کرے جیسے حضرت اسمٰعیلؑ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جگہ دنبہ ذبح ہوا۔

## حجرِ اسود کو سُنّت سمجھ کر بوسہ دینا

بخاری، مسلم وغیرہ کتب حدیث میں یہ حدیث وارد ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حج کے موقعہ پر حجرِ اسود کا بوسا لیا تو اس کو یہ خطاب کیا:

"اِنَّکَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا اَنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَبِّلُکَ مَا قَبَّلْتُکَ۔"

"یعنی اے حجرِ اسود! بے شک تو ایک پتھر ہے۔ نہ تو ضرر دے سکتا ہے اور نہ نفع دے سکتا ہے۔ اگر میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا کہ وہ تجھے بوسہ دیتے تھے تو میں تجھے ہرگز بوسہ نہ دیتا۔"

اصل بات یہ ہے کہ اس پتھر کو یہ بات بتانی یا کہنی ضروری نہ تھی۔ صرف لوگوں کو سنانا مقصود تھا کہ حجرِ اسود کا بوسہ صرف مسنون ہونے کی وجہ سے لیا جاتا ہے۔ اس سے حجرِ اسود کی پوجا کرنی یا اس سے حصولِ نفع یا دفعِ ضرر مقصود نہیں ہے۔ وہ تو محض پتھر ہے لیکن سنت نبوی نے اس کا مرتبہ بلند کر دیا۔ کہ سب حجاج بوسہ دیتے ہیں

## جو کام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کرینگے وہ سنتِ مؤکدہ ہو جائیگا

جمع الفوائد میں یہ حدیث ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وضو کے لیے پانی پیش کیا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَا اُمِرْتُ کُلَّمَا بُلْتُ اَنْ اَتَوَضَّأَ وَلَوْ فَعَلْتُ لَکَانَتْ سُنَّۃً۔"

"یعنی مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم نہیں ہے کہ میں جب پیشاب کروں تب ساتھ ہی وضو بھی کروں۔ اگر میں اس طرح کروں گا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تو یہ سب مسلمانوں کیلئے سنت ہو جائے گا۔"

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ نے جو کام سنت ٹھہرایا ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر ٹھہرایا ہے۔ اپنی طرف سے سنت قرار نہیں دیا۔ گو کسی حدیث میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہونا ذکر نہ ہو۔ بعض حدیث میں ذکر آ جانا کافی ہے آنحضرت کا منصب رسالت ہی اس کا ثبوت کافی ہے۔

ع آفتاب آمد دلیل آفتاب

فتذکروا ولا تکونوا من الغافلین

## ہر حدیث خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے

ترمذی شریف صـ۲۲۴ میں ہے

کہ ثابت بنانی نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک نے فرمایا: کہ اے ثابت! آپ مجھ سے علم حاصل کریں کیونکہ مجھ سے زیادہ ثقہ کوئی شخص آپ کو ایسا نہ ملے گا کہ جس سے آپ علم حدیث حاصل کر سکیں کیونکہ:

"اِنِّیْ اَخَذْتُہٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَخَذَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ جِبْرَئِیْلَ وَاَخَذَہٗ جِبْرَئِیْلُ عَنِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ۔"

"یعنی میں نے یہ علم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جبرئیل علیہ السلام سے اخذ کیا ہے۔ اور جبرئیل نے اللہ تعالیٰ سے یہ علم شرعی حاصل کیا ہے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ دس سال تک آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سرائے نبوت میں بطور خادم رہے ہیں۔ جو آپ کی ذاتی خدمت کرنے کے علاوہ علم شرعی بھی حاصل کرتے رہے ہیں۔ دوسرے صحابہ اس طرح خادم ہو کر اپنے مخدوم ربانی کے ساتھ نہیں رہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس لیئے وہ اپنے آپ کو دیگر صحابہ رضی سے زیادہ معتبر اور زیادہ علم نبوت لینے والا قرار دے رہے ہیں۔ جو فی الواقع صحیح ہے کہ اس لازم الصحبۃ کی روایت زیادہ معتبر ہے۔ اس سے اصول حنفیہ کا رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ انس رضی غیر فقیہ راوی ہے اس کی روایت قیاس کے مقابلہ میں نہیں لی جاوے گی۔ ورنہ قیاس کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ نعوذ باللہ من ھذا العقل مثل البول

اور اس سے پرویزیوں اور دیگر منکرین حدیث کا بھی رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ حدیث لوگوں نے بعد میں جمع کی۔ حالانکہ اس کی سند مسلسل اللہ تعالیٰ تک پہنچتی ہے جیسا کہ حضرت انس رضی کے قول سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ حضرت انس رضی کی خصوصیت نہیں دیگر صحابہ رضی نے بھی اسی طرح بعض حدیثوں میں یہ صراحت کر دی ہے کہ جبریل نے بتایا ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ، باب الاحرام صفحہ ۲۲۳ میں ہے سائب صحابی رضی بیان کرتے ہیں:

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَانِیْ جِبْرَئِیْلُ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اٰمُرَ اَصْحَابِیْ اَنْ یَّرْفَعُوْا اَصْوَاتَھُمْ بِالْاِھْلَالِ اَوِ التَّلْبِیَۃِ۔" (رَوَاہُ مَالِکٌ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ)

"یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میرے پاس جبریل آیا ہے وہ کہتا ہے کہ آپ اپنے صحابہ رضی کو حکم فرما دیں کہ احرام میں لبیک کہتے وقت اپنی آوازوں کو بلند کیا کریں۔"

کتاب الآثار امام محمد مترجم کے صفحہ ۱۴۳ میں اور دیگر کتب حدیث میں بھی یہ حدیث ہے کہ نوجوان خوبصورت ایک شخص آیا جس نے سلام کیا اور وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں زانوؤں کے ساتھ اپنے زانو ملا کر بیٹھ گیا۔ اور اس نے ایمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسلام، اخلاص (احسان)، قیامت، علاماتِ قیامت کے متعلق سوالات کیے کے مسائل معلوم کیے آپ نے بیان فرمائے تو وہ آپ کی تصدیق کرتا رہا۔ پھر چلا گیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ھٰذَا جِبْرِیْلُ اَتَاکُمْ یُعَلِّمُکُمْ مَعَالِمَ دِیْنِکُمْ۔"

"یہ جبرئیل تھا جو تم کو دین سکھلانے کے لیے آیا تھا۔"

اسی طرح کئی حدیثوں میں صراحت آئی ہے کہ جبرئیل نے آکر فلاں حکم سنایا پس جہاں یہ ذکر نہیں وہاں بھی وہ حکم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کردہ خدا تعالیٰ کی طرف ہی منسوب ہوگا۔ کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر وحی کے اپنی رائے سے کوئی حکم اور مسئلہ نہیں بتایا۔ پس ہر سنت کو حکم الٰہی جانکر اس کو لازم کر لینا چاہیئے۔

## امام جہاں فرض پڑھے وہاں نوافل نہ پڑھے

مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ روایت ہے:

"عَنْ عَلِیٍّ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ لَّا یَتَطَوَّعَ الْاِمَامُ حَتّٰی یَتَحَوَّلَ مِنْ مَّکَانِهٖ۔"

"یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ سُنّت یہ ہے کہ امام فرضوں کی جگہ نفل نہ پڑھے۔ اس جگہ سے دوسری جگہ کی طرف پھر جائے۔"

آج اس زمانہ میں اکثر امام، مُلّا، نیم مولوی جماعت کرا کر جہاں فرض پڑھتے ہیں وہاں ہی سنت نماز اور نوافل پڑھنے لگتے ہیں یہ خلافِ سنت ہے جگہ بدلنی چاہیئے۔

## مُعتکف کیلئے کیا سُنّت ہے

مشکوٰۃ میں حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"قَالَتِ السُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ اَنْ لَّا يَعُوْدَ مَرِيْضًا وَلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً وَلَا يَمَسَّ الْمَرْأَةَ وَلَا يُبَاشِرَهَا وَلَا يَخْرُجَ لِحَاجَةٍ اِلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ وَلَا اعْتِكَافَ اِلَّا بِصَوْمٍ وَلَا اِعْتِكَافَ اِلَّا فِيْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ - رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ

"یعنی حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ اعتکاف بیٹھنے والے پر یہ امور سنت ہیں۔ کہ نہ بیمار پرسی کرنے جائے اور نہ جنازہ پر حاضر ہو۔ اور نہ عورت کو شہوت سے ہاتھ لگائے اور نہ اس سے ملاپ کرے اور نہ کسی کام کے لیے اعتکاف کی جگہ سے باہر نکلے مگر کوئی ایسی حاجت کہ اس کے پورا کیے بغیر کوئی چارہ نہ ہو۔ (جیسے پاخانہ وپیشاب کے لیے) تو پھر نکلنا جائز ہے اور روزہ کے بغیر اعتکاف نہیں۔ اور نہ مسجد جامع کے بغیر اعتکاف جائز ہے (کیونکہ جمعہ پڑھنا فرض ہے اور وہ مسجد جامع میں ہوتا ہے)۔"

## نمازِ جنازہ میں سنت کیا ہے

شرح معانی الآثار طحاوی ج ۱ ص ۲۸۸ میں باسناد؛

یہ حدیث ہے کہ ابوامامہؓ کو کسی صحابیؓ نے یہ خبر دی:

"اِنَّ السُّنَّةَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ اَنْ يُّكَبِّرَ الْاِمَامُ ثُمَّ يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ سِرًّا فِيْ نَفْسِهٖ ثُمَّ يَخْتِمُ الصَّلٰوةَ فِي التَّكْبِيْرَاتِ الثَّلَاثِ۔"

"یعنی نماز جنازہ پڑھانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ امام تکبیر کہہ کر پھر سورہ فاتحہ آہستہ پڑھے اور پھر تین تکبیروں سے نماز ختم کردے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ کتاب حنفی مذہب میں معتبر سمجھی جاتی ہے۔ جس میں جنازہ کا سنت طریقہ یہ بنایا گیا ہے کہ اس میں سورہ فاتحہ پڑھے۔ پس اب جو لوگ جنازہ میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھتے اور وہ کتب فقہ پر عمل کرتے وہ اہل سنت نہیں ہیں۔

## اہل سُنّت اور اہل بدعت میں امتیاز

شفاء قاضی عیاض ص ۱۶۹

تحتی خورد میں ہے:

"قَالَ اَبُوْعُثْمَانَ الْحَيْرِیُّ مَنْ اَمَّرَ السُّنَّةَ عَلٰی نَفْسِهٖ قَوْلًا وَ فِعْلًا نَطَقَ بِالْحِكْمَةِ وَمَنْ اَمَّرَ الْهَوٰی عَلٰی نَفْسِهٖ نَطَقَ بِالْبِدْعَةِ۔"

"یعنی ابو عثمان حیری نے یہ شرعی اصول بیان فرمایا کہ جس شخص نے اپنے نفس پر ہر قول اور فعل میں سنت نبوی کو حاکم بنایا وہ حکمت اور دانائی سے کلام کرے گا۔ اور جس نے خواہشات کو اپنے نفس پر امیر کیا وہ بدعت کے ساتھ کلام کرے گا۔"

میں کہتا ہوں کہ قرآن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وصف بیان کیا گیا ہے

"يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔"

"یعنی آنجناب لوگوں کو کتاب الٰہی اور حکمت (سنت) سکھلاتے تھے۔"

پس جو سُنّت پر عمل کرے گا وہ سنت کی حمایت میں کلام کرے گا۔ تو وہ اہل سنت ہوگا۔ اور جو خواہش نفسانی اور رائے سے کام لیتا رہا ہے وہ بدعت کی حمایت میں کلام کرے گا۔ تو وہ اھل بِدْعت کے زمرہ میں شمار ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# دونوں کی مثال

## اہل سنت کا عمل

فتاویٰ نذیریہ ج ۱ صہ ۲۸ میں یہ حدیث ہے جس کو طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔ اور یہ روایت حصن حصین میں بھی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وَاِذَا ضَاعَ لَهُ شَيْءٌ اَوْ اَبَقَ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ رَادَّ الضَّالَّةِ وَ هَادِيَ الضَّلَالَةِ اُرْدُدْ عَلَيَّ ضَالَّتِيْ بِقُدْرَتِكَ وَسُلْطَانِكَ فَاِنَّهَا مِنْ عَطَاءِكَ وَفَضْلِكَ۔

"یعنی جب کسی شخص کی کوئی چیز گم ہو جائے یا کوئی حیوان۔ غلام بھاگ جائے تو یہ دعا پڑھے (جس کا ترجمہ یہ ہے) کہ اے اللہ! گم شدہ چیزوں کو لوٹانے والے اور گمراہی میں ہدایت کرنے والے میری گم شدہ چیز اپنی قدرت اور غلبہ حکومت سے میرے پاس لوٹا دے۔ وہ تیری مہربانی اور فضل و کرم ہی سے عطا ہوئی تھی (اب تو ہی اپنی رحمت سے لوٹا دے)

یہ عمل گم شدہ چیز کا ہے کہ وہ نماز کے بعد یہ دعا کرتا رہے۔ اللہ چاہے گا تو چیز مل جائے ورنہ اجر ملے گا۔

## اہل بدعت کا عمل

کتاب حنفی مسمی بہ ردالمختار شامی ج ۳ صہ ۴۳ میں ہے زیادی نے بیان کیا کہ آدمی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور چاہے کہ واپس آجائے تو یہ عمل کرے کہ بلند جگہ پر رو بہ قبلہ کھڑا ہو۔ فاتحہ پڑھے اس کا ثواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجے اور سید احمد علوان کو۔ اور پھر یوں کہے۔ اے ابن علوان! اگر تو نے میری گم شدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چیز واپس کرا دی تو خیر اچھا ہوا ورنہ تمہارا دفتر اولیاء سے کاٹ دوں گا۔ اس عمل کی برکت سے اس کی گم شدہ چیز مل جائے گی۔ اور وہ ابن علوان واپس کرا دے گا۔

پہلا عمل حدیث سے ثابت شدہ ہے جس میں توحید ہے اور دعا رمغز عبادت پائی جاتی ہے۔ یہ تو اہل سنت کا معمول بہا ہے۔ اور دوسرا عمل اہل بدعت کا ہے جو قیاس اور وسواس شیطان سے گھڑا گیا ہے جس میں شرک اور بدعت دونوں پائے جاتے ہیں۔ ابن علوان کو عالم الغیب قرار دیا گیا ہے۔ اس کو اس مشکل کے دفت پکارا گیا ہے۔ گویا گم شدہ اور مال مسروقہ کا اس کے پاس محکمہ بڑا وسیع ہے۔ وہاں مال جمع ہوتے ہیں اور اس کے دفتر میں چوریوں مال مسروقہ کی رپورٹ ہوتی ہے۔ اس کو پکارنے سے اس کو علم ہو جاتا ہے اور پکارنے والے کی دھمکی سے خائف ہو جاتا ہے۔ کہ میں اپنے ملازموں کے ذریعہ مال جلد گے واپس کراؤں ورنہ یہ شخص میرا نام اولیاء کے دفتر سے کاٹ دے گا۔ گویا اولیاء کا دفتر داخل خارج اس کے پاس ہے۔ مگر چیز واپس کرانی اس کے اختیار میں نہیں۔ یہ ابن علوان کے اختیار میں ہے کہ اس کے پاس گم شدہ مال کا محکمہ ہے وہ خطرہ سے مال واپس کرلے گا کہ نام نہ دفتر اولیاء سے کٹ جائے۔ افسوس ہے کہ اہل سنت نام رکھوانے والے کیسے مشرکانہ عقائد رکھتے ہیں اور کیسی بدعیانہ تعلیم اپنی فقہ سے دیتے ہیں جس کو کوئی مسلمان موحد پسند کیا جائز نہیں کہہ سکتا مگر ایک بدعتی بریلوی بہار شریعت حصہ دہم میں بڑے فخر سے اس عمل کو لکھتا ہے اور لوگوں کو بدعت کی تعلیم شریعت کے نام سے دیتا ہے۔

## سُنّت کی اقسام اور اُن کا حکم

مجمع الزوائد میں یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے فرمایا :

" اَلسُّنَّةُ سُنَّتَانِ سُنَّةٌ فِی فَرِیْضَةٍ وَ سُنَّةٌ فِی غَیْرِ فَرِیْضَةٍ فَالسُّنَّةُ الَّتِیْ فِی الْفَرِیْضَةِ اَصْلُهَا فِی کِتَابِ اللّٰهِ اَخْذُهَا هُدًی وَ تَرْکُهَا ضَلَالَةٌ وَ السُّنَّةُ الَّتِیْ لَیْسَ اَصْلُهَا فِی کِتَابِ اللّٰهِ الْاَخْذُ بِهَا فَضِیْلَةٌ وَ تَرْکُهَا لَیْسَ بِخَطِیْئَةٍ ۔"

(رواہ الطبرانی)

" یعنی سنت کی دو قسمیں ہیں ایک سنت فرض میں ہے دوسری غیر فرض میں ہے ۔ سنتِ فریضہ وہ ہے جس کا اصل حکم کتاب اللہ میں ہے ۔ سنت صرف اس کا طریقہ عمل بیان اور ظاہر کرتی ہے ۔ دوسری سنت غیر فریضہ ہے جس کا حکم قرآن کی لفظی وحی میں نہیں ہے ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحیِ خفی سے اس کا کرنا مستحسن بتایا گیا ۔ اس پر عمل کرنا موجب فضیلت اور ثواب ہے ۔ اور اس کا ترک کرنا جرم نہیں ۔"

اس سے ظاہر ہے کہ سنت کی دو قسمیں ہیں ۔ ایک واجبہ دوم مستحبہ ۔

کتاب السنن صہ ۹ میں ہے :

" تَنْقَسِمُ اِلٰی وَاجِبَةٍ کَصَلٰوةِ الْجَنَازَةِ وَ الْعِیْدَیْنِ ۔"

" یعنی سنت کی قسمیں ہیں ۱ واجبہ جو شعار اسلام ہے جیسے نماز جنازہ ، نماز عیدین ۔"

میں کہتا ہوں ختنہ کرنا ، قربانی کرنا ۔ ڈاڑھی بڑھانا وغیرہ اسی قبیل سے ہیں کہ ان کا ترک کرنا جرم ہے ۔

۲ ۔ وَ مُؤَکَّدَةٍ کَصَلٰوةِ وِتْرِ الْعِشَاءِ ، وَ الْکُسُوْفَیْنِ ، وَ الرَّکْعَتَیْنِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قَبْلَ الْجُمُعَةِ الَّذِیْنَ اُمِرَ بِہِمَا سُلَیْکٌ وَ الرَّوَاتِبُ .... الخ

"یعنی سنت موکدہ - جیسے نماز وتر ، نماز کسوف وخسوف ، اور جمعہ کی نماز سے پہلے دو رکعت جنکا حکم سلیک کو دیا گیا تھا اور بارہ رکعت سنن -

تیسری قسم مندوب ہے (وَمَنْدُوْبَۃٌ کَالضجعۃ .... الخ) جیسے فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا، تراویح ، چاشت کی نماز وغیرہ - مگر یہ فرق صرف مراتب کا ہے کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ہر سنت پر عمل ہو -

امام شافعیؒ کتاب الام صفحہ ۲۴۰ میں فرماتے ہیں :

" فَاِذَا وَجَدْنَا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُنَّۃً اِتَّبَعْنَاھَا -"

"یعنی جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت پا لیتے ہیں تو اس پر فوراً عمل کرتے ہیں -"

شفاء قاضی عیاض میں یہ روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ اونٹنی پر سوار تھے چلتے ہوئے ایک جگہ اونٹنی کو ادھر ادھر گھمانے لگے - کسی نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے اس طرح کیوں کرتے ہو؟ - ابن عمرؓ نے فرمایا :

" لَا اَدْرِیْ اِلَّا اَنِّیْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَلَہٗ فَفَعَلْتُ -"

"یعنی وجہ تو میں جانتا نہیں لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جگہ ایسا ہی کرتے دیکھا ہے - اس لیے میں کر رہا ہوں -"

ابوداؤد میں ہے کہ ایک صحابیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کے کرتہ کا تکمہ کھلا ہوا تھا - تو انہوں نے عمر بھر تکمہ کھلا رکھا -

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بخاری شریف میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی رضؓ گھوڑے پر سوار ہو کر ہنسے۔ وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا: کہ میں نے اس جگہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گھوڑے پر سوار ہو کر ہنستے ہوئے دیکھا ہے۔

نسائی میں ہے کہ حضرت علیؓ نے بعد وضو کھڑے ہو کر پانی پیا اور فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح ہی کیا تھا جس طرح میں نے کیا ہے۔

مصباح الزجاجہ میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ ہمیشہ مدینہ اور مکہ کے درمیان ایک درخت کے نیچے قیلولہ کیا کرتے تھے۔ اور فرماتے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

ان واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے محب تھے۔ وہ اپنے محبوب کی ہر ادا کو سنت مقصودہ اور تعبدی تصور کر کے اس کی پیروی کرتے تھے۔ مگر جو لوگ اہل سنت نہیں بلکہ اہل الرائے ہیں وہ علت معلول کے شکنجہ میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ہر سنت کی وجہ اور علت دریافت کرتے ہیں اگر علت نہ رہی ہو تو پھر اس سنت کو فضول سمجھ کر عمل نہیں کرتے۔ مگر یہ سخت غلطی ہے حدیث میں ہے حضرت عمر رضؓ نے فرمایا: طواف میں رمل یعنی کندھے ہلا کر جلدی جلدی اکڑ کر چلنا کفار کو اپنی شوکت دکھانے کیلئے تھا۔ اب اللہ نے اسلام کو شوکت عطا فرما دی اور کفار اب نہ رہے لیکن:

"مَعَ ذٰلِكَ لَا نَدَعُ شَيْئًا كُنَّا نَفْعَلُهُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔" (سیرت عمر لابن جوزی ص ۱۰۸)

"یعنی باوجود اس علت مرفوع ہونے کے ہم اس سنت کو نہیں چھوڑتے۔ کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں معمول بہا رہ چکی ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شامی جو فقہ کی معتبر کتاب ہے اس کی جلد اول صد ۹۵ میں ہے کہ سنت دو قسم کی ہے۔ ایک سُنّت ھدی جس کا ترک کرنا ناپسند اور بری بات ہے۔ دوسری سنتِ زائدہ جس کا ترک کرنا بُرا نہیں۔ کیونکہ یہ مکملات دین سے نہیں ہے۔

ہاں سنتِ ھدیٰ سنت موکدہ ہیں۔ جو واجب کے قریب ہیں

" یُضَلَّلُ تَارِکُھَا۔"

" ان سنتوں کا تارک گمراہ قرار دیا جائے گا۔"

امام طحاوی شرح معانی الآثار ج اص ۱۹۲ میں فرماتے ہیں :

" اِنَّ صَلٰوۃَ الْاِسْتِسْقَاءِ سُنَّۃٌ قَائِمَۃٌ لَا یَنْبَغِیْ تَرْکُھَا۔"

" یعنی نماز بارش مانگنے کی پڑھنی سُنّت قائمہ ہے جس کا ترک لائق نہیں۔"

تلویح اصول فقہ کی کتاب میں ہے :

" تَرْکُ السُّنَّۃِ الْمُؤَکَّدَۃِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْحَرَامِ یَسْتَحِقُّ حِرْمَانَ الشَّفَاعَۃِ۔"

" یعنی مؤکدہ سنت کا ترک کرنا حرام کے قریب ہے اور شفاعت نبوی سے محروم ہے۔"

بحر الرائق میں ہے :

" بِمَنْزِلَۃِ الْوَاجِبِ فِی الْاِثْمِ بِالتَّرْکِ کَمَا صَرَّحُوْا کَثِیْرًا۔"

" یعنی سنت موکدہ واجب کے درجہ پہ ہے کہ اس کا تارک گنہگار ہے۔"

میں کہتا ہوں کہ باوجود اس تسلیم و اقرار کے مقلدین لوگ سنتوں کے تارک ہیں اوّل اس طرح سے کہ انہوں نے ایک امام کی تقلید اپنے اوپر فرض کی۔ اور ان حدیثوں کو مانا جو اس امام کے دائرہ کی حدود اربعہ میں آگئی ہیں۔ خواہ وہ صحیح یا ضعیف ہی یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



موضوع ہیں۔ اور دیگر ائمہ دین اور اکابر محدثین کی حدیثوں کو ترک کر دیا۔ ایک امام اور اس کا مذہب تمام احادیث نبویہ کا احاطہ نہیں کر سکا۔ اس لیے جب وہ ان احادیث کو ترک کرے گا۔ جو اس کے مذہب کے خلاف ہیں تو وہ تارک سنت ہو جائے گا جو سخت قسم کی گمراہی ہے۔

دوسرا یہ کہ انہوں نے ایک امام کا تقلید کر کے اپنے مذہب کا نام اپنے اماموں کے ناموں پر مقرر کر لیا یہ دوسری گمراہی ہے۔ اسی لیے شیخ سعدی مرحوم نے فرمایا:

ع عبادت بتقلید گمراہی است

پس اگر سنت پر عمل کرنا ہے تو تقلید مذہبی سے بچو۔

## مذہب اور فرقہ بندی کرنا شرع میں نہیں ہے

قرآن میں ہے:

" وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ "

" یعنی سب اکٹھے ہو کر اسلام کی رسی کو مضبوط پکڑو۔ اور ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر فرقہ فرقہ نہ بنو۔ "

نیز یہ ارشاد ہے:

" وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭوَاُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ "

" یعنی پہلے لوگوں (یہود و نصاریٰ) کی طرح فرقے فرقے نہ بنو۔ کہ انہوں نے بھی دلائل شرعیہ آجانے کے بعد مسائل میں اختلاف ڈال کر فرقہ بندی کر لی تھی " ان کے لیے بڑا عذاب تیار ہے۔ (پھر تمہارے لیے بھی ایسا ہی ہوگا۔) (پ ۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حدیث شریف میں ہے کہ ارشاد فرمایا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

"سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّةً کُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قِیْلَ مَنْ هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ۔" (ترمذی وغیرہ)

"یعنی عنقریب ایک زمانہ آئے گا کہ میری اُمّت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی۔ وہ سب فرقے آگ جہنم میں داخل ہوں گے صرف ایک فرقہ ان میں سے نجات پائے گا۔ صحابہؓ نے دریافت کیا وہ کونسا فرقہ ہوگا یارسول اللہ؟ آپ نے فرمایا: جو فرقہ اس طرح —— کتاب وسنت پر قائم ہوگا جس طرح پر آج کے دن میں اور میرے صحابہؓ ہیں۔"

کچھ شک نہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ قرآن وحدیث پر بغیر کسی امام کی تقلید کرنے کے اور اس کے نام کا مذہب بنا کر اس کے اقوال کا تقید رکھنے کے عمل کرتے تھے۔ جیسے کہ پیچھے صحابہؓ کا حال سنتوں پر عمل کرنے کا ذکر ہو چکا ہے۔ یہی عمل قرونِ ثلاثہ مشہود لہا بالخیر میں رہا ہے۔ بموجب فرمان نبوی

"ثُمَّ یَفْشُو الْکِذْبُ۔"

"پھر جھوٹ پھیل جائے گا۔"

چنانچہ جھوٹ پھیل گیا اور غیروں کے اقوال جمع کر کے لوگوں نے اپنے جدا جدا مذہب اور فرقے بنا لئے۔ تفسیر مظہری میں لکھا ہے۔

"فَاِنَّ اَهْلَ السُّنَّةِ قَدِ افْتَرَقَ بَعْدَ الْقُرُوْنِ الثَّلَاثَةِ اَوِ الْاَرْبَعِ عَلٰی اَرْبَعَةِ مَذَاهِبَ۔"

"یعنی اہل سنت کہلانے والے تین یا چار صدیوں کے بعد چار مذہبوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں متفرق ہو گئے۔

جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "حجۃ اللہ" (مصری جلد ۱ ص ۱۵۲) میں یہ لکھا ہے کہ:

"تم جان لو کہ چوتھی صدی سے پیشتر لوگ بعینہٖ کسی مذہب کی تقلید پر جمع نہ تھے اس سے ثابت ہوا کہ جب یہ مذاہب بعد میں پیدا ہوئے تو یہ اہل بدعت ہو گئے۔ اہل سنت نہ رہے۔

اعلام الموقعین مطبوعہ دہلی کے ص ۲۲۲ ج اول میں ہے:

"اِنَّمَا حَدَثَتْ هٰذِهِ الْبِدْعَةُ فِی الْقَرْنِ الرَّابِعِ الْمَذْمُوْمِ عَلٰی لِسَانِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔"

"یعنی ایک امام معین کی تقلید والی بدعت چوتھی صدی میں جاری ہوئی۔ اور یہ وہ زمانہ ہے جس کی برائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ہو چکی ہے۔"

علامہ علی قاری باوجود حنفی ہونے کے بڑی دیانتداری سے اپنی کتاب "شرح عین العلم" مطبوعہ استنبول ص ۳۲۶ میں یہ بیان دیا ہے کہ:

"وَمِنَ الْمَعْلُوْمِ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی مَا كَلَّفَ اَحَدًا اَنْ يَّكُوْنَ حَنَفِيًّا اَوْ مَالِكِيًّا اَوْ شَافِعِيًّا اَوْ حَنْبَلِيًّا بَلْ كَلَّفَهُمْ اَنْ يَّعْمَلُوْا بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ۔"

"یعنی یہ سب کو معلوم ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کسی شخص کو یہ تکلیف نہیں دی کہ وہ حنفی بنے یا مالکی بنے یا شافعی ہو یا حنبلی ہو بلکہ سب مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ وہ قرآن وسنت پر عمل کریں۔"

میں کہتا ہوں کہ یہی قرون ثلاثہ میں دستور تھا کہ علماء قرآن وحدیث پڑھ کر اور عوام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ان سے سنکر کتاب وسنت پر عمل کرتے تھے۔ پھر اماموں کی تقلید سے فرقہ بندی ہوئی۔ تو ہر فرقہ والے لوگ اپنے اپنے اماموں کے نام کی تیار کردہ کتب فقہ پر عمل کرنے لگے۔ صرف خالص گروہ اہل سنت کا رہ گیا جس کا دوسرا نام اہلحدیث بھی ہے کہ وہ قرون ثلاثہ کے تعامل کی طرح کتاب وسنت کا تعامل رکھتے ہیں اور وہ کسی امام کی پارٹی میں شامل نہیں ہیں۔ یہی طرزِ عمل حق ہے۔

# کوئی تقلیدی مذہب تمام سنن نبویہ پر عمل نہیں کر سکتا

ایک مذہب کا مقلد تمام سنن نبویہ پر عمل نہیں کر سکتا۔ صرف انہی حدیثوں کو مانتا ہے جو اس کے امام کے محدود دائرہ علمیہ کے اندر آکر اس مذہب میں معمول بہا ہو چکی ہیں۔ لیکن جو سنن دیگر ائمہ مجتہدین و علماء محدثین کے علمی خزانوں میں محفوظ رہ کر کتب حدیث میں درج ہو چکی ہیں وہ ان کے نزدیک قابل عمل نہیں متروک ہیں کوئی ایک مذہب تمام احادیث نبویہ پر حاوی نہیں ہے اس سے باہر بھی احادیث ہیں چنانچہ امام شعرانی میزان شعرانی ص۲۳ میں ارقام فرماتے ہیں

" لَا يُكْمِلُ الْعَمَلَ بِالشَّرِيعَةِ كُلِّهَا وَهُوَ مُتَقَلِّدٌ بِمَذْهَبٍ وَاحِدٍ أَبَدًا۔ "

نیز کشف الغمہ میں یوں فرماتے ہیں:

" اَلْمَذْهَبُ الْوَاحِدُ بِلَا شَكٍّ لَا يَحْتَوِيْ عَلٰى اَحَادِيْثِ الشَّرِيْعَةِ۔ "

" یعنی ایک مذہب تمام احادیثِ نبویہ کا حاوی نہیں۔ اور ایک مذہب کا مقلد تمام شریعت پر عمل نہیں کر سکتا۔ "

جب تمام شریعت پر عمل نہیں کر سکتا تو وہ اہل سنت نہیں ہو سکتا۔ یہی ہمارا دعویٰ ہے کہ ایک مذہب کے مقلد اہل سنت نہیں ہیں۔ اب ایک دو مسائل بطور مثال سنیئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مشکوٰۃ میں بخاری و مسلم کی صحیح حدیث ہے :

"عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّۃِ اِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِکْرَ عَلَی الثَّیِّبِ اَقَامَ عِنْدَھَا سَبْعًا وَّاِذَا تَزَوَّجَ الثَّیِّبَ اَقَامَ عِنْدَھَا ثَلَاثًا ۔ ثُمَّ قَسَمَ قَالَ اَبُوْ قِلَابَۃَ وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ اِنَّ اَنَسًا رَفَعَہٗ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔"

"یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ بیوی والا جب اپنا دوسرا نکاح کرے تو اگر کنواری کرے تو بغیر باری کے اس کے پاس سات رات گذارے اور اگر کسی بیوہ کے ساتھ نکاح کرے تو تین رات گذارے ۔ اس کے بعد سب کی باریاں مقرر کرے ۔"

یہ صاف طور پہ سنت نبوی ثابت ہے ۔ لیکن حنفی مذہب اس کو نہیں مانتا ۔ وہ یہ کہتا ہے کہ نکاح ہوتے ہی باریاں فوراً ہی مقرر کرنی چاہییں ۔ ورنہ ظلم ہو گا ۔ ملاحظہ ہو ہدایہ کتاب النکاح باب القسم صـ۳۲ ۔ لکھا ہے :

"وَالْقَدِیْمَۃُ وَالْجَدِیْدَۃُ سَوَاءٌ ۔"

"یعنی پرانی اور نئی بیوی برابر ہے ۔"

دیگر یہ کہ حدیث میں ہے :

"تَحْرِیْمُھَا التَّکْبِیْرُ وَتَحْلِیْلُھَا التَّسْلِیْمُ ۔"

"یعنی نماز تکبیر سے شروع ہوتی ہے اس سے نماز کے خلاف ہر کام حرام ہو جاتا ہے ۔ اور ختم سلام سے ہوتی ہے جس سے سب کام کرنے حلال ہو جاتے ہیں ۔"

لیکن حنفی مذہب سلام کی بجائے گوز مار کر باہر آنے کو بھی جائز سمجھتا ہے کہتا ہے :

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"وَاِنْ تَعَمَّدَ الْحَدَثَ فِیْ هٰذِهِ الْحَالَةِ اَوْ تَكَلَّمَ اَوْ عَمِلَ عَمَلاً يُنَافِی الصَّلٰوةَ تَمَّتْ صَلَاتُهٗ ۔"

"یعنی اگر تشہد کے بعد قصداً جان بوجھ کر گوز مار دیا یا کسی سے بات کر لی یا کوئی عمل خلافِ نماز کر لیا تو اس کی نماز پوری ہو گئی ۔"

اب ابوداؤد کی صحیح حدیث سلام بتا رہی ہے اور فقہ اس کی جگہ گوز وغیرہ بتا رہی ہے تو پھر یہ مذہب اہل سنت کیسے ہو سکتا ہے ۔

دیگر مسئلہ یہ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِیَ اَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَّاحِدَةً تُوْتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰى ۔" متفق علیہ

(مشکوٰۃ کتاب الوتر)

"یعنی نماز رات کی دو دو رکعت کر کے پڑھنی چاہیے جب صبح کا ڈر ہو جائے تو پھر ایک رکعت پڑھ کر فارغ ہو جائے ۔ وہ ایک رکعت تمام کو وتر بنا دے گی ۔"

اس کے علاوہ ایک رکعت وتر کی بابت ایک درجن سے زیادہ حدیثیں آئی ہیں مسلم کی حدیث میں صاف ہے کہ وتر ایک رکعت ہے ۔ مگر مقلدین کہتے ہیں کہ وتر کل تین رکعت ہیں نہ ان سے کم جائز نہ ان سے زیادہ جائز ہیں ۔ بلکہ ایک وتر والے کو مذاق کرتے ہیں ۔ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عمرؓ سے وتر کا مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ : "تین پڑھے مگر درمیان دو رکعت اور ایک رکعت کے سلام پھیرے ۔ سائل نے کہا کہ لوگ اس کو بتیرا یعنی ناقص نماز کہیں گے ۔ ابن عمرؓ نے فرمایا :

"هٰذِهٖ سُنَّةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۔" (درایہ ابن حجر صـ۱۱۴ رواہ الطحاوی صـ۱۶۵ ج ۱ بلفظ هٰذِهٖ سُنَّةُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ ۔ یعنی یہ اللہ اور رسول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی سنت ہے۔" قیام اللیل ص۱۱۹)

قیام اللیل میں ہے کہ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔

"اَلْوِتْرُ رَكْعَةٌ وَاحِدَةٌ كَانَ ذٰلِكَ وِتْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ۔"

"یعنی وتر ایک رکعت ہے یہ وتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر کا اکثر معمول بہا رہا ہے۔"

اور اہل رائے کے متعلق لکھا ہے کہ یہ حدیث میں یتیم ہیں۔

"اِنَّمَا اُتِيَ مِنْ قِلَّةِ مَعْرِفَةٍ بِالْاَخْبَارِ وَقِلَّةِ مُجَالَسَةٍ لِلْعُلَمَاءِ۔" (ص۱۲۳)

"یعنی ایسی باتیں جو صحیح حدیثوں کے خلاف ہیں حدیثوں کا علم کم ہونے اور علما رمحدثین سے مجالست کم رکھنے کی وجہ سے ہے۔"

امام نے قلت علم سے ایسا کیا تو ان کو عذر ہو سکتا ہے۔ اب مقلدین ان کے اقوال کی بنا پر سنن نبویہ کو چھوڑیں گے۔ تو یہ گمراہی ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ تین وتر کی بابت بھی احادیث وارد ہیں وہ لوگ ان پر عامل ہیں تو پھر وہ کس طرح اہل سنت نہیں ہو سکتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ایک وتر اور تین وتر سے زائد پانچ، سات، نو گیارہ، تیرہ وتر کا سب شمار صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ وہ ان حدیثوں کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ تین سے کم اور تین سے زیادہ جائز نہیں یہ حدیثوں کی تکذیب ہے۔ قرآن میں ہے کہ:

"اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ۔"

"یعنی بعض احکام کتاب کے مانتے ہیں جو اُن کی مرضی کے موافق ہیں اور بعض سے کفر کرتے ہیں۔ جو ان کے خلاف ہیں۔"

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہی حالت ان کی ہے ۔ جب ایک چیز آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو طرح یا کئی طرح سے ثابت ہو تو وہ اسی طرح سنت ہوتی ہے ۔ گاہے چنیں گاہے چناں عمل اور اعتقاد میں ہر دو شقوں کو درست سمجھے ۔ اگر ایک کو لازم کر کے دوسری سے اعراض کرے تو اس نے دین میں شیطان کا حصہ ٹھہرا لیا ۔ جیسے ابن مسعودؓ کی حدیث سے یہ اصول ثابت ہے انہوں نے فرمایا :

" لَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِّنْ صَلٰوتِهٖ يَرٰى أَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَّمِيْنِهٖ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرًا يَنْصَرِفُ عَنْ يَّسَارِهٖ ۔ "

( متفق علیہ )

" یعنی نہ مقرر کرے کوئی شخص اپنی نماز میں سے حصہ شیطان کا بایں طور کہ یہ اعتقاد کرے کہ نماز کے بعد دائیں طرف ہی پھرنا چاہیئے بائیں طرف نہیں ۔ البتہ تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں طرف سے پھرتے ہوئے بھی خوب دیکھا ہے ۔ "

اس حدیث پر مرعاۃ المفاتیح جلد ۲ میں لکھا ہے :

" قَدْ صَحَّ الْأَمْرَانِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا تَخْطِئَةُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَإِنَّمَا هِيَ لِاعْتِقَادِ أَحَدِهِمَا وَاجِبًا بِعَيْنِهٖ وَهٰذَا أَخْطَأُ بِلَا رَيْبٍ ۔ "

" یعنی انصراف میں دونوں امر جائز ہیں جو رسول اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں ۔ ابن مسعودؓ نے ایک طرفہ عمل کو اس لیے خطا قرار دیا ہے کہ دائیں طرف پھرنے کو لازم اعتقاد کر کے بائیں طرف پھرنے کو چھوڑ دیا گیا ہے یہ بلاشبہ گناہ ہے ۔ "

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں کہتا ہوں کہ اگر شارع نے دین میں آسانی اور ہر طرح عمل کرنے کی رخصت دی ہو تو اس میں تنگی کرنا شارع کے مقصد کو بدلنا ہے جو جرم ہے حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"وتر کا پڑھنا ہر مسلمان پر حق ہے جو شخص چاہے پانچ رکعت وتر پڑھے اور جو شخص چاہے تین رکعت وتر پڑھے اور جو چاہے ایک ہی رکعت وتر پڑھے تو وہ ایک ہی پڑھ لے۔" (مشکوٰۃ)

اب جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ تین وتر سے نہ کم جائز اور نہ زیادہ تو وہ اس حدیث اور دیگر احادیث وتر کی تکذیب کرتا ہے۔ اس لیئے وہ اہل سنت نہیں ہو سکتا۔

## کسی کے قول اور مذہب کے مقابلہ میں سنت نبوی ہرگز چھوڑی نہ جائیگی

سنت نبوی کے مقابلہ میں کسی صحابیؓ یا تابعی یا امام، پیر، مرشد، استاد، بادشاہ خلیفہ، وزیر، حاکم، قوم برادری، رواج ملکی کا فیصلہ، حکم، مذہب، قانون آجائے تو سنت نبوی کو ترجیح دیکر باقی سب کو چھوڑا جائے گا۔ اگر کسی نے سنت کو چھوڑ کر کسی غیر کے قول اور مذہب کو پکڑا تو وہ اہل سنت میں شمار نہ ہوگا۔

سنت کا خلاف گمراہی ہے۔ شفاء قاضی عیاض میں ہے:

"وَمُخَالَفَةُ اَمْرِهٖ وَتَبْدِيْلُ سُنَّتِهٖ ضَلَالٌ وَبِدْعَةٌ مُتَوَعَّدٌ مِنَ اللّٰهِ بِالْخِذْلَانِ وَالْعَذَابِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:

"فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" وَقَالَ:

"وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۔"

"یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور آپکی سنت کی مخالفت اور تبدیلی گمراہی اور بدعت ہے۔ جس کی وعید آئی ہے۔ کہ اس کو سخت ذلت اور عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: کہ حکم نبوی کی مخالفت سے بچ جاؤ۔ ورنہ دنیا میں کوئی فتنہ یا آخرت میں عذاب دردناک ہوگا۔" اور یہ فرمایا کہ:

"جس شخص نے رسول کی مخالفت کی بعد اس بات کے کہ اس کے لیئے ہدایت کا راستہ واضح ہوگیا۔ اور تابع ہوا وہ غیر راستے مسلمانوں کے۔ تو ہم بھی جدھر وہ پھرا ہے ادھر ہی اس کو پھیر کر جہنم رسید کر دیں گے اور جہنم بہت برا ٹھکانا ہے۔"

قاضی عیاض نے الشفاء میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ

" قَالَ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ بِهٖ اِلَّا عَمِلْتُ بِهٖ اِنِّىْ اَخْشٰى اِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِّنْ اَمْرِهٖ اَنْ اَزِيْغَ ۔"

"یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ جس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے میں اس کو کبھی نہ چھوڑوں گا۔ ضرور اس پر عمل کروں گا۔ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اگر میں آپ کے حکم کی تعمیل نہ کروں تو راہ حق سے پھر جاؤں گا۔"

اسی وجہ سے شیخ سعدیؒ نے یہ فرمایا ہے:

خلاف پیمبر کسے راہ گزید ٭ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۲۳ میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے وہ فرمایا کرتے تھے: "کیا تم کو خوف نہیں کہ خدا تم کو عذاب کرے یا زمین میں دھنسا دیوے کہ تم یہ کہتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے اور فلاں بزرگ نے ایسا کہا ہے۔" آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کسی کا قول لانا ہی گستاخی ہے۔

شرح الطحاویہ فی عقیدۃ السلفیہ صفحہ ۲۸۴ میں ہے:

"وَطَرِيْقُ اَهْلِ السُّنَّةِ اَنْ لَّا يَعْدِلُوْا عَنِ النَّصِّ الصَّحِيْحِ وَلَا يُعَارِضُوْهُ بِمَعْقُوْلِهٖ وَلَا قَوْلِ فُلَانٍ"

"یعنی اہل سنت کا طریقہ یہ ہے کہ وہ نص صحیح ہوتے ہوئے کسی طرف نہیں جاتے۔ نہ اس کا مقابلہ کسی عقلی دلیل سے کرتے ہیں اور نہ کسی کے قول سے کرتے ہیں۔"

## فرمانِ نبویؐ سے کسی اور نبی کے قول کا مقابلہ

مشکوٰۃ میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ "قسم بخدا اگر موسیٰ تمہارے لئے ظاہر ہوں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی تابعداری کرنے لگو تو سیدھے راستے سے گمراہ ہو جاؤ۔"

اس سے ثابت ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کسی مسئلہ میں آجائے تو وہ سب سے مقدم اور واجب اتباع ہوگی۔ کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے برابر کسی کا درجہ نہیں۔

## سُنتِ نبویؐ کا ابوبکرؓ و عمرؓ کے قول سے مقابلہ

شرح معانی الآثار طحاوی جلد ۱ ص ۳۹۸ میں ہے کہ عروہؒ نے حضرت ابن عباس سے کہا: اے ابن عباس! آپ نے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کیسے؟ عروۃ نے کہا کہ آپ لوگوں کو فتویٰ دیتے ہیں کہ جب حاجی بیت اللہ کا طواف کر لیں تو احرام سے فارغ ہو جائیں۔ حالانکہ ابوبکرؓ و عمرؓ دسویں تاریخ تک محرم رہتے تھے۔ اور لبیک بدستور پکارتے رہتے تھے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا:

"أُهٰذَا ضَلَلْتُمْ"

"کہ اب تم اس بات سے گمراہ ہو گئے۔

"أُحَدِّثُكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُوْنِيْ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ۔"

"یعنی میں تم کو حدیث رسول سناتا ہوں اور تم ابوبکرؓ و عمرؓ کی حدیث سناتے ہو۔"

یعنی یہ مقابلہ گمراہی ہے۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما خلفاءِ راشدین سے ہیں جن کی سنت کو لازم پکڑنے کا حکم ہے۔ اور دونوں آنجناب کے وزیر ہیں جن سے آپ مشورہ کیا کرتے تھے۔ اور دونوں امت کے لیے مقتدی ہیں جن کی اقتدار کا حکم وارد ہے:

"فَاقْتَدُوْا مِنْ بَعْدِيْ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ۔"

"یعنی تم میرے بعد ابوبکر و عمر کی اقتدار کرتے رہنا۔"

لیکن بایں ہمہ جب سنت نبوی کے ساتھ ان کے قول و فعل کا مقابلہ ہوا تو ان کو چھوڑ دیا گیا اور سنت نبوی کو ترجیح دی گئی۔ اور سنت نبوی کو ترک کرنا اور سنت خلفاء کو لینا گمراہی قرار دیا گیا۔

اب احادیث نبویہ کے مقابلہ میں ابوحنیفہؒ، مالکؒ وغیرہ یا ابویوسف، محمد وغیرہ فقہاء اہل رائے کے اقوال لینا گمراہی کیوں نہ ہوگا۔ اس لیے ہم مقلدین اہل رائے کو اہل سنت نہیں سمجھتے کہ یہ فقہاء حنفیہ کے مقابلہ میں احادیث نبویہ کو حیلہ بہانہ اور بے جا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تاویلوں سے مسترد کرتے ہیں جو دراصل انکار حدیث کی ایک قسم ہے۔

طحاوی ج ۱ صلا۳۲۲ میں ہے کہ مسئلہ متعلقہ حج پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"فَسُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ تُؤْخَذَ بِهَا مِنْ سُنَّةِ عُمَرَ۔"

"یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت سے اتباع کی بہت زیادہ حقدار ہے۔"

ترمذی میں ہے کہ ایک سائل نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے حج تمتع کا سوال کیا آپ نے جواز کا فتویٰ دیا۔ سائل نے کہا آپ کے باپ عمر رضی اللہ عنہ تو اس سے منع فرماتے تھے۔ عبداللہ نے کہا: بھلا یہ بتا۔ میرے باپ نے اس سے منع کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا ہو تو پھر؟

"اَمْرُ اَبِيْ يُتَّبَعُ اَمْ اَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: بَلْ اَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

"یعنی میرے باپ کی تقلید کی جائے گی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جائے گی۔ سائل نے کہا: بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جائے گی۔"

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کیا ہے۔ پس دلیل شرعی کے مقابلہ میں کسی کی بات لینا حرام ہے۔"

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

اعلام الموقعین جلد ۱ صلا۱۹ - ۲۱ میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان درج ہے:

"قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَلسُّنَّةُ مَا سَنَّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَلَا تَجْعَلُوْا خَطَأَ الرَّأْيِ سُنَّةً لِلْاُمَّةِ۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"یعنی سنت وہ کام ہے جو اللہ نے اپنے رسول کے ذریعے مقرر کیا ہے۔ اور تم لوگوں کی رائے کو جو صاف خطا اور احادیث کے خلاف ہے امت کے لیے سنت نہ بناؤ۔"

الاعتصام شاطبی ج ۱ ص ۸۹ میں ہے کہ ایک بار حضرت عمرؓ نے خطبہ دیتے ہوئے یہ فرمایا:

"اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ سُنَّتْ لَکُمُ السُّنَنُ وَفُرِضَتْ عَلَیْکُمُ الْفَرَائِضُ ...... الخ

"یعنی اے لوگو! تمہارے لیے سنتیں مقرر کردی گئی ہیں اور فرائض متعین کر دیئے گئے ہیں۔ اور تمہارے لیے روشن راستہ بنا دیا گیا ہے۔ مگر یہ کہ اب تم خود اپنی خواہشوں میں پڑ کر یا لوگوں کی تقلید سے بائیں بھٹک جاؤ تو یہ اور بات ہے۔"

## حضرت عثمانؓ نے حدیث کے مقابلہ میں اپنا قول چھوڑ دیا

مؤطا امام مالک مجتبائی ص ۲۱۷ میں ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ جس عورت کا شوہر مر جائے تو وہ جہاں چاہے عدت گذار سکتی ہے لیکن جب ابو سعید خدریؓ کی بہن نے اپنا واقعہ پیش کیا کہ میرا شوہر قتل کیا گیا تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے شوہر کے مکان پر عدت گذارنے کا حکم دیا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے فوراً اسی سنت کے مطابق فیصلہ کر دیا۔ حضرت عثمانؓ بھی ان خلفاء راشدین سے ہیں جن کی اقتدار کی جاتی ہے لیکن سنت نبوی سے ان کے قول و فعل کا معارضہ ہوا تو سنت کو اختیار کیا جائے گا۔ اور ان کا قول و فعل چھوڑ دیا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

## حضرت علیؓ کا جذبۂ اتباعِ سُنّت

منتقی مع نیل الاوطار ج ۴ ص ۳۱۵ میں ہے مروان بن حکم نے بیان کیا کہ میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے پاس حاضر ہوا۔ حضرت عثمانؓ حج متعہ اور حج قران سے منع کر رہے تھے۔ جب حضرت علیؓ نے یہ حال دیکھا تو حج اور عمرہ کا احرام باندھ کر دونوں کے نام سے لبیک پکارا۔

"لَبَّيْكَ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ۔"

اور ساتھ ہی یہ اعلان کر دیا کہ:

"مَاكُنْتُ لِأَدَعَ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِ أَحَدٍ۔" رواہ البخاری والنسائی

"یعنی میں کسی کے قول کے مقابلہ میں سنتِ نبوی کو کبھی نہ چھوڑوں گا۔"

یہ لوگ سچے اولیاء اللہ اور سچے اہل سنت تھے۔ جو سنت نبوی کے عاشق تھے کہ خلیفہ وقت کے سامنے ان کے قول کو صاف ٹھکرا دیا اور سنت نبوی پر عمل کر کے دکھا دیا۔ لیکن آج یہ جعلی اہل سنت ہیں کہ اپنے اماموں کے اقوال کے مقابلہ میں احادیث نبویہ کو چھوڑے بیٹھے ہیں۔ اور پیر پرست اپنے مرشدوں کے اقوال پر فریفتہ ہو کر یہ کہہ رہے ہیں کہ:

نال شراب دے رنگ مصلیٰ جے مرشد فرماوے
کیونکہ واقف کار قدیمی غلطی کدے نہ کھاوے

## اہل رائے سنے پچو

خلفاءِ راشدین تو غلطی کھا سکتے ہیں ان کے امام اہل رائی اور بدعتی مرشد کبھی غلطی نہیں کھا سکتے۔ گویا ان کے خیال فاسد میں وہ معصوم ہیں۔ حالانکہ یہی شرک فی الرسالۃ ہے اس لیے حضرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عمرؓ نے یہ فرمایا ہے کہ :

" اِيَّاكُمْ وَاَصْحَابَ الرَّاْيِ فَاِنَّهُمْ اَعْدَاءُ السُّنَنِ اَعْيَتْهُمُ الْاَحَادِيْثُ اَنْ يَّحْفَظُوْهَا فَقَالُوْا بِالرَّاْيِ فَضَلُّوْا وَ اَضَلُّوْا ۔ " ( دارقطنی ج ۲ ص ۴۸۹ )

"یعنی تم ان رائے قیاس والوں سے بچو یہ سنتوں کے دشمن ہیں ان کو احادیث کا علم نہیں ہے یہ ان کو یاد کرنے سے عاجز ہیں۔ اس لیئے دینی مسائل میں یہ رای اور فقہ سے کام لیتے ہیں جس کی وجہ سے خود بھی گمراہ ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں ۔ "

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۳ ملا علی قاری نے یہ لکھا ہے کہ :

" سَمَّوُا الْحَنَفِيَّةَ اَصْحَابَ الرَّائِی "

" یعنی شافعی مذہب والے حنفیوں کو اصحاب الرأی کے نام سے پکارتے ہیں ۔ " کہ یہ حدیث پر دارومدار نہیں رکھتے اپنے امام کے قیاس پر رکھتے ہیں ۔

سیرۃ النعمان ج ا ص ۲۱ میں علامہ شبلی نعمانی نے بھی تسلیم کیا ہے کہ قیاس کے کثرت استعمال سے امام ابوحنیفہ رائے قیاس کے انتساب سے زیادہ مشہور ہوئے ۔ پھر ان کے مقلدین نے قیاس در قیاس کر کے یہ سلسلہ اتنا بڑھایا کہ فقہ کا ایک انبار تیار کر کے دنیا میں رکھ دیا جس پر عمل کرنے والے اہل رای سے موسوم ہوئے ۔"

لیکن علماء اہل سنت نے اس رائے قیاس کے علم کو اور اس علم کی کتابوں کو کتاب و سنت کے مقابلہ میں مسترد کر دیا ہے کہ خلیفہ عادل حضرت عمر بن عبدالعزیز تابعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے :

" لَا رَاْيَ لِاَحَدٍ فِیْ سُنَّةٍ سَنَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ "

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مقابلے میں کسی کی رائے کچھ وقعت نہیں رکھتی۔"

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار
مت دیکھ کسی کا قول و کردار

## حضرت ابن عمرؓ رئیس اہل سنت کا فتویٰ

مسند دارمی صہ ۳۳ میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے جابر بن زید سے یہ فرمایا: کہ تو فقہائے بصرہ سے ہے قرآن و حدیث کے علاوہ کسی چیز سے فتویٰ نہ دینا اگر دیا تو خود بھی ہلاک ہو جائے گا۔ اور لوگوں کو بھی ہلاک کر دے گا۔

اس سے ظاہر ہے کہ فتویٰ وہ درست ہے جو سنت کے مطابق ہو۔ اگر مخالف ہو تو وہ باعث ہلاکت ہے۔

## حضرت عمران بن حصینؓ کا غضب

حدیث میں ہے ابوالدرداءؓ نے بیان کیا کہ عمران ابن حصینؓ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اَلْحَیَاءُ لَا یَأْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ۔"

"یعنی حیاء میں خیر ہی خیر ہے۔"

بُشَیر بن کعب نے کہا کہ:

"اِنَّہٗ مَکْتُوْبٌ فِی الْحِکْمَۃِ اِنَّ مِنْہُ وَقَارًا وَمِنْہُ سَکِیْنَۃً"

"یعنی علم حکمت میں لکھا ہے کہ حیاء سے وقار اور سکینت پیدا ہوتی ہے۔"

"فَقَالَ عِمْرَانُ اُحَدِّثُکَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُنِیْ عَنْ صُحُفِکَ۔" (رواہ مسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"یعنی میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سُناتا ہوں اور تو مجھے حدیث کے سامنے اپنے صحیفہ کی بات سناتا ہے۔"

دوسری روایت ابو قتادہ میں ہے:

"فَغَضِبَ عِمْرَانُ حَتّٰی اِحْمَرَّتْ عَيْنَاهُ۔"

"یعنی عمران یہ سن کر اس قدر غضب ناک ہوئے کہ دونوں آنکھیں سرخ ہوگئیں۔"

اس کی وجہ یہ تھی کہ بشیر نے حکمار کا قول پیش کرتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ:

"وَمِنْهُ ضَعْفٌ۔"

"یعنی حیار سے دل میں کمزوری اور ڈرپوکی پیدا ہوتی ہے۔"

حکمار کا یہ قول حدیث کے معارض ہے۔ چونکہ حدیث کے مقابلہ میں کسی غیر کا قول پیش کرنا گناہ ہے کہ اس سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کی حدیث کی توہین لازم آتی ہے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کوئی شخص کیسا ہی بلند درجہ اور علم و عقل والا ہو محض ہیچ ہے۔ اس لیے حضرت عمران کو سخت غصہ پیدا ہوا۔ اسی وجہ سے تو اہل حدیث علمار کو جو خالص اہل سنت ہیں مقلد اقوال الرجال اور فقہ کے عاشقوں پر اور پیروں کے مریدوں پر غصہ آتا ہے کہ وہ بھی حدیثوں کے مقابلہ میں اپنے اماموں کی فقہ اور مرشدوں کے اقوال پیش کرتے ہیں جس سے کتاب وسنت کی توہین لازم آتی ہے۔

اکثر سلف اور صلحار خلف نے ایسا ہی غصہ اور انکار کیا ہے اس شخص پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کسی اور کا قول بیان کرے اگرچہ وہ امام ہو۔ ولی ہو۔ ایک ہو یا ہزار ہوں۔ کیونکہ کسی نبی، ولی، امام مجتہد، بادشاہ بلکہ تمام کائنات کا درجہ و مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر نہیں ہو سکتا۔ جب وہ مرتبہ میں مساوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہیں تو ان کی کلام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سے جس کو حدیث اور سنت سے تعبیر کیا جاتا ہے کس طرح مساوی ہو سکتی ہے؟

دراسات اللبیب تحتی خورد کے صنہ میں اس حدیث مذکور پر یہ لکھا ہے: کہ

" اَقُوْلُ وَيُسْتَنْبَطُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ شَنَاعَةُ قَوْلِ مَنْ يَقُوْلُ إِذَا سَمِعَ الْحَدِيْثَ هٰذَا لَا يُوَافِقُ فِقْهَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ أَوْ يَنْقُلُ قَوْلاً مُخَالِفاً فِيْ مُقَابِلِهِ فَضْلاً عَمَّا يَرْتَكِبُ الْحُوْبَ الْكَبِيْرَ فَيَقُوْلُ هٰذَا الْحَدِيْثُ يُخَالِفُ الْفِقْهَ وَنَحْنُ عَامِلُوْنَ بِالْفِقْهِ دُوْنَ الْحَدِيْثِ۔"

" یعنی عمران بن حصینؓ کی حدیث سے یہ مسئلہ مستفاد ہوا کہ جو شخص حدیث نبوی سنکر یہ کہتا ہے کہ یہ فقہ ابو حنیفہ کے خلاف ہے یا کسی کا قول نقل کرے۔ جو حدیث کے معارض ہو تو یہ بہت بُری بات ہے خصوصاً یہ تو صاف کبیرہ گناہ کا ارتکاب ہے کہ یہ حدیث تو ہمارے امام کی فقہ کے خلاف ہے تو ہم اس حدیث کو نہیں مانتے اپنے مذہب کی فقہ پر عمل کریں گے۔

میں کہتا ہوں کہ مقلدین مذاہب اربعہ خصوصاً حنفیہ کا یہی حال ہے کہ انہوں نے حدیثوں کا اور فقہ اماموں کا بٹوارہ کر رکھا ہے جو ان کے مذہب کے موافق ہے اس کو مانتے ہیں اور جو مخالف ہے اس کو مسترد کر دیتے ہیں۔ پھر یہ کس طرح اہل سنت ہو سکتے ہیں۔

نور الہدایہ صنہ۱۳ میں تقریر شرح تحریر سے نقل کیا گیا ہے کہ:

" وَلَيْسَ لِلْعَامِّيِّ الْأَخْذُ بِظَاهِرِ الْحَدِيْثِ بِجَوَازِ كَوْنِهِ مَصْرُوْفاً عَنْ ظَاهِرِهِ أَوْ مَنْسُوْخاً بَلْ عَلَيْهِ الرُّجُوْعُ إِلَى الْفُقَهَاءِ۔۔۔ الخ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"یعنی عام مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر حدیثوں پر عمل نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ بعض تو ظاہر سے پھری گئی ہیں۔ اور بعض منسوخ ہیں۔ بلکہ اپنے مذہب کے فقہا کے اقوال پر عمل کرنا چاہیئے۔"

اب کوئی غور کر کے بتائے کہ جب یہ سنت نبوی پر اس قدر بدظن ہیں۔ اور فقہاء کو معصوم جان کر ان کے اقوال پر عاشق ہیں۔ حالانکہ اقوال میں بھی بیسیوں احتمال قائم ہیں۔ تو پھر یہ اہل سنت کس طرح ہو سکتے ہیں۔

شرح معانی الآثار طحاوی ج ۲ ص ۳۲۱ میں ہے:

"قِيْلَ لَهُ مَا قَالَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُوَ اَوْلٰى مِمَّا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ۔"

"یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول سے مقدم ہے۔"

## امام ابن سیرینؒ کی مقلدین پر ناراضگی

مسند دارمی ص ۶۳ میں ہے کہ قتادہ نے بیان کیا کہ امام ابن سیرینؒ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کی تو ایک شخص نے کہا کہ فلاں امام اور بزرگ تو یوں فرماتے ہیں۔ امام ابن سیرینؒ تابعی نے فرمایا:

"اُحَدِّثُكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُ قَالَ فُلَانٌ كَذَا وَكَذَا لَا اُكَلِّمُكَ اَبَدًا۔"

"یعنی تجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناتا ہوں اور تو اس کے مقابلہ میں کسی کا قول پیش کرتا ہے۔ میں تیرے ایسے گستاخ سے کبھی کلام نہ کروں گا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ لوگ سچے اہل سنت تھے کہ مذہبی حمیت رکھتے تھے کہ جو شخص حدیث کے مقابلہ میں قول لاتا اس کو بُرا جان کر اس سے بائیکاٹ کر دیتے تھے۔ اب مقلدین اور عاملین بالحدیث آپس میں ایک بن رہے ہیں۔ (۱) مقلدین اپنی گستاخی سے باز آتے ہیں (۲) اہلحدیث ان کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔ سب نے دین کو خلط ملط کر رکھا ہے اور اور بعض گورو نانک کا مذہب رکھ کر دونوں کو ٹھیک کہتے ہیں۔ جو سراسر غلط ہے۔

دو رنگی چھوڑ یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

## امام وکیع کا غضبناک ہونا

حنفیہ بڑے فخر سے یہ کہا کرتے ہیں کہ امام وکیع بڑے عالم تھے۔ جو تابعی تھے اور امام ابوحنیفہ کے خاص شاگرد تھے۔ اور وہ حنفی تھے۔ اب ان کا عتاب مقلدین پر سنیئے۔ ترمذی شریف میں ہے امام وکیع نے فرمایا:

" لَا تَنْظُرُوْا اِلٰی قَوْلِ اَهْلِ الرَّاْیِ فِیْ هٰذَا فَاِنَّ الْاِشْعَارَ سُنَّةٌ وَقَوْلُهُمْ بِدْعَةٌ۔ "

" یعنی فقہاء اہل الرای کے قول کو مت دیکھو کیونکہ ان کا قول بدعت ہے حاجی کا قربانی کو اشعار کرنا سنت نبوی ہے۔"

ایک شخص نے کہا کہ ابراہیم نخعی (امام ابوحنیفہ کے دادا استاد) تو اس اشعار کو مثلہ کہتے ہیں۔ امام وکیع نے فرمایا کہ تم کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سناتا ہوں اور تو ابراہیم کا قول پیش کرتا ہے۔ لائق یہ ہے کہ تجھ کو قید کیا جائے۔ اور جب تک تو توبہ نہ کرے تجھے جیل سے نہ نکالا جائے۔

اس سے ثابت ہوا کہ احادیث کے خلاف جس قدر کتب فقہ جمع کر رکھی ہیں۔ یہ بدعت ہیں اور حدیثوں کے مقابلہ میں مروجہ فقہ سے اقوال لا کر پیش کرنا جرم ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## اِشعار کیا ہے؟

جب اونٹوں کو حاجی قربانی کے لیئے بیت اللہ کی طرف لے جائیں تو ان کی کوہان کی دائیں طرف لوہے کا ہتھیار مار کر خون آلودہ کر کے نشان کرنا بردئے حدیث صحیح سنت ہے یہ اشعار ہے حنفیہ اور ان کے امام اس سنت کو نہیں مانتے اس لیئے امام وکیع اس کی تردید کر گئے۔ کہ ان کا مذہب بدعت اور اشعار سنت ہے۔

## حضرت عبادہؓ اور حضرت معاویہؓ کا مقابلہ

دراسات اللبیب تختی خورد صہ ۷۹

میں یہ حدیث وارد ہے کہ عبادہ انصاریؓ صحابی نقیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علاقہ روم میں حضرت معاویہؓ کے ہمراہ ایک جنگ میں شامل تھے انہوں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ سونے کے ٹکڑوں کو اشرفیوں کے ساتھ اور چاندی کے ٹکڑوں کو درہم کے ساتھ بیع کر رہے ہیں تو انہوں نے خطاب عام فرمایا کہ: اے لوگو! تم بیاج کھا رہے ہو۔ کیونکہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ سونا کو سونا کے ساتھ بیع نہ کرو مگر برابر بیع کرو۔ نہ اس میں کسی قسم کی زیادتی ہو اور نہ کسی طرف سے ادھار ہو" حضرت معاویہؓ نے سن کر یہ فرمایا کہ "اے ابوالولید! میں یہ سمجھتا ہوں کہ بیاج محض ادھار کی بیع میں ہے۔ نقد بنقدی میں کوئی حرج نہیں ہے حضرت عبادہؓ نے فرمایا:

"اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُنِيْ بِرَأْيِكَ لَئِنْ اَخْرَجَنِيَ اللهُ سُبْحَانَهٗ لَا اُسَاكِنُكَ بِاَرْضٍ لَكَ عَلَيَّ فِيْهَا اِمْرَةٌ۔"

"یعنی میں تو آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنا رہا ہوں اور آپ مجھے اپنی رائے پیش کر رہے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مجھے ایک بار خیریت کے ساتھ یہاں سے لے گیا تو میں آئندہ ایسے علاقہ میں اقامت اور سکونت نہ رکھوں گا جہاں آپ کی حکومت ہوگی۔"

جب جنگ سے واپس ہو کر مدینہ میں آئے تو یہاں رہائش اختیار کر لی (اس وقت فاروقی خلافت تھی) عبادہؓ کو حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے ابوالولید! آپ ملک شام سے یہاں کیسے تشریف لے آئے ؟ تب انہوں نے تمام قصہ اور معاویہؓ والا تذکرہ سنایا اور کہا کہ میں تو وہاں کی سکونت ترک کر چکا ہوں۔ کہ جہاں حدیثِ رسول کا مقابلہ رائے سے ہو میں وہاں رہنا پسند نہیں کرتا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے ابوالولید! آپ اسی علاقہ میں واپس تشریف لے جائیے اللہ تعالیٰ ایسے علاقہ کا بُرا کرے جس میں آپ جیسے بزرگ نہ ہوں اور اس کو چھوڑ دیں اور معاویہؓ کو یہ حکم نامہ لکھا کہ آئندہ آپ کی حکومت ان پر نہ ہوگی۔ ان کا تعلق براہِ راست میرے ساتھ ہوگا۔ اور لوگوں کو اسی مسئلہ کی تعلیم دے کر اس پر قائم کرو جو ابوالولید حضرت عبادہؓ نے بیان کیا ہے وہی مسئلہ ٹھیک ہے۔" کتبِ حدیث مسلم وغیرہ میں بھی یہ واقعہ مروی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حدیث نبوی کے مقابلہ میں اپنی یا کسی کی رائے پیش کرنا سخت قسم کی گستاخی ہے جس کو کوئی غیور اہل سنت کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔

امام نووی اس حدیث پر لکھتے ہیں:

"وَفِي هٰذَا الْاِهْتِمَامُ بِتَبْلِيْغِ السُّنَنِ وَنَشْرِ الْعِلْمِ وَاِنْ كَرِهَهٗ مَنْ كَرِهَهٗ لِمَعْنًى"۔

"یعنی اس واقعہ سے ظاہر ہوا کہ سنتوں اور حدیثوں اور علم شرعی کی تبلیغ اور اشاعت کی بڑی اہمیت ہے۔ اگرچہ ان مسائل کو کوئی پسند کرے یا نہ کرے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ کلمۂ حق کہہ دینا چاہیئے اگرچہ مقابلہ میں کوئی بڑا شخص حاکم یا بادشاہ ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔

باقی رہا یہ خدشہ کہ حضرت معاویہؓ صحابی تھے اور پکے اہل سنت تھے۔ پھر انہوں نے ایسا کیوں کیا۔ کہ حدیث کے مقابلہ میں اپنی رائے چلانے لگے جو جرم ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت معاویہؓ نے یہ فرمایا تھا کہ:

"مَا بَالُ رِجَالٍ يَتَحَدَّثُوْنَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَادِيْثَ قَدْ كُنَّا نَشْهَدُهٗ وَنَصْحَبُهٗ فَلَمْ نَسْمَعْهَا مِنْهُ۔"

"یعنی کیا حال ہے لوگوں کا کہ وہ ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں جن کو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا بحقیق ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہے۔ اور آپ کی صحبت اٹھائی۔ لیکن ہم نے یہ حدیثیں نہیں سنی ہیں۔"

حضرت عبادہؓ نے اس کا جواب یہ دیا کہ تمام حدیث سنا کر پھر یہ فرمایا:

"لَنُحَدِّثَنَّ بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ كَرِهَ مُعَاوِيَةُ۔"

"یعنی ہم وہ حدیثیں ضرور بیان کریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں۔ اگرچہ معاویہ برا سمجھے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت معاویہؓ نے اپنے علم اور مصاحبت نبوی پر بھروسہ کیا اور حضرت عبادہ پر اعتماد نہ کیا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے جب فیصلہ کیا تو مان گئے پھر یہ صحابہؓ کا برابر کا معاملہ تھا۔ کہ وہ اپنی اپنی یادگیری پر بھروسہ کر لیتے تھے جب غلطی واضح ہو جاتی تو مان جاتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لیکن آج ادنیٰ کا مقابلہ اعلیٰ سے کر کے اعلیٰ چیز کو ٹھکرا رہے ہیں جو ظلم ہے یہود نے من سلویٰ آسمانی رزق بے محنت کو ٹھکرا کر پیاز، لہسن، زمینی رزق ادنیٰ محنت سے ملنے والا قبول کیا تو ان کی مذمت وارد ہوئی۔ اس لیئے رائے کے مقابلہ میں حدیث صحیح کو ٹھکرانے والا شخص مذموم ہے جس کو اہل سنت قرار نہیں دیا جاسکتا ہے

نوحہ گر باشد مقلد در حدیث
جز طمع نبود مراد آں خبیث (مولانا روم)

## حدیث کے مقابلہ میں ابن مسعودؓ کا قول ترک کر دیا

کتاب الآثار امام محمدؒ باب السجود فی ص ۳ میں ہے کہ ابراہیم نخعی اور ابن مسعودؓ نے کہا کہ قرآن کی سورہ ص ۳ میں سجدہ تلاوت نہیں ہے۔ لیکن حدیث میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ ص ۳ میں سجدہ کیا اور فرمایا کہ حضرت داود علیہ السلام نے توبہ کے لیئے کیا تھا اور ہم شکر الٰہی کے لیئے کرتے ہیں۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ ہم تو سورہ ص ۳ میں سجدہ جائز رکھتے ہیں

"وَنَاْخُذُ بِالْحَدِيْثِ"

"اور ہم قول چھوڑ کر حدیث نبوی کو لیتے ہیں۔"

کتاب الآثار امام محمد بَابُ الْاَمَةِ تُبَاعُ اَوْ تُوْهَبُ وَلَهَا زَوْجٌ میں ذکر کرتے ہیں کہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ جو لونڈی خاوند والی ہے اس کو مالک بیچ دے تو اس کی بیع سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اور حدیث بریرہؓ میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے اس کو آزاد کر دیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو اختیار دے دیا۔ امام محمد فرماتے ہیں:

"لَسْنَا نَاْخُذُ بِهٰذَا وَلٰكِنَّا نَاْخُذُ بِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔"

"یعنی ابن مسعود کا قول نہیں لیتے اور حدیث لیتے ہیں۔"

اگر بیع سے طلاق ہو جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اختیار نہ دیتے یعنی حضرت عائشہ رضؓ نے خرید کر آزاد کیا تھا۔

## حدیث کے مقابلہ میں ابن عباسؓ کا قول چھوڑ دیا۔

کتاب الآثار امام محمد میں ہے کہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے گھوڑے کے گوشت کو مکروہ کہا ہے۔ لیکن حدیثوں سے اس کی حلت صاف ثابت ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے بھی گھوڑے کا گوشت مکروہ کہا ہے۔

امام محمد فرماتے ہیں:

" لَسْنَا نَاْخُذُ بِہٖ وَلَا نَرٰی بِلَحْمِ الْفَرَسِ بَاْسًا وَقَدْ جَاءَ فِیْ اِحْلَالِہٖ اٰثَارٌ کَثِیْرَۃٌ۔"

"یعنی ہم امام ابو حنیفہ اور ابن عباسؓ کا قول چھوڑ کر یہ کہتے ہیں کہ گھوڑے کا گوشت حلال ہے اور اس کے حلال ہونے پر کئی حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔"

مقلدین بھی اس طرح حدیثوں کے مقابلہ میں امام اور پیروں کے اقوال ترک کر دیا کریں تو اہل سنت بن جائیں۔ لیکن ترک نہیں کرتے۔ اِلَّا مَاشَاءَ اللہ۔ اس لئے ایسے لوگ اہل سنت نہیں ہیں۔

## اپنے امام کا قول حدیث کے مقابلہ میں ترک کیا

کتاب الآثار امام محمد میں ہے کہ ابراہیم نخعیؒ استاد امام ابو حنیفہؒ نے یہ کہا کہ جمعہ کے دن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اگر کوئی شخص آئے اور امام آخری رکعت کے التحیات میں ہو اور وہ مل جائے تو کھڑا ہو کر دو رکعت نماز جمعہ ادا کرلے۔ مگر حدیث میں آیا ہے کہ اگر ایک رکعت پوری پڑھ لے اور امام کے ساتھ اس کو پائے تو اس نے جمعہ پالیا وہ ایک رکعت اور ملالے۔ اور اگر تشہد میں ملے تو پھر کھڑا ہو کر چار رکعت ظہر پڑھے امام محمد فرماتے ہیں

"لَسْنَا نَاخُذُ بِھٰذَا"

ہم ابوحنیفہ وغیرہ کے قول کو نہیں لیتے حدیث کو لیتے ہیں کیونکہ اس کے متعلق صحابہؓ سے کئی حدیثیں مروی ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کو امام محمدؒ کے مقابلہ میں علم حدیث کم تھا۔ اس لئے جب ان کو حدیث ملتی ہے تو اپنے استاد کا قول چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر آج کل کے مقلدین حنفیہ بھی اس طرح کریں تو سچے پکے اہل سنت ہو جائیں۔

## تین مسائل میں ابن مسعودؓ کا قول ترک کر دیا۔

کتاب الآثار مترجم ص۴۶ میں امام محمد فرماتے ہیں

"لَسْنَا نَاخُذُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فِي الثَّلَاثِ"

"کہ ہم تین مسائل میں ابن مسعودؓ کا قول نہیں لیتے۔"

۱۔ تین شخص جماعت سے نماز پڑھیں تو ایک آگے ہو اور دو پیچھے ہوں۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ سب برابر برابر کھڑے ہوں۔

۲۔ رکوع میں ابن مسعود تطبیق کرتے ہیں اور حدیث میں ہے کہ اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھو۔

۳۔ تیسرا یہ کہ بغیر اذان اور تکبیر کے نماز پڑھنا کافی ہے لیکن دونوں کا کہنا افضل ہے میں کہتا ہوں کہ اس طرح کئی مسائل ابن مسعودؓ کے حدیثوں کے خلاف ہیں۔ مثلاً ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ کہ قرآن کی آخری دو سورتیں قرآن کی نہیں ہیں۔ وہ معوذتین کو قرآن نہیں سمجھتے تھے۔ حالانکہ یہ بالاجماع قرآن کی سورتیں ہیں تو اس میں بھی حنفیہ نے ان کا قول ترک کر دیا ہے۔ اور ان سورتوں کو قرآن تسلیم کر لیا ہے۔ اس طرح اگر رفعیدین وغیرہ مسائل میں بھی ابن مسعود کا قول بمقابلہ احادیث ترک کر دیں تو پھر مقلدین اہل سنت میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح امام ابو حنیفہ کے اقوال بھی ترک کر دیں۔ کہ ان کا درجہ ابن مسعود سے بھی کمتر ہے تو بس پھر سب اہل سنت ہو جاتے ہیں۔ اور تقلید کا نزاع ختم ہو جاتا ہے یہ تقلید مذہبی ہی باعث تفرقہ ہے۔ اور مقلدین اور اہل سنت کے درمیان حد فاصل بنی ہوئی ہے۔

## آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پشیگوئی کا ظہور

یہ جو ایسے فرقے پیدا ہو گئے کہ وہ اقوال ائمہ کی تقلید کر کے احادیث نبویہ کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور بعض ان سے بھی تجاوز کر کے احادیث نبویہ کی حجیت کا بالکل انکار کر دیتے ہیں اور قرآن مجید کے معانی اپنی رائے سے بیان کرتے ہیں۔ جو احادیث نبویہ کی تفسیر اور سلف صالحین کی تشریح کے خلاف ہوتے ہیں یہ سب گمراہ ہیں۔ ان کے پیدا ہونے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پشین گوئی کا ظہور ہو گیا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال بیان فرما دی تھی کہ میری امت میں ایسے فرقے پیدا ہونگے جو دینی مسائل اور شرعی احکام کو اپنی رائے سے بیان کریں گے۔ جس سے حرام حلال ہو جائے گا۔ اور حلال حرام بن جائے گا۔ چنانچہ وہ پشینگوئی مندرجہ ذیل احادیث سے ثابت ہے۔ عوف بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی بِضْعٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً اَعْظَمُھَا فِتْنَۃً قَوْمٌ یَقِیْسُوْنَ الدِّیْنَ بِرَاْیِھِمْ یُحَرِّمُوْنَ بِہٖ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ وَیُحِلُّوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"یعنی میری امت ستر فرقوں سے زائد کئی فرقوں میں بٹ جائے گی۔ اور ان میں سب سے زیادہ بڑا فتنہ اس قوم کا ہوگا جو دینی مسائل میں رائے قیاس سے کام لیں گے جس سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنائیں گے۔"

اس حدیث کو امام ابن القیم نے "اعلام الموقعین" میں اور ابن عبدالبر نے کتاب العلم اور بیہقی نے "مدخل" میں اور طبرانی نے "کبیر" میں اور بزار نے اپنی "مسند" میں اور ہیثمی نے مجمع الزوائد میں ذکر کیا ہے اور علامہ ہیثمی نے کہا ہے کہ راوی اس اسناد کے سب ثقہ ہیں۔

نیز امام ابن عبدالبر نے کتاب العلم میں اور بیہقی نے "مدخل" میں ایک روایت موقوف بیان کی ہے جو حکماً مرفوع ہے۔ کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا، کہ امت میں ایک ایسا فرقہ پیدا ہوگا جو دین میں اپنی رائے سے کام لے گا۔ جس سے اسلام گر جائے گا۔ اور ٹوٹ جائے گا۔

ان روایتوں کی تائید حدیث بخاری سے بھی ہوتی ہے کہ ایسے جہال (یعنی علم حدیث سے جاہل) ظاہر ہوں گے جو اپنی رائے سے فتویٰ دیں گے۔ جس سے وہ خود بھی گمراہ ہو جائیں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

میزان شعرانی ج ۱ ص ۴۶ میں امام شعبی تابعیؒ سے بھی یہی منقول ہے اور ص ۴۸ ج ۱ میں امام جعفر سے روایت کیا ہے:

"مِنْ اَعْظَمِ فِتْنَةٍ تَكُوْنُ عَلَى الْاُمَّةِ قَوْمٌ يَقِيْسُوْنَ فِي الْاُمُوْرِ بِرَأْيِهِمْ فَيُحَرِّمُوْنَ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ وَيُحِلُّوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ۔"

مطلب اس کا وہی جو اوپر بیان ہوا ہے۔

سو یہ پیش گوئی پوری ہوئی کہ ملک عراق میں ایسے فقہا پیدا ہوئے جو علم حدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے جاہل تھے۔ اور وہ ائمہ کے اقوال پہ دین کی بنیاد رکھ کر مسائل رائے قیاس سے استنباط کرتے رہے۔ اور بعد کے لوگ ان کے مقلد ہو کر ان کے اقوال سے مسائل کا استخراج کرتے رہے حتیٰ کہ کتبِ فقہ میں رائے قیاس فقہار کا ایک انبار لگ گیا۔ اور کتب حدیث سے لاپرواہی کی گئی۔ اور فتووں کا دار و مدار ان پہ رکھ کر لوگوں کو ان کی تقلید کرنے کی دعوت دی گئی جس سے اس حدیث میں بیان شدہ پیش گوئی پوری ہو گئی جس کو ابن السکن اور ابن القطان نے روایت کیا ہے۔ اور امام سیوطیؒ نے جمع الجوامع میں نقل کیا ہے۔

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ رِجَالٌ یَدْعُوْنَ النَّاسَ اِلٰی اَقْوَالِ اَحْبَارِهِمْ وَرُهْبَانِهِمْ وَیَعْمَلُوْنَ بِهَا۔ (الحدیث)

"یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ عنقریب میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو لوگوں کو اپنے علمار اور پیروں مرشدوں کے اقوال کی طرف بلائیں گے۔ کہ ان کی تقلید کرو۔ اور خود بھی عمل سے ان کی تقلید کریں گے۔"

اس حدیث کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ سعید بن منصور نے اپنی سنن میں ابراہیم تیمی کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس سے دریافت کیا کہ یہ امتِ محمدیہ کس طرح کئی فرقوں میں ہو کر باہم اختلاف کرے گی جبکہ ان کے پاس کتاب الٰہی ایک ہے ان کا نبی ایک ہے۔ قبلہ ان کا ایک ہے۔ تب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اے امیر المؤمنین اصل وجہ یہ ہے کہ ہم پر قرآن نازل ہوا ہے ہم نے اس کو پڑھا اور ہم کو علم ہے کہ یہ آیت اور یہ حکم فلاں موقع پہ نازل ہوا ہے اور اس کا اصل مقصد یہ ہے۔ ہمارے بعد جو قومیں آئیں گی وہ قرآن کو پڑھیں گی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لیکن ان کو یہ معلوم نہ ہوگا کہ یہ آیت کس بارہ میں نازل ہوئی ہے اور اس کا اصل مقصد کیا ہے ۔تب وہ اپنی رائے سے اس کا مطلب بیان کریں گے جب رائے سے تفسیر ہونے لگے گی تو ان میں باہم اختلاف ہو جائے گا ۔کوئی کچھ کہیگا اور کوئی کچھ کہے گا ۔تب باہم لڑیں گے اور جھگڑیں گے ایک کہے گا میرا مطلب صحیح ہے میری تفسیر ٹھیک ہے ۔ دوسرا کہے گا تیری تفسیر غلط ہے میری صحیح ہے ۔پس اس سے امت میں تفرقہ پڑ جائے گا ۔

میں کہتا ہوں حضرت ابن عباسؓ کا یہ فرمان سولہ آنے صحیح ہے امت میں تفرقہ اسی طرح پڑا ہے ۔شیعہ قرآن کی تفسیر اپنی کرتے ہیں ۔خارجی اپنی کرتے ہیں حنفی دیوبندی اپنی تفسیر کرتے ہیں ۔اور بریلوی حنفی اپنی رائے سے ان سے علیحدہ بیان کرتے ہیں ۔مرزائی اور نیچری ان سب کے خلاف ہو کر اپنی عقل و فکر سے جدا تفسیر کرتے ہیں ۔چکڑالوی ، پرویزیوں نے تو قرآن کو ایک کھلونا بنا رکھا ہے کہ جو جی میں آتا ہے وہی تفسیر کر لیتے ہیں ۔یہ سب فرقے گمراہ ہیں ۔صحیح تفسیر سے علماء اہل سنت قرآن بیان کرتے ہیں ۔جو بروئے احادیث و اقوال سلف صالحین تفسیر کرتے ہیں یہی لوگ حق پر ہیں ۔باقی مقلدین جو اہل سنت کہلاتے ہیں یہ غلط ہے وہ اہل رائے ہیں ۔پہلے رائے قیاس کو انہوں نے ترقی دی تو دیگر احادیث نبویہ سے بدظن ہو کر اپنی رائے سے تفسیر کرنے لگے ۔ ان کا مذہب احادیث کے خلاف تھا ۔کیونکہ ان اہل رائے کا شغل علم حدیث میں کم رہا ہے اس لیے انہوں نے ایسے ایسے اصول ایجاد کیے جن سے حدیث کی وقعت ختم ہو گئی ۔ایک یہ اصول قائم کیا کہ جو صحابی غیر فقیہہ ہو گا اس کی روایت خلافِ قیاس ہو گی تو قبول نہ کی جائے گی ۔ دیگر یہ اصول کہ جو حدیث خبر واحد ہو گی وہ قرآن کے عام حکم کی مخصص نہ ہو گی ۔کوئی یہ اصول بنایا کہ جس روایت سے ہمارا امام مجتہد استدلال کرے گا وہ صحیح سمجھی جائے گی ۔خواہ محدثین اس کو ضعیف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کہیں ۔ وغیرہ ۔ تو ایسے باطل اصولوں سے بہت سی صحیح حدیثیں متروک ہوگئیں اور انہوں نے یہ قانون نافذ کر دیا کہ عام علماء لوگ احادیث سے استدلال نہیں کر سکیں گے ان کو چاہیئے کہ اپنے مذہب کے فقہاء کے اقوال کی پیروی کریں ۔ بس اسی سے گمراہی پھیل گئی ۔

دراسات اللبیب کے صہ ۸۳ میں علامہ محمد معین سندھی حنفی نے یہ صحیح قرار دیا ہے کہ

" فَاَیُّ تَوَقُّفٍ فِیْ حُرْمَةِ اَقْوَالِ الْمُجْتَرِئِیْنَ الْیَوْمَ فِیْ مُعَارَضَةِ الْاَحَادِیْثِ عَلٰی اِعْتِقَادِهِمْ بِاَنَّا کُلِّفْنَا اِلَّا الْعَمَلَ بِاَقْوَالِ الْفُقَهَاءِ فَذَهَبُوْا وَاَذْهَبُوْا ۔ "

" یعنی ان مُلا مولویوں کے اقوال اور باتوں کو حرام گناہ کہنے میں کیا توقف ہو سکتا ہے جو آج بڑی دلیری سے احادیث کا معارضہ فقہاء کے اقوال سے کر کے ان کو ترک کر رہے ہیں ۔ اس اعتقاد کی بناء پر کہ ہم تو فقہاء کے اقوال پر عمل کرنے کے مکلف ہیں ۔ حدیثوں کے نہیں ۔ پس یہ خود بھی راہ حق سے پھسل گئے اور لوگوں کو بھی پھسلا گئے ہیں ۔

علامہ محمد معین سندھی نے دراسات اللبیب کے صہ ۸۵ میں امام ھروی کے طریق سے یہ روایت مرفوعاً ذکر کی ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" تَعْمَلُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ بُرْهَةً مِّنَ الزَّمَانِ بِکِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ تَعْمَلُ بَعْدَ ذٰلِكَ بُرْهَةً بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَعْمَلُ بَعْدَ ذٰلِكَ بُرْهَةً بِالرَّاْیِ فَاِذَا عَمِلُوْا بِالرَّاْیِ فَقَدْ ضَلُّوْا ۔ "

" یعنی یہ امت کچھ زمانہ ابتداء میں تو صرف قرآن پر عمل کرتی رہی کہ اس وقت صرف توحید اور اعتقادی مسائل اور اصول اسلام کا بیان تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پھر ایک عرصہ تک سنت پر عامل رہی۔ جب اسلام پھیل گیا اور فروعات کے احکام حدیثوں میں بیان ہو گئے پھر رائے پر عمل کرنے لگی جب رائے پر عمل ٹھہر گیا تو پھر امت گمراہ ہو گئی۔"

یہ امت کی گمراہی اکثریت اور اغلبیت کے اعتبار سے ہے ورنہ دوسری صحیح حدیث میں وارد ہے کہ ایک فرقہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی چنانچہ بخاری، مسلم وغیرہ کتب حدیث میں یہ حدیث وارد ہے۔

"لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي قَائِمِينَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ۔"

"یعنی ایک طائفہ میری امت کا ہمیشہ حق پر قائم رہے گا جنہیں مخالفین مٹا نہیں سکیں گے۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔"

یہ فرقہ ناجیہ ہے جسے ہم پہلے حدیث افتراق میں ذکر کر چکے ہیں۔ باقی فرقے ناری ہیں۔ اس ناجیہ فرقہ کا نام اہل سنت اور اہل حدیث ہے۔

## طائفہ اہل حق اور فرقہ ناجیہ اہل حدیث ہے

اس حدیث میں جس طائفہ قائم علی الحق کا ذکر ہے اس سے مراد اہل حدیث ہیں اور یہی اہل السنۃ ہیں۔ (مفتاح الجنۃ للسیوطیؒ ص ۴۸)

شرف اصحاب الحدیث ص ۲۶ میں حضرت عبداللہ بن مبارکؒ معتبر تابعی جن کو امام بخاریؒ نے اعلم زمانہ قرار دیا ہے اس حدیث کی تفسیر میں یہ فرماتے ہیں کہ

"هُمْ اَهْلُ الْحَدِيْث۔"

"وہ طائفہ اہل حدیث کا ہے۔"

دوسرے شاہد امام علی بن مدینی جو رئیس المحدثین امام الدنیا فی الحدیث بخاریؒ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے استاد ہیں وہ اس حدیث کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

"ھُمْ اَھْلُ الْحَدِیْثِ۔"

"وہ طائفہ اہل حدیث کا ہے۔" (مشکوٰۃ شریف صفحہ آخر مفتاح الجنۃ ص۱۸)

امام بخاری امام المحدثین فرماتے ہیں:

"ھُمْ اَھْلُ الْحَدِیْثِ۔"

"کہ وہ طائفہ اہل حدیث ہے۔"

(شرف اصحاب الحدیث ص۲۷ ومشکوٰۃ صفحہ آخر)

امام الائمہ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

"اِنْ لَّمْ یَکُوْنُوْا اَھْلَ الْحَدِیْثِ فَلَا اَدْرِیْ مَنْ ھُمْ۔" (رواہ الحاکم فی علوم الحدیث، آداب شریعہ ج ۱ ص۲۳۷۔ شرف اصحاب الحدیث ص۲۶، مشکوٰۃ صفحہ آخر)

"یعنی وہ طائفہ اہل حدیث ہے اگر اہل حدیث نہیں تو پھر میں نہیں جانتا کہ وہ کونسا فرقہ ہے۔"

امام احمدؒ نے یہ اس لیئے فرمایا کہ حنفی، شافعی وغیرہ فرقوں کا تو اس وقت وجود ہی نہ تھا۔ یہ تو چہارم صدی کی پیداوار ہیں۔ باقی فرقے رافضی۔ خارجی۔ قدریہ مرجیہ معتزلہ جہمیہ وغیرہ فرقے ان ائمہ دین کے نزدیک گمراہ تھے۔ تو اس وقت اہل حدیث ہی موجود تھے جو کتاب و سنت پر اپنا عقیدہ وعمل رکھتے تھے۔ اور خود ائمہ محدثین امام احمدؒ، امام شافعیؒ، امام علی بن مدینی، امام بخاری وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ بھی اہل حدیث تھے اس لیئے انہوں نے اہل حدیث کو طائفہ اہل حق قرار دیا ہے۔

امام جلیل شیخ احمد بن سنان فرماتے ہیں:

"ھُمْ اَھْلُ الْحَدِیْثِ۔"

"کہ وہ طائفہ اہل حدیث ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رئیس الاولیاء، وسید الاتقیاء، امام الصوفیہ حضرت شیخ المشائخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اَمَّا الْفِرْقَۃُ النَّاجِیَۃُ فَھِیَ اَھْلُ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ الْمُلَقَّبُ بِہٖ اَھْلُ الْحَدِیْثِ۔ (غنیۃ الطالبین مطبوعہ مصر ص۹۵)

یعنی فرقہ ناجیہ اہل سنت ہیں جن کا دوسرا لقب اس کے مترادف اہل حدیث ہے۔"

یعنی اہل سنت اور اہل حدیث ایک ہی طائفہ کے نام ہیں۔ دو فرقوں کے نہیں ہیں۔ اہل سنت، اہل حدیث، اصحاب الحدیث، اہل الاثر سب مترادف نام ہیں حضرت شیخ جیلانی نے غنیہ میں سب کا اطلاق ایک گروہ ناجیہ پر کیا ہے۔ اور ان کا عقیدہ و عمل کتاب وسنت پر بتایا ہے۔ اور سب کو کتاب وسنت پر قائم رہنے کی تاکید کی ہے یہی مسلک اہل حدیث کا ہے اور یہی اصل دین ہے۔ ؎

اصل دین آمد کتاب اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفیٰ بر جان مسلم داشتن

غنیہ ص۱۹۲ میں ہے:

"فَاَھْلُ السُّنَّۃِ طَائِفَۃٌ وَّاحِدَۃٌ۔"

"کہ اہل سنت کا گروہ ایک ہی ہے۔"

گمراہ فرقے اس ناجیہ گروہ کو طرح طرح کے ناموں، لقبوں سے پکارتے ہیں۔ مگر شیخ جیلانی سب کی تردید فرما کر یہ ارشاد کرتے ہیں

"وَمَا اسْمُھُمْ اِلَّا اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ وَاَھْلُ السُّنَّۃِ۔"

"یعنی اس طائفہ کا نام صرف اہل حدیث اور اہل سنت ہے۔" جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

20155

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پھر اہل بدعت فرقوں کا نام بنام شمار کیا ہے جن میں حنفیہ کا ذکر بھی کیا ہے اور ان سب کو فرقہ ناجیہ سے خارج قرار دیا ہے۔ اور ان کی علامت یہ بتائی ہے
" فَعَلَامَةُ اَهْلِ الْبِدْعَةِ الْوَقِيْعَةُ فِىْ اَهْلِ الْاَثَرِ "
" یعنی اہل بدعت کی پہچان یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کی مذمت کریں گے اور ان پر طعن کریں گے۔"

میں کہتا ہوں کہ یہ علامت بالکل ٹھیک ہے۔ اہل حدیث کو وہی لوگ برا کہتے ہیں جو اہل بدعت ہیں۔

اب ہم دو گواہ ایسے پیش کرتے ہیں جو خاص حنفی مذہب کے ہیں۔ ان کی شہادت سے بھی صاف یہ ظاہر ہے کہ طائفہ اہل حق فرقہ ناجیہ اہل حدیث ہیں۔
" اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ "
" کہ بزرگی اور صداقت اسی چیز میں ہوتی ہے جس کو مخالف بھی تسلیم کر کے اس کی شہادت دے۔"

طحطاوی ج ۴ ص ۱۵۳ کتاب الذبائح میں ـــــ کسی کا یہ قول ذکر کر کے کہ اہل سنت چار مذاہب میں جمع ہو چکے ہیں۔ پھر ان کی تردید کرنے کے لئے امام الحنفیہ طحطاوی یہ فرماتے ہیں جس کا ترجمہ نقل کرتا ہوں کہ:

" اگر تو سوال کرے کہ تو نے کس طرح جان لیا کہ تو ہی صراط مستقیم پر ہے۔ حالانکہ ہر فرقہ ان مختلف فرقوں میں سے دعویٰ رکھتا ہے کہ میں ہی راہ راست پر ہوں تو میں اس سوال کا جواب یہ دوں گا کہ کسی فرقہ کا راہ راست پر ہونا محض دعویٰ کرنے اور وہم قاصر اور خیالی قول کے استعمال سے نہیں ہوتا۔ بلکہ راہ راست پر ہونا اس طرح ثابت ہوگا کہ اول اس فن کے نقاد اور اہل حدیث کے ان علماء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے احادیث نقل کی جائیں جنہوں نے صحیح صحیح حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امور و احوال ، افعال و حرکات و سکنات میں و نیز صحابہؓ و مہاجرینؓ و انصارؓ کے احوال میں اور نیز ان لوگوں کے احوال میں جمع کی ہیں جنہوں نے رسول اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے قول کے ساتھ پیروی کی ۔ جیسے امام بخاری ، امام مسلم اور ان کے سوا اور ثقہ محدثین جو مشہور ہیں ۔ جن کی ان احادیث کی صحت پر اہل مشرق و مغرب کا اتفاق ہے اور جو انہوں نے اپنی کتابوں میں دربارہ امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و دربارہ امور صحابہ کرام کے درج کی ہیں ۔ پھر ان احادیث مذکورہ کی نقل کے بعد دیکھا جائے کہ کون شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہؓ کے چال چلن کے ساتھ تمسک کرتا ہے ۔ اور ان کے پیچھے چلتا ہے اور اصول و فروع دونوں میں ان کی سیرتوں کے موافق راہ یافتہ ہے ۔ تب حکم کیا جاوے گا کہ شخص مذکور اس فرقہ میں سے ہے جو راہ راست پر ہے ۔ یہی وہ معیار ہے جو حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے ۔ اور ان لوگوں کے درمیان جو راہ راست پر ہیں ۔ اور ان لوگوں کے درمیان جو صراط مستقیم سے ادھر اُدھر ہو رہے ہیں ان میں تمیز کرنے والا ہے ۔"

امام طحطاوی کا یہ فرمان بالکل صحیح ہے اور حدیث میں جو تعریف فرقہ ناجیہ کی وارد ہے ،

" مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ ۔"

" کہ طائفہ ناجیہ وہ ہے جو اس راستہ پر چلتا ہے جس پر میں اور میرے صحابہؓ چلتے ہیں ۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ فرمان طحطاوی کا اس کی تفسیر و تشریح ہے ۔ پس مقلدین امام واحد کے اس معیار کی رو سے اہل حق سے خارج ہو گئے ۔ کیونکہ وہ اپنے اپنے اماموں کی نہایت پابندی سے تقلید کرتے ہیں اور امام واحد کا مقلد تمام سنن نبویہ پر عمل نہیں کر سکتا ۔ جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں ۔ ان چار فرقوں کا باہم اختلاف صاف یہ بتا رہا ہے کہ ہر مذہب میں کچھ نہ کچھ مذہب کا خلاف ہے کیونکہ تمام سنن نبویہ کسی ایک مذہب میں جمع نہیں ہیں پس عند الاختلاف جو مذہب کسی حدیث کے موافق ہو گا اتنے حصے میں وہ حق پر ہو گا ۔ اس طرح ہر مذہب میں حق علی سبیل الدوران ہے یعنی کسی مسئلہ میں کوئی مذہب حق پر ہوتا ہے اور کسی مسئلہ میں کوئی مذہب ہوتا ہے تو تمام کا امتیاز کرنا پڑتا ہے ۔ پس جو تمام فرقوں کے مسائل اصولی و فروعی پر طائرانہ نظر کر کے ان کے دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے احادیث نبویہ کو لے لیتا ہے ۔ اور اس پر اپنے اصول اور فروع کا دار و مدار رکھتا ہے اور کسی ایک مذہب کا مقید ہو کر کسی حدیث نبوی کو ترک نہیں کرتا وہ اہل سنت اور اہل حدیث ہے ۔ مذہب اہلحدیث احادیث نبویہ و اقوال صحابہ کرام کا نگران ہے ۔ ائمہ کے اقوال کا نگران نہیں ہے جیسے مقلدین ہیں وہ کتب فقہ پر دار و مدار عمل کا رکھتے اور احادیث کو ٹھکراتے ہیں ۔

دوسرے شاہد حنفی علامہ مخدوم محمد معین سندھی ہیں ۔ وہ دراسات اللبیب کے ص۳۰۱ میں فرماتے ہیں ۔

" اَمَّا اَصْحَابُ الظَّوَاهِرِ فَهُمْ اَهْلُ الْحَدِيْثِ خَيْرُ اَهْلِ الْحَدِيْثِ خَيْرُ اَهْلِ الْعَمَلِ عَلَى الْاَرْضِ وَخِيَارُ الْعُلَمَاءِ وَسَادَاتُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَالْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاَهْلُ السُّنَّةِ يَقُوْلُوْنَ بِوُجُوْهِ الْاِسْتِنْبَاطِ جَمِيْعِهَا اِلَّا بِالْقِيَاسِ الْخَفِيِّ الَّذِيْ يَقُوْلُ بِهٖ اَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ ــــــ الخ ـ "

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"یعنی اصحاب ظواہر جو ظاہر نصوص کتاب و سنت پر عامل ہیں وہی اہل حدیث ہیں اور اہل حدیث ہی روئے زمین پر بہترین عاملین، اور بہترین علماء ہیں اور اس امت محمدیہ کے سردار ہیں اور ان شاء اللہ یہی لوگ اہل سنت اور فرقہ ناجیہ ہیں جو نصوص شرعیہ سے مسائل استنباط کرنے کے قائل ہیں مگر فقہاءِ اہل الرائے کی طرح ایسے خفی قیاس اور رائے نہیں کرتے کہ ایک علت نکال کر پھر اس کو تمام مسائل میں متعدی کرتے چلے گئے۔ اور رائے کا ایک انبار لگا کر رکھ دیا۔

علماءِ اہل الرای محدثین اور علماءِ اہل حدیث کو اصحاب الظواہر کہتے ہیں چنانچہ نزہۃ الخواطر مع معجم الامکنہ ص۲۵ میں شاہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ دہلوی کے شاگرد رشید مولانا فخر الدین سامانوی ثم الدہلوی فرماتے ہیں:

"فَالْفُقَهَاءُ سَمَّوُا الْمُحَدِّثِيْنَ أَصْحَابَ الظَّوَاهِرِ لِأَنَّهُمْ يَعْتَمِدُوْنَ مُجَرَّدَ الْخَبَرِ وَيَطْلُبُوْنَ الْإِسْنَادَ الصَّحِيْحَ۔"

"یعنی فقہاء محدثین کو اصحاب الظواہر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ صرف حدیث نبوی پر اپنے مذہب کا دار و مدار رکھتے ہیں۔ اور ہر حدیث کو سند صحیح سے تلاش کرتے ہیں۔"

علامہ محمد معین فرماتے ہیں کہ:

"إِنَّمَا سَمَّوْا أَهْلَ الظَّوَاهِرِ لِعَدَمِ رُؤْيَتِهِمْ صَرْفَ النُّصُوْصِ عَنْ ظَوَاهِرِهَا بِتَأْوِيْلٍ (إِلَى آخِرِ قَوْلِهِ) وَالتَّأْوِيْلُ سِوَى الْحَاجَةِ الْمَذْكُوْرَةِ حَرَامٌ عِنْدَهُمْ۔"

"یعنی اہل حدیث کو فقہاء اہل الظواہر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ نصوص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شرعیہ کو کسی تاویل سے ان کے ظاہر سے بغیر کسی حاجتِ سخت اور تعارض کے نہیں پھیرتے۔ اور تاویل کرنے کو حرام جانتے ہیں۔"

مقلدین تو احادیث کی تاویل اس لیے کرتے ہیں کہ ان کو اپنے امام کے اقوال کے مطابق بنائیں۔ ورنہ وہ اقوال امام کے باطل ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اہل حدیث کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔

پھر علامہ محمد معین نے امام الدنیا فی الحدیث امام بخاری کو اصحاب الظواہر میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"وَفِي أَصْحَابِ الظَّوَاهِرِ مِثْلُ إِمَامِ الْأَئِمَّةِ قِبْلَةِ مَشَايِخِ السُّنَّةِ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔" (دراسات اللبیب صـ۳)

"یعنی اصحاب الظواہر میں اماموں کے امام اور اہل السنہ کے قبلہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی شمار ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ایک امام بخاریؒ کیا تمام ائمہ محدثین امام شافعی اور امام احمد، امام مسلم وغیرہ اصحاب صحاح ستہ اور اہل حدیث سلف و خلف اصحابُ الظواہر میں شمار ہیں۔

## اہلُ الرّائے کون ہیں؟

ملا حبیب اللہ قندھاری ابجد التاریخ میں فرماتے ہیں:

"إِنَّ الصَّفَدِيَّ قَيَّدَ فِقْهَ أَبِي حَنِيْفَةَ بِالرَّأْيِ وَالْقِيَاسِ وَكَأَنَّهُ هُوَ مُرَادُ الذَّهَبِيِّ وَلِهٰذَا انْتَسَبَ فِقْهُ الشَّافِعِيِّ إِلَى الْحَدِيْثِ تَمْيِيْزًا وَيُوَافِقُ هٰذَا مَا اشْتَهَرَ مِنْ أَنَّ أَبَا حَنِيْفَةَ مِنْ أَصْحَابِ الرَّأْيِ وَالشَّافِعِيُّ مِنْ أَصْحَابِ الظَّوَاهِرِ" (حدیث الغاشیہ صـ۱۴۵)

"یعنی بے شک علامہ صفدی نے فقہ ابو حنیفہ کو رائے قیاس پر منحصر کیا ہے گویا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



امام ذہبی کی مراد بھی یہی ہے کہ میزان میں ان کو امام اہل الرائے لکھا ہے۔ اسی لیے انہوں نے فقہ شافعی کو حدیث کی طرف منسوب کیا ہے تاکہ دونوں میں تمیز ہو جائے۔ کہ امام ابو حنیفہ اہل الرائے سے ہیں اور امام شافعی اہل ظاہر سے ہیں۔

امام شہرستانی اپنی مستند تصنیف "الملل والنحل" مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲ میں فرماتے ہیں:

"اَصْحَابُ الرَّاْيِ هُمْ اَهْلُ الْعِرَاقِ هُمْ اَصْحَابُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ النُّعْمَانِ ... الخ۔"

"یعنی اہل الرائے سے مراد عراقی لوگ امام ابو حنیفہ کے مقلدین ہیں۔

اسی طرح مقدمہ ابن خلدون اور دیگر کتبِ تاریخ اور کتبِ شروحِ حدیث وکتب اسماء الرجال میں ہے:

جب یہ لوگ اہل الرائے ہوئے تو اہل سنت نہیں ہو سکتے کیونکہ اہل سنت کی تعریف ان پر صادق نہیں آتی۔ جیسے کہ پہلے اس کی تفصیل ہو چکی ہے۔ مسائل کے تقابل سے بھی اہل حدیث اور اہل رائے کا امتیاز کر لیں۔ اس امتحان سے بھی یہ اہل رائے لوگ اہل سنت ثابت نہ ہوں گے۔

طحطاوی مطبوعہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۳۵ میں خود امام ابو حنیفہ صاحب کا اپنا بیان ہے کہ جب میرا ارادہ علم حاصل کرنے کا ہوا تو میں غور و فکر کرنے لگا کہ کون سا علم اچھا ہے۔ سو میں اہل علم لوگوں سے علموں کے فائدے اور انجام پوچھنے لگا۔ (حفظ قرآن، حفظ حدیث، علم نحو و عربیت وغیرہ میں نقائص معلوم کرنے کے بعد) آخر یہ فرماتے ہیں کہ:

"لَيْسَ لِيْ فِي الْعُلُوْمِ اَنْفَعُ مِنْ هٰذَا فَلَزِمْتُ الْفِقْهَ وَتَعَلَّمْتُهٗ۔"

"یعنی میں نے کہا کہ میرے لیے علم فقہ سے بڑھ کر کوئی علم مفید نہیں ہے پس میں نے علم فقہ کو لازم کر کے خوب حاصل کیا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تاریخ خمیس میں ہے امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں :

" قَوْلُنَا هٰذَا رَأْیٌ "

" یعنی ہمارے اقوال محض رائے ہیں ۔"

حیوٰۃ الحیوان میں امام جعفر صادق اور امام ابوحنیفہ کا تذکرہ درج ہے۔ امام جعفر نے امام ابوحنیفہ کو نصیحت فرمائی کہ خدا سے ڈرو اور دین میں اپنی رائے اور قیاس سے کام مت لو کہ سب سے پہلے رائے سے کام ابلیس نے لیا تھا تو وہ گمراہ ہوا۔ ہم اہل حدیث اور ہمارے مخالف اہل الرای لوگ جب دربارِ الٰہی میں کھڑے ہوں گے تو ہم یوں کہیں گے :

" قَالَ اللّٰهُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ "

" یعنی فلاں مسئلہ میں اللہ، رسول یوں فرماتے ہیں ۔"

آپ اور آپ کے ساتھی تمام اہل الرائے یوں کہیں گے ۔

" سَمِعْنَا وَرَأَیْنَا "

" یعنی ہم نے سنا اور یوں رائے قائم کی ۔"

پھر اللہ تعالیٰ ہمارے تمہارے درمیان جس طرح چاہے گا فیصلہ کرے گا۔

امام سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء ص ۲۶۱ میں منصور خلیفہ کے زمانہ کا حال لکھا ہے۔ کہ اس وقت کس نے کون کون سا کام سرانجام دیا ہے۔ دیگر علماء اسلام کا کام حدیث وغیرہ کی تدوین لکھی ہے اور امام ابوحنیفہ کی بابت لکھا ہے :

" صَنَّفَ اَبُوْحَنِیْفَةَ الْفِقْهَ وَالرَّأْیَ ۔"

" یعنی امام ابوحنیفہ نے فقہ اور رائے کو تصنیف کیا ۔"

اس سے ظاہر ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے تفسیر قرآن اور علم حدیث میں مہارت حاصل نہیں کی۔ اسی لیے کتبِ حدیث متداولہ میں ان سے عام طور پر حدیثیں مروی نہیں ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہاں کتب فقہ میں ان کے اقوال اور رائے قیاس نقل کر کے انبار لگا رکھا ہے۔

حجۃ اللہ میں جناب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اہل حدیث اور اہل رائے کا خوب فرق ظاہر کیا ہے۔ اہل الرائے کی بابت صاف یہ لکھا ہے کہ:

"لم یکن عندھم من الاحادیث والآثار۔"

"یعنی اہل رائی کے پاس علم حدیث اور علم آثار محدثین کی طرح نہ تھا۔"

نیز یہ لکھا ہے کہ:

"وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى الْفِقْهِ بِنَاءُ الدِّيْنِ فَلَا بُدَّ مِنْ إِشَاعَتِهٖ وَيَهَابُوْنَ رِوَايَةَ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔"

"یعنی یہ کہتے تھے کہ فقہ ہی پر دین کا دارومدار ہے۔ اس کی اشاعت ضرور کرنی چاہیئے۔ اور روایتِ حدیث سے یہ لوگ ہیبت کھاتے تھے۔"

میں کہتا ہوں کہ پہلے دن سے آج تک ان کا یہی عمل ہے کہ مدارس میں کتبِ فقہ پر زیادہ زور ہے۔ کتبِ حدیث کو صرف تبرکاً پڑھتے اور عبور کر لیتے ہیں۔

## اقسامِ فقہ

یہ بات یاد رہے کہ فقہ دو قسم کی ہے ایک وہ جو محدثین نے کتاب و سنت سے مسائل استنباط کیئے اور اصول سے فروع کا استخراج کیا یہ تو عین حق ہے۔ دوسرا یہ طریقہ کہ اپنے ائمہ کے اقوال و آثار جمع کیئے پھر ان سے اصول قائم کیئے اور ان میں سے علتیں خفیہ نکالیں۔ اور پھر فروعات کو قیاس سے نکالا۔ اور ایسے فرضی مسائل تیار کیئے جن کا آج تک کوئی وجود اور وقوع نہیں پایا گیا۔ اس قیاس در قیاس سے کتب فقہ کے دفتر تیار کیئے گئے ہیں جو اکثر لغو اور بالکل لچر ہیں۔

علامہ ابن خلدون نے فقہ اہل حدیث اور فقہ اہل رای کا فرق بتایا ہے اور یہ لکھا ہے کہ:

"وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا مَذْهَبُ أَهْلِ الرَّأْيِ مِنَ الْعِرَاقِ وَأَهْلِ الْحَدِيْثِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مِنَ الْحِجَازِ ۔"

"یعنی ان مذاہب میں سے دو ہی باقی رہ گئے ایک عراق میں اہل رای کا اور دوسرا حجاز میں اہل حدیث کا ۔"

نیز علامہ ابن خلدون نے مقدمہ تاریخ میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

"کان الحدیث قلیلا فی اھل العراق ۔"

"یعنی اہل عراق میں علم حدیث بہت تھوڑا تھا ۔"

قیام اللیل امام مروزی کے ص۱۲۳ میں ہے ۔ امام عبداللہ بن مبارکؒ تابعی جو اپنے زمانہ کے مشہور علماء میں سے ہیں یہ فرماتے ہیں کہ:

"کان ابوحنیفہ یتیما فی الحدیث ۔"

"یعنی امام اہل رای ابوحنیفہ علم حدیث میں یتیم تھے ۔"

امام نسائیؒ فرماتے ہیں:

"اَبُوْحَنِیْفَةَ لَیْسَ بِاَھْلٍ فِی الْحَدِیْثِ وَھُوَ کَثِیْرُ الْغَلَطِ وَالْخَطَاءِ عَلٰی قِلَّةِ رِوَایَتِہٖ ۔"

"یعنی امام ابوحنیفہ حدیث میں قوی نہیں ہیں ۔ اور وہ قلیل الروایت ہونے کے ساتھ ساتھ بہت غلطی اور خطا کرتے تھے ۔" (کتاب الضعفاء ص۳۵)

اسی طرح امام بخاریؒ، امام علی بن مدینیؒ، ابن عدیؒ، امام دارقطنی وغیرہ نے ابوحنیفہ کو ضعیف قرار دیا ہے ۔

مناقب الشافعی امام رازی کے صفحہ ۱۴۲ میں امام احمد کا فرمان منقول ہے کہ:

"لَا رَاْیَ وَلَا حَدِیْثَ ۔"

"یعنی امام ابوحنیفہؒ کی نہ رائے کام کی ہے اور نہ حدیث کام کی ہے ۔"

تحقیق مکمل ترجمہ مختصر مؤمل کے ص۴۳ میں ہے امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا: کہ سب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اکابر صحابہؓ کی مرویات کے مقابلہ میں تو میں اپنی رائے چھوڑ دونگا۔ مگر ابو ہریرہؓ، انس ابن مالکؓ، اور سمرہ بن جندبؓ کی حدیثوں کے مقابلہ میں جو خلاف قیاس ہوں گی۔ میں رائے نہ چھوڑ دوں گا۔ اور ان کی حدیثوں کو قبول نہ کروں گا۔"

میں کہتا ہوں کہ ابو حنیفہؒ کے اس قول کی بنا پر اصول فقہ کی کتابوں "اصول شاشی" "نور الانوار" وغیرہ میں یہ اصول وضع کیا گیا کہ یہ راوی غیر فقیہ ہیں۔ ان کی روایتیں خلاف قیاس امام قبول نہ ہوں گی۔ چونکہ اکثر احادیث انہی سے مروی ہیں اس لیے کتب فقہ کے مسائل فقہیہ ان صحابہؓ کی احادیث کے خلاف ہیں۔ بنابریں یہ اصول بنایا گیا۔ تو پھر کس طرح اس مذہب اہل الرای کو اہل سنت قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہ مذہب تو رائے و قیاس پہ مبنی ہے۔ علم حدیث سے ان لوگوں کا شغل بہت کم رہا ہے جناب شاہ ولی اللہ مرحوم اپنے رسالہ انصاف کے ص۲۲ میں انصاف سے یہ فرما گئے ہیں کہ

"وَاشْتِغَالُهُمْ بِعِلْمِ الْحَدِيْثِ قَلِيْلٌ قَدِيْماً وَحَدِيْثاً۔"

"یعنی حنفیوں کا شغل علم حدیث میں نہایت کمتر رہا ہے پہلے زمانہ میں بھی اور اب بھی یہی حال ہے۔"

علامہ شبلی نعمانی نے اپنی کتاب سیرۃ النعمان ص۱۴۱ میں باوجود حنفی ہونے کے اور حنفی مذہب کی بے جا حمایت کرنے کے یہ تسلیم کیا ہے کہ دو فرقے تھے ایک اہل حدیث جو صرف حدیثوں میں شغل رکھتے تھے دوسرا اہل رای جو استخراج مسائل میں مشغول تھے۔

تاریخ ابن خلدون ج ۱ ص۳۷۲ میں ہے:

"كَانَ الْحَدِيْثُ قَلِيْلًا فِيْ اَهْلِ الْعِرَاقِ لِمَا قَدَّمْنَاهُ فَاسْتَكْثَرُوْا مِنَ الْقِيَاسِ وَمَهَرُوْا فِيْهِ فَلِذٰلِكَ قِيْلَ اَهْلُ الرَّأْيِ وَمُقَدَّمُ جَمَاعَتِهِمُ الَّذِيْ اسْتَقَرَّ الْمَذْهَبُ فِيْهِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



واصحابہ ابوحنیفۃ ۔"

"یعنی اہل عراق میں حدیث نبوی بہت کم تھی جس کی وجہ پہلے بیان ہو چکی ہے۔ پس انہوں نے رائے قیاس سے زیادہ کام لیا اور اس میں وہ خوب ماہر ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کو اہل رائے کہا گیا ہے۔ اس اہل الرای جماعت کے سردار جن میں یہ مذہب قائم ہوا امام ابوحنیفہ ہیں۔"

جب ان تمام حوالہ جات سے یہ خوب ثابت ہو گیا کہ عراقی کوفی لوگ اہل الرای تھے۔ اور ان کے مذہب کا دارومدار زیادہ رائے قیاس پر تھا۔ تو اب ان کا انجام سن لیں کہ یہ سراسر گمراہی ہے جیسے ہم پہلے حدیثوں سے رائے قیاس کی برائی ذکر کر چکے ہیں۔ علاوہ ازاں جامع البیان صفحہ ۱۳۲ کے حاشیہ پر تفسیر معالم سے یہ روایت منقول ہے:

"قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَوَّلُ مَنْ قَاسَ اِبْلِیْسُ فَاَخْطَأَ الْقِیَاسَ فَمَنْ قَاسَ الدِّیْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ رَاْیِهٖ قَرَنَهُ اللّٰهُ مَعَ اِبْلِیْسَ قَالَ ابْنُ سِیْرِیْنَ مَا عُبِدَتِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ اِلَّا بِالْقِیَاسِ۔"

"یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ سب سے پہلے شیطان نے قیاس کیا اور اس نے قیاس میں خطا کی پس اب جو شخص دین میں اپنی رائے سے قیاس کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ شیطان کے ساتھ ملائے گا۔ امام ابن سیرین نے فرمایا: کہ سورج اور چاند کی عبادت بھی قیاس سے کی گئی ہے۔"

میں کہتا ہوں کہ دنیا میں تمام امور شرکیہ و بدعیہ قیاس ہی سے پیدا کیے گئے ہیں اس لیے دین میں رائے قیاس کرنا سراسر گمراہی ہے اہل رائے اس جرم سے بچنے کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رائے کی دو قسمیں قرار دیتے ہیں۔

ایک یہ کہ اپنی خواہش سے دین کی حقیقت اور اس کے احکام کو بدل ڈالے اور اس کے حلال کو حرام کر دے اور حرام کو حلال بنا دے۔ اور عمداً نص کے خلاف اپنی عقل سے بات کہے۔ وہ رائے مذموم ہے۔

دوسرا یہ کہ غیر منصوص جزئیات کے احکام اصول شرعیہ سے نکالنا۔ اور پھر ان کے اسباب و حکم پر بحث کرنا۔ یہ رائے محمود اور مشروع ہے۔ مذموم قیاس آرائی میں داخل نہیں ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کتاب وسنت سے بطریق محدثین مسائل کا استخراج کرنا اجتہاد و استنباط شرعی ہے۔ اور جو طریقہ اہل رائے کا ہے کہ بنا بر قواعد کلیہ بغیر ملاحظہ ماخذ کے تخریج مسائل کرنی اور کسی نص سے اپنی رائے سے خفیہ علت نکال کر اس پر مسائل اختراع کرتے چلے جانا اور نادر الوقوع بلکہ ناممکن الوقوع صورتیں بنا کر مسائل اختراع کرنا اور قصداً حیلہ سازی سے احکام شرعیہ میں تغیر پیدا کرنا۔ اور ائمہ کے اقوال کو نصوص کا درجہ دے کر ان سے مسائل نکالنا بھی قیاس آرائی مذموم میں داخل ہے جس سے کتب فقہ بھری پڑی ہیں۔ اسی وجہ سے محدثین نے اہل رای کی مذمت کی ہے کہ ان کی رائے شرعی قانون سے علیحدہ تھی۔ جو حدیثوں کے خلاف پڑتی تھی۔ پھر اہل رای اپنی رائے کو ثابت رکھتے تھے۔ اور ان حدیثوں کو مخدوش بنا کر ٹھکرا دیتے تھے۔ حالانکہ محدثین جو حدیثوں کے ماہر تھے وہ ان حدیثوں کو صحیح سمجھتے تھے اس لیئے ان پر طعن اور ان کے مسائل کی تردید کرتے تھے۔ چنانچہ الموافقات ج ۳ صہ ۲۴ میں ہے:

"کَثِیْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْحَدِیْثِ اسْتَجَازُوْا الطَّعْنَ عَلٰی اَبِیْ حَنِیْفَةَ لِرَدِّهٖ کَثِیْرًا مِّنْ اَخْبَارِ الْاٰحَادِ الْعُدُوْلِ۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"یعنی بہت سے محدثین نے امام ابوحنیفہ پر اس لیے طعن کیا ہے
کہ انہوں نے بہت سی ان حدیثوں کو رد کر دیا تھا جن کو عادل
اور ثقہ راویوں نے روایت کیا ہے"

جامع بیان العلم ج ۲ ص ۱۴۸ میں یہ لکھا ہے کہ آپ پر جو نکتہ چینی کی گئی ہے وہ صرف دو باتوں پر کی گئی ہے۔

ایک آثار کے مقابلہ میں رائے اور قیاس کا اعتبار کرنا۔

دوسرا ارجاء یعنی مرجیہ ہونا۔

ان باتوں کا علماء اہل رای اور ان کے حامی جواب دیتے ہیں مگر حقیقت چھپ نہیں سکتی۔ اہل رای ہونا، اور مرجیہ کی طرف مائل ہونا امام صاحب کا ان کی کتابوں اور ان کے شاگردوں کی کتابوں سے ظاہر ہے۔ پھر ان کی طرف سے یہ عذر داری ہے کہ انہوں نے اُتْرُكُوا قَوْلِي فرمایا تھا۔ اور یہ فرما دیا تھا کہ:

"هٰذَا الَّذِي نَحْنُ فِيهِ رَأْيٌ لَا نُجْبِرُ عَلَيْهِ اَحَدًا وَلَا نَقُولُ
يَجِبُ عَلٰى اَحَدٍ قَبُوْلُهٗ"۔

"یعنی جس علم میں ہم لوگ ہیں یہ رائے ہے نہ ہم کسی پر جبر کرتے
اور نہ یہ کہتے ہیں کہ اس کا قبول کرنا کسی پر واجب ہے۔"

(سیرۃ النعمان شبلی)

تمام بوجھ اور ذمہ داری تو امام صاحب[1] کے مقلدین پر ہے کہ ان کی تقلید کرنی فرض سمجھ کر ان کے نام کا مذہب تجویز کر کے قبول کیے ہوئے ہیں۔ مذہب تو دیگر اماموں کے نام سے بھی بنا رکھے ہیں۔ جو ہمیں یہ فرقہ بندی کسی صورت پسند

[1] امام صاحب نے فرما دیا کہ اُتْرُكُوا قَوْلِي بِخَبَرِ الرَّسُوْلِ وَقَوْلِ الصَّحَابَةِ
یعنی میرا قول حدیث نبوی اور قول صحابہ کے مقابلہ میں ترک کر دینا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہیں ہے۔ لیکن امام احمدؒ و امام شافعیؒ وغیرہ اہل حدیث اور اہل سنت تھے اور امام صاحب اہل رائی تھے۔

کتاب الکفایہ ص۱۳۵ میں امام خطیب بغدادی نقل فرماتے ہیں کہ:

"یُحْکٰی نَحْوُ ذٰلِکَ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ اِمَامِ اَصْحَابِ الرَّائِیِ۔"

"یعنی اسی کی مثل حکایت کیا گیا ہے ابو حنیفہ سے جو امام ہیں اہل رائی کے۔"

میزان میں امام ذہبیؒ نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ امام حافظ ابوبکر بن ابی شیبہؒ نے ایک کتاب بنام "کتاب الرد علی ابی حنیفہ" تالیف کی ہے جو ملک میں شائع ہو چکی ہے اس میں تمام ان حدیثوں کو جمع کیا گیا ہے جن کا امام ابو حنیفہؒ نے خلاف کیا ہے امام بخاریؒ نے امام سفیان ثوریؒ کا قول اپنی تاریخ صغیر میں باسنادہ نقل کیا ہے جو یہ ہے کہ "فزاری نے بیان کیا کہ میں سفیانؒ کے پاس تھا کہ امام ابو حنیفہؒ کے فوت ہونے کی خبر آئی۔ سفیانؒ نے کہا الحمد للہ اسلام کے قلعہ کو توڑتا تھا اسلام میں اس سے زیادہ شوم پیدا نہیں ہوا۔

امام غزالیؒ نے منخول میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ مجتہد نہ تھے۔

"وکان لا یعرف الاحادیث"

"اور وہ حدیثوں کو جانتے نہ تھے۔"

بہر کیف محدثین نے امام ابو حنیفہؒ کو قلیل الحدیث اور اہل رای قرار دیا ہے تو ان کی رائے پر مذہب کا دارومدار رکھنے پر کوئی شخص اہل سنت نہیں ہو سکتا امام صاحب تو معذور تھے اب مقلدین معذور نہیں ہیں جو خواہ مخواہ بغیر کسی حکم شرع کے ان کے نام کا مذہب بنا کر ان کی جملہ مسائل میں تقلید کرتے ہیں۔ کہ ان کے مسائل اکثر خلاف حدیث ہیں جس سے مقلد اہل سنت نہیں ہو سکتا۔ اب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہاں چند مسائل بطور مثال پیش کئے جاتے ہیں۔ ناظرین ان سے عبرت حاصل کریں

## ایمان اور اُس کی کمی بیشی کا مسئلہ ۱؎

مقدمہ ہدایہ کے صہ ۲۰-۲۱

ترجمہ میں ہے:

"ایمان اہل آسمان (فرشتوں) و اہل زمین (انسانوں) کا نہ بڑھتا ہے اور نہ گھٹتا ہے..... مومن (نیک، بد، ولی، انبیاء، فرشتے) ایمان اور توحید میں برابر ہیں۔"

علامہ شبلی حنفی سیرۃ النعمان صہ ۴۷ میں لکھتے ہیں:

"اَلْعَمَلُ غَیْرُ الْاِیْمَانِ وَالْاِیْمَانُ غَیْرُ الْعَمَلِ۔"

بلاشبہ یہ امام صاحب کا قول ہے۔ فقہ اکبر صہ ۱۱ میں ہے:

"وَالْاِیْمَانُ هُوَ الْاِقْرَارُ وَالتَّصْدِیْقُ وَاِیْمَانُ اَهْلِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مُسْتَوُوْنَ فِی الْاِیْمَانِ۔"

"یعنی ایمان اقرار اور تصدیق کا نام ہے۔ ایمان آسمان والوں کا اور زمین والوں کا برابر ہے۔ نہ بڑھتا ہے اور نہ گھٹتا ہے اور تمام اہل ایمان، ایمان میں برابر ہیں۔

اس کے خلاف عقیدہ اہل سنت کا ہے۔ امام اہل سنت والجماعۃ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ اہل سنت صہ ۳۱ میں فرماتے ہیں:

"اِنَّ الْاِیْمَانَ قَوْلٌ وَنِیَّةٌ وَالتَّمَسُّكُ بِالسُّنَّةِ وَالْاِیْمَانُ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ۔"

"یعنی تحقیق ایمان اقرار اور دلی عقیدہ اور سنت کو مضبوط پکڑنے کا نام ہے۔ اور یہ بڑھتا گھٹتا ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حضرت پیر جیلانیؒ غنیہ صـ۱۴۱ میں فرماتے ہیں:

"وَ نَعْتَقِدُ اَنَّ الْاِیْمَانَ قَوْلٌ بِاللِّسَانِ وَ مَعْرِفَةٌ بِالْجَنَانِ وَعَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ وَیَزِیْدُ بِالطَّاعَةِ وَیَنْقُصُ بِالْعِصْیَانِ وَیَقْوٰی بِالْعِلْمِ وَیَضْعُفُ بِالْجَهْلِ وَ بِالتَّوْفِیْقِ یَقَعُ۔

"یعنی ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ تحقیق ایمان اقرار کرنا ہے زبان سے اور معرفت ہے دل سے۔ اور عمل کرنا ہے اعضاء سے ایمان بڑھتا ہے عبادت سے اور گھٹتا ہے گناہوں سے اور واقع ہوتا ہے توفیق الٰہی سے۔"

یہ وہ عقیدہ ہے جس کی بناء پر حضرت محبوب سبحانی ولی اللہ ہوئے اور وہ یہ فرماتے ہیں کہ امام احمد کے اعتقاد کے مطابق جو عقیدہ رکھے گا وہی ولی ہے چنانچہ طبقات ابن رجب مطبوعہ مصر ج ۱ صـ۲۰۲ میں ہے کہ:

"قِیْلَ لِلشَّیْخِ الْجِیْلَانِیِّ هَلْ کَانَ لِلّٰهِ وَلِیًّا عَلٰی غَیْرِ اعْتِقَادِ اَحْمَدَ ابْنِ حَنْبَلٍ فَقَالَ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ۔"

"یعنی شیخ جیلانی سے دریافت کیا گیا کہ کیا کوئی شخص امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ کا عقیدہ اختیار کئے بغیر بھی ولی ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

اسی طرح تاج المکلل صـ۱۴۰ میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

"لَا یَکُوْنُ لِلّٰهِ وَلِیٌّ اِلَّا عَلٰی اعْتِقَادِ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ۔"

"یعنی امام احمد کے اعتقاد کے خلاف اعتقاد رکھنے والا ولی نہیں ہو سکتا۔"

امام احمد اپنے عقیدہ اہل سنت کے صـ۳ میں فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"مَنْ زَعَمَ اَنَّ الْاِیْمَانَ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ قَالَ بِقَوْلِ الْمُرْجِیَۃِ۔"

"یعنی جو شخص یہ اعتقاد کرے کہ ایمان نہ بڑھتا ہے اور نہ گھٹتا ہے اس نے مرجیہ کا عقیدہ اختیار کر لیا۔"

میں کہتا ہوں کہ پیر جیلانی مرحوم نے مرجیہ کا عقیدہ یہ لکھا ہے:

"اِیْمَانُھُمْ وَاِیْمَانُ الْمَلَائِکَۃِ وَالْاَنْبِیَاءِ وَاحِدٌ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ۔" (غنیۃ الطالبین صہ ۲۰۴)

"یعنی عام انسانوں اور فرشتوں اور نبیوں کا ایمان یکساں ہے نہ بڑھتا ہے اور نہ گھٹتا ہے۔"

پھر امام الاولیاء پیر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مرجیہ کے بارہ فرقے ٹھہرائے ہیں اور ان میں حنفیہ کو بھی شمار کیا ہے۔ اور حنفیہ کی تعریف یہ کی ہے:

"اَمَّا الْحَنَفِیَّۃُ فَھُمْ اَصْحَابُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتٍ زَعَمُوْا اَنَّ الْاِیْمَانَ ھُوَ الْمَعْرِفَۃُ وَالْاِقْرَارُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَبِمَا جَاءَ مِنْ عِنْدِہٖ جُمْلَۃً۔"

"یعنی حنفیہ وہ لوگ ہیں جو ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے مقلد ہیں اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ایمان معرفت ہے خدا کی اور اقرار کرنا ہے اللہ تعالیٰ کا۔ اور اس کے رسول کا۔ اور تمام کتاب و سنت کا۔"

امام بخاری نے کتاب الایمان میں اعمال کو ایمان کا جزو قرار دیا ہے اور کتاب و سنت سے اس پر ثبوت پیش کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ قرآن کریم میں نصوص قطعیہ موجود ہیں جو ایمان کی زیادتی پر ناطق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہیں۔ سورہ مدثر میں ہے

"وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا ۔"

"یعنی مومنوں کا ایمان زیادہ ہوا ۔"

سورہ احزاب میں ہے :

"وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا ۔"

"یعنی ان کا ایمان زیادہ کیا ۔"

سورہ آل عمران میں ہے :

"فَزَادَهُمْ إِيمَانًا ۔"

"یعنی ان کا ایمان بڑھا دیا ۔"

جو چیز قابل اضافہ ہو وہ قابل نقص بھی ہے ۔ اس لیئے حدیث میں ہے کہ جس میں رائی کے دانہ برابر ایمان ہوگا وہ بھی دوزخ سے نکالا جائے گا ۔

کتب حدیث میں باب الشفاعۃ نکال کر دیکھو تو ایمان کی کمی احادیث سے ثابت و ظاہر ہوگی ۔ اگر ایمان میں اعمال کو داخل نہ سمجھیں تب بھی نفس تصدیق کی مقدار میں کمی بیشی دلائل سے ثابت ہے ۔ تصدیق دل کی ہر شخص کی جدا جدا ہے ۔ جیسے آیات بالا سے ثابت ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ ایمان زیادتی اور کمی کو قبول کرتا ہے ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ہے کہ یقین کل ایمان ہے ۔ لفظ کل اجزاء ایمان کو چاہتا ہے ۔ کیونکہ قاعدہ نحویہ میں کل کے ساتھ ذی اجزاء چیز کی تاکید واقع ہوتی ہے ۔ ایمان پر نماز وغیرہ فرائض اور شرائع اور حدود اور سنن کا اطلاق آیا ہے ۔ اور حدیثوں میں ان کو ایمان کے اجزاء قرار دیا گیا ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ :

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً۔"

"یعنی ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں۔"

اور یہ بھی فرمایا کہ:

"وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ۔"

"حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔"

حدیث میں ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے عدی بن عدی کی طرف لکھا کہ ایمان کے فرائض بھی ہیں اور شرائع اور حدود اور سنن بھی۔ جس نے ان کو پورا کیا اس نے ایمان کو پورا کیا۔ اور جس نے ان میں سے کسی چیز کو پورا نہ کیا اس نے ایمان کو پورا نہ کیا۔ یہ سب دلائل بخاری کتاب الایمان اور مشکوٰۃ میں موجود ہیں جن سے قطعی طور پر ایمان کی زیادتی ثابت ہے۔ اگر ایمان محض یقین اور تصدیق کا نام ہو تو اس کے بھی تین درجے ہیں: اول علم الیقین، دوم عین الیقین، سوم حق الیقین۔ یہ تینوں درجے قرآن سے ثابت ہیں۔ ان تینوں میں فرق ظاہر ہے حضرت ابراہیمؑ مومن تھے مگر اللہ تعالیٰ سے مردہ زندہ کرنے کا سوال کر کے یقین کا آخری درجہ حاصل کر لیا۔ جو اطمینان قلب کا باعث ہوا۔

خلاصہ اس مختصر بحث کا یہ ہے کہ ایمان میں اعمال کا داخل ہونا اور نفس تصدیق کے لحاظ سے ایمان کا کمی بیشی قبول کرنا کتاب وسنت سے ثابت ہے اور یہ اہل سنت کا مذہب ہے۔ مرجیہ اور حنفیہ کا مذہب اس کے خلاف ہے۔ لہٰذا وہ اہل سنت نہیں ہیں۔

امام احمدؒ کے خلف الرشید امام عبداللہ رحمۃ اللہ علیہما نے کتاب السنۃ کے صفحہ ۱۰۱ میں لکھا ہے:

"وَقَالَ اَصْحَابُ الرَّاْیِ لَیْسَ الصَّلٰوۃُ وَلَا الزَّکٰوۃُ وَلَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شَيْءٌ مِنَ الْفَرَائِضِ مِنَ الْإِيمَانِ افْتِرَاءٌ عَلَى اللّٰهِ وَخِلَافًا لِكِتَابِهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

"یعنی رائے اور قیاس والے لوگ یہ کہتے ہیں کہ فرائض، نماز، زکوٰۃ وغیرہ ایمان میں داخل نہیں ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ پر افتراء، اور کتاب و سنت کے خلاف ہے۔"

اہل الرائے میں ابوالمعین نسفی حنفی مشہور ہیں جنہوں نے شرح عقائد میں ایمان کی کمی بیشی کا انکار کیا ہے۔ اور اعمال کو ایمان سے خارج ٹھہرایا ہے اور حدیث شعب الایمان پر طعن بے جا کیا ہے۔ اس پر مؤلف شرح طحاویہ عقیدہ سلفیہ میں اس کی تردید کی ہے اور یہ لکھا ہے کہ:

"إِنَّمَا هٰذَا الطَّعْنُ مِنْ ثَمَرَةِ التَّقْلِيدِ وَالتَّعَصُّبِ۔"

"یعنی نسفی کا یہ طعن، تقلید اور تعصب کی نحوست کا انجام ہے۔"

امام عبداللہ بن امام احمد نے کتاب السنۃ ص۱۱۰ میں نقل کیا ہے کہ فضیل بن عیاض امام الائمہ نے فرمایا:

"يَقُولُ أَهْلُ الْبِدَعِ الْإِيمَانُ الْإِقْرَارُ بِلَا عَمَلٍ وَالْإِيمَانُ وَاحِدٌ وَإِنَّمَا يَتَفَاضَلُ النَّاسُ بِالْأَعْمَالِ وَلَا يَتَفَاضَلُونَ بِالْإِيمَانِ فَمَنْ قَالَ ذٰلِكَ فَقَدْ خَالَفَ الْأَثَرَ وَرَدَّ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ لِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً۔"

"یعنی اہل بدعت اقرار باللسان کو بغیر عمل کے ایمان قرار دیتے ہیں اور سب اہل ایمان کا ایمان ایک اور یکساں کہتے ہیں کہ لوگ عملوں میں ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں۔ ایمان سب کا مساوی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایسے کہنے والوں نے حدیث کا خلاف کیا ہے اور انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو رد کر دیا ہے جو آپ نے فرمایا:

کہ ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں۔"

اس تصریح سے یہ ثابت ہوا کہ مقلدین اہل رائے طائفہ ناجیہ اہل سنت سے بالکل خارج ہیں۔ فَتَدَبَّرُوْا

شیخ عبدالحق دہلوی حنفی نے عقائد کے بارے میں ایک رسالہ تکمیل الایمان لکھا ہے اس میں ایمان تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان کو ٹھہرایا ہے۔ اس کے ترجمہ نور الایقان ص ۳۷ میں ہے: "اہل حدیث کہتے ہیں" دل سے یقین کرنا اور زبان سے اقرار کرنا اور ارکان یعنی ہاتھ پاؤں سے عمل کرنا ان تینوں کا نام ایمان ہے۔ کیونکہ ایمان بغیر عمل کے ناقص ہے۔"

پھر یہ لکھا ہے کہ "ایمان کی اصل اور جزء تصدیق ہی ہے جیسا کہ علم کلام والے حنفی کہتے ہیں۔ پھر یہ لکھا ہے۔:

"وَهُوَ لَا يَزِيْدُ وَلَا يَنْقُصُ۔"

"یعنی ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے۔"

ایسا ہی شرح عقائد نسفی میں ہے جو مدارس حنفیہ میں پڑھائی جاتی ہے یہ عقیدہ باطل مرجیہ کا ہے اور حدیث کے خلاف ہے۔ حدیث شفاعت مشہور ہے جس میں یہ وارد ہے:

"اِنْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ شَعِيْرَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ۔"

"یعنی مجھے حکم ہوگا کہ چلو دوزخ سے ان لوگوں کو نکالو جن میں جو بھر ایمان ہے۔"

پھر سجدہ میں گروں گا تو حکم ہوگا کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"اِنْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ اَوْ خَرْدَلَةٍ مِنْ اِيْمَانٍ۔" (مشکوٰۃ)

"یعنی چلیے آپ دوزخ سے ان لوگوں کو نکال لیجئے جن کے دلوں میں ذرّہ اور رائی برابر ایمان ہے۔"

یہ حدیث ان گمراہ فرقوں پر حجت ہے جو کہتے ہیں کہ ایمان کم وبیش نہیں ہوتا۔ اور اس میں تجزّی اور تبعیض نہیں ہوتی۔ حدیث سے ثابت ہوا کہ ایمان رائی برابر بھی ہو سکتا ہے۔ اور اس سے کم و بیش بھی ہو سکتا ہے۔ کمیت اور کیفیت ہر صورت سے ایمان بڑھتا گھٹتا ہے

## دوسرا مسئلہ قرآن کلام الٰہی لفظی ہے یا نفسی

صحابہؓ کرام اور تابعین اور تمام محدثین اور ائمہ مسلمین اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے اور بلفظہٖ وحرفہٖ اللہ کی کلام ہے جو غیر مخلوق ہے۔ یہ کلام الٰہی زبانوں پر پڑھی جاتی ہے۔ اور کانوں سے سنی جاتی ہے۔ قرآن میں صاف وارد ہے۔

"قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا۔"

"کہ قرآن عربی زبان میں ہے۔" اور "بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ" آیا ہے۔

حدیث میں ہے:

"فَاِنَّ قُرَيْشًا قَدْ مَنَعُوْنِيْ اَنْ اُبَلِّغَ كَلَامَ رَبِّيْ۔"

"یعنی قریش نے مجھے میرے رب کی کلام پہنچانے سے روک دیا ہے۔"

امام بیہقی نے کتاب الاسماء میں حضرت عمرؓ سے نقل کیا ہے:

"اَلْقُرْاٰنُ كَلَامُ اللّٰهِ۔"

"کہ قرآن اللہ کی کلام ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی مشرکوں میں سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے دو۔

" حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ۔"

" یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کلام کو سن لے "

غنیۃ الطالبین میں حضرت شیخ المشائخ پیر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" نَعْتَقِدُ اَنَّ الْقُرْاٰنَ كَلَامُ اللّٰهِ وَكِتَابُهٗ وَخِطَابُهٗ وَ وَحْيُهُ الَّذِيْ نَزَلَ بِهٖ جِبْرِيْلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔"

" یعنی ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کی کتاب اور اس کا حکم اور اس کی وحی ہے جس کو جبریل لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترے تھے۔

نیز فرماتے ہیں کہ " وہ غیر مخلوق اور غیر محدث ہے اور جو شخص یہ کہے کہ قرآن اور اس کی عبارت اور تلاوت اس کی قرآن نہیں ہے اور وہ مخلوق ہے۔ تو وہ کافر ہے جس سے نہ مناکحت کی جاوے اور نہ کھانے پینے کا تعلق اور میل جول کیا جاوے نہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔ اور نہ اس کا جنازہ کیا جاوے۔ وہ مثل مرتد کی ہے "۔

امام بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات ص ۲۳۹ تا ص ۲۵۸ میں اس مسئلہ پر بحث کی ہے صحابہ سے لیکر ائمہ محدثین تک کا اجماعی ثبوت دیا ہے کہ قرآن کلام الٰہی غیر مخلوق ہے جو اس کو مخلوق کہے وہ کافر ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

" قرآن کلام الٰہی غیر مخلوق ہے۔ اسی عقیدہ پر ہم نے علماء حجاز۔ علماء اہل مکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اہلِ مدینہ، اہل کوفہ، اہل بصرہ، اہل شام، اہلِ مصر، علماءِ اہلِ خراسان کو پایا ہے صـ۲۵۳
اور امام بیہقی فرماتے ہیں:

"ولم یصح عندنا خلاف هذا القول عن احد من الناس فی زمان الصحابة والتابعین رضی الله عنهم اجمعین"

"یعنی اس عقیدہ کے خلاف کسی شخص کا قول صحابہ اور تابعین میں سے صحیح ثابت نہیں ہے۔

اور سب کا یہ اجماعی فتویٰ ہے کہ کلامِ الٰہی لفظی کو مخلوق کہنے والا کافر ہے۔ نہ اس پر سلام کہا جاوے نہ اس کی بیمار پرسی کی جائے۔ اور نہ اس کی اقتدا میں نماز پڑھی جائے۔ اور نہ اس سے نکاح کا معاملہ کیا جائے۔ نہ اس کا ذبیحہ کھایا جائے۔ اور نہ اس کی گواہی لی جائے اور نہ اس کا جنازہ پڑھا جائے۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ "ایسے جہمی کے پیچھے نماز پڑھنا اور یہودی۔ عیسائی کے پیچھے نماز پڑھنا یکساں ہے۔ (کتاب الاسماء صـ۲۵۴)

اور صـ۲۵۱ میں باسنادہ روایت کیا ہے کہ امام ابو یوسف قاضیؒ نے فرمایا: کہ میری اور امام ابو حنیفہؒ کی ایک سال تک اس مسئلہ پر بحث رہی آخرہم نے متفقہ فیصلہ کیا کہ جو شخص قرآن کو مخلوق کہے وہ کافر ہے۔"

جب یہ عقیدہ محقق ہوا کہ قرآن کلامِ الٰہی غیر مخلوق ہے اور جو اس کو مخلوق کہے وہ کافر ہے تو اب یہ جان لو کہ نام کے اہلِ سُنّت مقلدین، اہل رائے اور اہل کلام قرآن کو کلامِ الٰہی نہیں کہتے بلکہ اس کلامِ نفسی کو کلامِ الٰہی کہتے ہیں جس پر اس قرآن کے حروف اور الفاظ دلالت کرتے ہیں۔ یہ قرآن اور اس کے حروف مخلوق ہیں۔ شرح عقائد نسفی جو درسگاہوں میں پڑھائی جاتی ہے اس میں یہی لکھا کہ کلام لفظی مخلوق اور کلام نفسی غیر مخلوق ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چنانچہ کتاب الاسماء بیہقی کا محشی مولانا زاہد کوثری حنفی نزیل قاہرہ کتاب کے صہ۲۵۱ کے حاشیہ پر لکھتا ہے کہ یہ بحث تحقیقی طور پہ اس موضوع کی طرف عائد ہوتی ہے کہ قرآن میں جو کلام حروف سے مرکب ہے اور حسّی ہے یہ قدیم اور غیر مخلوق ہے۔ اور کلام الٰہی ہے یا کلامِ نفسی کلام الٰہی اور قرآن ہے ؛

"فَلَا نِزَاعَ فِي حُدُوثِ الْكَلَامِ الْحِسِّيِّ وَلَا لَهُمْ فِي قِدَمِ النَّفْسِيِّ لَوْ ثَبَتَ ۔"

"یعنی اس میں کوئی نزاع ہمارا نہیں ہے کہ کلام حسّی (لفظی) حادث ہے اور نفسی قدیم ہے ۔"

اور کتاب الاسماء کے صلہ۲۵۴ کے حاشیہ میں ہے ؛

"وَتَشَدَّدَ السَّلَفُ هٰذَا التَّشَدُّدَ فِي إِكْفَارِ الْقَائِلِيْنَ بِخَلْقِ الْقُرْآنِ"

"یعنی صحابہ، تابعین و محدثین ائمہ سلف صالحین نے یہ تشدّد کیا ہے کہ قرآن کو مخلوق کہنے والوں کو کافر کہہ دیا ہے ۔"

پھر لکھتے ہیں ؛

"وَالْقُرْآنُ كَلَامُ اللّٰهِ تَعَالٰى قَدِيْمٌ بِقِدَمِهٖ لَيْسَ بِحَرْفٍ وَلَا صَوْتٍ حَتّٰى يَلْزَمَ كَوْنُ اللّٰهِ مَحَلًّا لِّلْحَوَادِثِ ۔"

"یعنی قرآن وہ کلام الٰہی ہے جو اللہ کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔ یہ حروف اور آوازہ کلام کا کلام اللہ نہیں ۔ ورنہ اللہ کا محل حوادث ہونا لازم آئے گا ۔"

اور صفحہ ۲۵۵ کے حاشیہ پر ہے ۔

"إِنَّ كَلَامَ اللّٰهِ تَعَالٰى لَيْسَ بِحَرْفٍ وَلَا صَوْتٍ وَالْكَلَامُ الْحَقِيْقِيُّ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



هُوَ الْکَلَامُ النَّفْسِیُّ فَالْاَصْوَاتُ وَالْحُرُوْفُ اِنَّمَا وُضِعَتْ

دَلَالَاتٍ عَلَی الْکَلَامِ النَّفْسِیِّ۔ "

" اس کا مطلب وہی ہے جو پہلے گذرا۔

مولانا اشرف علی صاحب رئیس علماءِ دیوبند کی کتاب " بوادر النوادر" کے صـ۴۸۱ ج ۲ میں ہے۔

" گفتگو کلام لفظی میں ہے ..... (تا آخر) جسے جمہور مخلوق کہتے ہیں"۔

نیز لکھا ہے " شبہ کی تقریر یہ ہے کہ کلام لفظی کا محل خدا تعالیٰ کی ذات تو ہو نہیں سکتی۔ (تا آخر) تو لامحالہ اس کا محل کوئی مخلوق ہوگا۔ خواہ لوحِ محفوظ ہو یا لسانِ نبی یا لسانِ جبریل ہو"۔

یہ مسائل حنفی کا عقیدہ تھا جس کو مولٰینا اشرف علی صاحب یوں پختہ کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ: " البتہ یہ پیدا کرنا ایسی شان سے ہوگا جس سے کوئی مخلوق اس قضیہ کا متکلم نہ کہا جائے۔ گو محل اس کا مخلوق ہی ہوگا اور یہ شان مجہول الکنہ ہے" صـ۴۸۲ ج ۲۔ پھر صـ۴۸۳ میں لفظ " کلام لفظی" اور " کلام نفسی" کا ذکر کر کے صاف یہ لکھا ہے۔

" اَلَا تَرٰی اَنَّ الْاَوَّلَ حَادِثٌ غَیْرُ قَائِمٍ بِذَاتِہٖ وَالثَّانِیْ قَدِیْمٌ قَائِمٌ بِذَاتِہٖ تَعَالٰی۔ "

" یعنی تم غور نہیں کرتے کہ اول یعنی کلام لفظی " تو پیدا ہے جو ذات الٰہی کے ساتھ قائم نہیں اور " کلام نفسی" قدیم ہے جو ذات الٰہی کے ساتھ قائم ہے"۔

بوادر النوادر کے حصہ اول صـ۲۰ میں کسی حنفی سائل کا ایک سوال ہے جس کے آخر میں یہ لکھا ہے " اور نیز یہ عرض ہے کہ کلام لفظی جو مقروٗ باللسان ہے وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حادث ہے یا فی نفسہ قبل از قرارت لسانِ النسان بھی حادث ہے؟

اس کا جواب مولانا اشرف علی صاحب یوں لکھتے ہیں۔" اقول: ہاں لسان النسان سے پہلے وہ الفاظ خاصہ مسلک ماتریدیہ پر مخلوق ہو چکے ہیں۔"

ان حوالوں سے ثابت ہوا کہ مقلدین کا عقیدہ کلام اللہ قرآن کے متعلق یہ ہے کہ یہ حادث اور مخلوق ہے۔ اس کا محل مجہول ہے کہ اس قرآن لفظی کا خالق کون ہے۔ سائل نے تین احتمال ظاہر کیے ہیں کہ لوح محفوظ یا جبرئیل یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہ ان میں سے کسی ایک سے یہ کلام لفظی نکلی ہے۔

مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی نے اپنے مجموعہ فتاوی کے ص۸۷ جلد ا کتاب العقائد میں یہ لکھا ہے کہ کلام نفسی حرف اور صوت کی قسم سے نہیں ہے اور اس صفت قدیم کا نازل ہونا محال ہے (تا آخر) طرق نزول میں کئی احتمال لکھے گئے ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو اپنا کلام سنوایا اور انہیں اس عبارت پر قادر کر دیا جو اس کلام قدیم کی تعبیر کرے۔"

میں کہتا ہوں کہ اس صورت میں کلام نفسی تو اللہ کی ہوگی اور کلام لفظی جبریل کی ہوگی۔ پھر دوسرا نمبر لکھتے ہیں۔

۲۔ "اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں اسی نظم کی کتابت کو خلق کیا۔ حضرت جبریل نے اسے پڑھا اور یاد کر کے خدمت نبوی میں لائے۔"

میں کہتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے نظم کی کتابت کو خلق کیا تو پھر اس کا خالق اللہ تعالیٰ ہوگا۔ پھر تیسرا نمبر یوں لکھا ہے

۳۔ اللہ تعالیٰ نے اصوات اور الفاظ مقطعہ کو پیدا کیا جبریل علیہ السلام نے اسے لے لیا۔ اور انہیں علم ضروری حاصل ہوا۔ اس معنیٰ پر یہ عبارت کلام قدیم پر دال "ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں کہتا ہوں کہ اس صورت میں بھی کلام لفظی مخلوق ٹھہرتا ہے۔ اور اس کا خالق اللہ تعالیٰ ٹھہرتا ہے۔ یہ سب خیالات باطل ہیں جس پر کوئی دلیل شرعی نہیں ہے، یہ عقیدۂ باطل معتزلہ اور جہمیہ گمراہ فرقوں سے اخذ کیا گیا ہے۔ جو اہل سنت سے خارج فرقے ہیں۔ اس لیے قرآن کو مخلوق کہنے پر محدثین کرام نے کفر کا جرم لگایا ہے۔

امام عبداللہ بن امام احمد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد امام احمد سے یہ سنا کہ

"مَنْ قَالَ الْقُرْآنُ مَخْلُوْقٌ فَهُوَ عِنْدَنَا كَافِرٌ۔"

"یعنی قرآن کو مخلوق کہنے والا کافر ہے۔"

اور یہ فرمایا:

"لَا يُصَلّٰى خَلْفَهُ الْجُمُعَةُ وَلَا غَيْرُهَا۔"

"یعنی اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔ نہ جمعہ نہ عید وغیرہ۔"

اور یہ لکھا ہے:

"فَإِنْ صَلّٰى خَلْفَهُ أَعَادَ الصَّلٰوةَ۔"

"یعنی اگر کسی نے پیچھے نماز پڑھ لی ہو تو اس کو دوبارہ پڑھے۔" (کتاب السنۃ ص۶)

یہ مذہب معتزلہ کا ہے کہ قرآن کلام لفظی کو وہ مخلوق کہتے ہیں۔

خلق قرآن کا فتنہ ۲۱۲ھ میں خلیفہ مامون الرشید کے عہد میں پیدا ہوا جو بڑا سخت فتنہ تھا۔ علماءِ حقانی نے اس کے خلاف جہاد کیا۔ جس میں کئی مجاہد شہید ہوئے اور کئی زخمی ہوئے۔ اور کئی قید خانوں میں قید ہوئے۔ آخر حق کی فتح ہوئی کہ علماءِ اہلسنت کامیاب ہوئے اور یہ مسئلہ صحیح قرار پایا کہ قرآن کلام لفظی غیر مخلوق ہے اور جو اس کو مخلوق کہے وہ کافر ہے۔ اس فتنہ میں علماءِ اہل الرائے اور اہل کلام سب بحرِ ضلالت میں غرق ہو گئے تھے۔ صرف محدثینِ کرام ہی کا ایک گروہ ایسا تھا جن کو اللہ تعالیٰ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اپنی حفاظت میں لے لیا تھا۔ کہ ان کی استقامت حق پر کوئی غالب نہ آسکا۔

خلیفہ مامون رشید نے معتزلہ کا ساتھ دیکر علماء اہل سنت پر ظلم کیا جس کے ذکر سے کتب تاریخ بھری پڑی ہیں۔ اس فتنہ عظیمہ میں رئیس اہل سنت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جو جہاد کیا وہ تاریخ میں ان کی مخصوص یادگار قائم ہے جو تمام آئمہ سلف میں سے سبقت لے گئے۔ آپ نے ہر قسم کی سزاؤں اور تکلیفوں کو برداشت کیا اور اپنے مقدس جسم کو جلاد کے دُرّوں سے زخمی کرایا مگر قرآن کو مخلوق نہ کہا۔ اور یہ کہا کہ یہ کلام الٰہی قدیم اور غیر مخلوق ہے۔ آپ نے اس حق کا بول بالا کر کے فتح پائی اور امام اہل سنت کا سنہری لقب حاصل کیا رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ امام موصوف کی اس یادگار قربانی کا حال ان کی سوانح حیات اور سیرت کی کتابوں میں بالتفصیل ہو چکا ہے۔

ائمہ محدثین نے جو صحیح معنوں میں اہل سنت تھے اپنی جانی مالی قربانیوں سے اس مسئلہ کو زندہ کیا۔ کہ قرآن اللہ کی کلام غیر مخلوق ہے مگر مقلدین اہل رائے اس معتزلہ کے مذہب کو اپنی کتابوں میں برابر زندہ کرتے چلے آرہے ہیں۔ کہ قرآن کلام لفظی مخلوق ہے۔ پھر اس فرقہ کو کیسے اہل سنت قرار دیا جا سکتا ہے۔

محدثین کرام نے اس بدعت شدیدہ اور فتنہ عظیمہ کا اس قوت سے مقابلہ کیا کہ تمام دنیا میں ان کی یادگار قائم ہے مگر مقلدین نے اس سے کچھ عبرت حاصل نہیں کی۔ کہ باوجود دعویٰ اہل سنت رکھنے کے عقائد معتزلہ، جہمیہ، مرجیہ وغیرہ گمراہ فرقوں کے اٹھائے ہوئے ہیں۔

## کلام کی وضاحت

واضح ہو کہ کلام کا اطلاق الفاظ مرتبہ پر بھی ہوتا ہے اور ان معانی کے مجموعہ پر بھی ہوتا ہے جو الفاظ کے تحت ہوتے ہیں الفاظ کے مجموعہ کو کلام لفظی اور معانی کے مجموعہ کو کلام نفسی کہتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہیں۔ جو شخص زندہ اپنا مافی الضمیر تقریر یا تحریر سے دوسرے کو سمجھاتا ہے وہ کلام ہے جس میں الفاظ اور معانی سب داخل ہیں۔ پس قرآن اپنے الفاظ اور معانی کے ساتھ اللہ کی کلام ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم اور اس کا علم ہے جو قدیم اور غیر مخلوق ہے۔ اس نے بذریعہ جبریل علیہ السلام کے حضرت محمد مصطفیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے جو آج اوراق میں مکتوب اور حافظوں کے سینوں میں محفوظ اور زبانوں پر پڑھا جاتا ہے۔ معانی کے حقائق کا وجود بھی ہے اور وجود خارجی بھی ہے۔ جو قرآن کتابی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے اس کے الفاظ اور معانی سب اللہ تعالیٰ کی کلام ہے۔ الفاظ کی آواز ہے۔ مختلف حرکات زبان اور اطرافِ زبان سے بنتی اور نکلتی ہیں وہ مسموع ہیں۔ پس حروف واصوات والفاظ کی جس مرتبہ ومنظمہ شکل میں وہ موجود ہے اس کی حقیقت نظمی وترتیبی بھی قدیم ہے۔

غنیۃ الطالبین اور عقیدہ مرتبہ امام احمدؒ میں اس کی تفصیل ہے۔ کلام الٰہی کا نام قرآن بمعنی مقروء ہے جو پڑھی جاتی ہے اور کتاب اللہ بمعنی مکتوب جو ورقوں پر لکھی جاتی ہے اور مسموع ہے جو کانوں سے سنی جاتی ہے۔ کلامِ نفسی نہ مقروء نہ مکتوب نہ مسموع ہے۔ وہ صرف معانی ہیں جو الفاظ سے سمجھے جاتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر خطبہ میں "اِنَّ اَحْسَنَ الْکَلَامِ کَلَامُ اللّٰہِ" "اِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ" پڑھا کرتے تھے۔ کہ "سب کلاموں میں سے بہترین کلام اللہ کی کلام ہے

کتاب الاسماء والصفات ص۲۴۲ میں حضرت عمر فاروقؓ کا یہ فرمان درج ہے۔

"اَلْقُرْاٰنُ کَلَامُ اللّٰہِ تَعَالٰی۔"

"کہ یہ قرآن اللہ کی کلام ہے۔"

افسوس ہے کہ بعض قرآن کو کلام الٰہی کہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ غیر مخلوق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے لیکن اس کے حروف غیر مخلوق نہیں بلکہ مخلوق ہیں۔ حالانکہ حروف اور لفظوں کی ترتیب سے کلام کی جاتی ہے۔ حدیث میں ہے

"مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمٓ حَرْفٌ، اَلِفٌ حَرْفٌ لَامٌ حَرْفٌ مِيْمٌ حَرْفٌ۔" (مشکوٰۃ)

"یعنی جس شخص نے ایک حرف اللہ کی کتاب سے پڑھا اس کو دس نیکیاں ملیں گی۔ یہ نہیں کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔"

اس طرح حدیثوں سے حروفِ قرآن کا کلامِ الٰہی ہونا ثابت ہے۔ اور کلامِ الٰہی غیر مخلوق ہے۔

مولانا عبدالحی لکھنوی دیگر علماءِ حنفیہ کی نسبت بہت انصاف پسند ہیں۔ وہ محدثین کے مسلک کی طرف رجوع کر چکے ہیں۔ اور ان کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ اپنے فتاویٰ کی جلد ۳ ص ۲۷۶ میں ایک سوال کے جواب میں بروئے حدیث یہ لکھتے ہیں:

"وحی نازل ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو حضرت جبرائیلؑ سنتے تھے پھر پہنچاتے تھے اور کلام الٰہی کا سننا محال نہیں ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں کلام الٰہی سنا اور ملائکہ مقربین اللہ کی آواز سنتے ہیں۔"

سنن ابی داؤد اور بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے۔

ترجمہ حدیث:- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ وحی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے کلام فرماتا ہے تو آسمان دنیا کے فرشتے چٹان پر زنجیر کے کھینچے کی ایسی آواز سنتے ہیں اور چلاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جبریلؑ ان کے پاس آتے ہیں اس وقت ان کے قلوب پر خوف طاری ہوتا ہے اور پوچھتے ہیں اے جبریلؑ ہمارے پروردگار نے کیا کہا ؟۔ جبریل کہتے ہیں " اَلْحَق "۔ اس وقت یہ سب اَلْحَق اَلْحَق پکارنے لگتے ہیں۔"

اور ابن مردویہ نے روایت کی ہے ........

" حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنار نے فرمایا: جب جبریل رسول اللہ پر وحی لے کر اترتے ہیں تو آسمان والے دہشت میں آجاتے ہیں اور وحی کی آواز ان کو چٹان پر لوہے کی تیز آواز جیسی سنائی دیتی ہے پس جبریل جس آسمان سے گذرتے ہیں وہاں کے فرشتوں کے قلوب پر دہشت طاری ہوجاتی ہے۔ اور وہ پوچھتے ہیں کہ اے جبریل تم کو کس بات کا حکم دیاگیا ہے۔ جبریل جواب دیتے ہیں اللہ کے کلام کا جو عربی زبان میں ہے۔"

الحاصل یہ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کو جس قدر نازل کرنا منظور تھا اتنا جبریل کو سناتا تھا۔ اور وہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ ان دو حدیثوں سے یہ واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے۔ اس کی کلام میں آواز ہے۔ حروف ہیں۔ ان حرفوں سے اس کی کلام ہے جو مسموع ہے پس کلامِ لفظی، کے کلامِ الٰہی ہونے سے انکار کرنا صریح کفر ہے اور اس کو مخلوق کہنا دوسرا کفر ہے ایسے لوگ اہل سُنّت نہیں ہوسکتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ۳۔ اِستواء علی العرش

اللہ تعالیٰ کی صفاتِ عالیہ دو قسم کی ہیں۔
۱۔ ذاتیہ۔ جیسے علم کہ وہ علیم ہے اور قدرت کہ وہ قادر مطلق ہے۔

۲۔ فعلیہ۔ جیسے پیدا کرنا۔ مارنا، رزق دینا۔ لکھنا وغیرہ افعال ہیں۔ ایسا ہی اس کا ایک فعل استواء ہے کہ وہ بذاتہ عرش معلی پر مستوی ہے۔ علم اور اس کی قدرت ہر جگہ ہے اور ذرہ ذرہ کو محیط ہے لیکن خود بالذات عرش پر ہے جس کی کیفیت معلوم نہیں ہے کہ وہ عرش پر کس طرح ہے۔

حضرت شیخ جیلانی عالم ربانی اپنی کتاب "غنیۃ الطالبین" میں فرماتے ہیں

"اِسْتِوَاءُ الذَّاتِ عَلَی الْعَرْشِ لَا عَلٰی مَعْنَی الْقُعُوْدِ وَالْمُمَاسَۃِ کَمَا قَالَتِ الْمُجَسِّمَۃُ وَالْکَرَّامِیَّۃُ وَلَا مَعْنَی الْعُلُوِّ وَالرِّفْعَۃِ کَمَا قَالَتِ الْاَشْعَرِیَّۃُ وَلَا عَلٰی مَعْنَی الْاِسْتِیْلَاءِ وَالْغَلَبَۃِ کَمَا قَالَتِ الْمُعْتَزِلَۃُ لِاَنَّ الشَّرْعَ لَمْ یَرِدْ بِذٰلِکَ وَلَا نُقِلَ عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ مِنَ السَّلَفِ الصَّالِحِ مِنْ اَصْحٰبِ الْحَدِیْثِ ذٰلِکَ بَلِ الْمَنْقُوْلُ عَنْھُمْ حَمْلُہٗ عَلَی الْاِطْلَاقِ۔"

"یعنی اللہ تعالیٰ بذاتہ عرش پر مستوی ہے نہ اس معنی سے کہ وہ عرش پر بیٹھا ہے اور عرش کے ساتھ ملا ہوا ہے جیسے مجسمہ اور کرامیہ فرقے کہتے ہیں۔ اور نہ اس معنی سے کہ وہ عرش پر بلند ہے جیسے اشعریہ گروہ کہتا ہے۔ اور نہ استواء الٰہی اس معنی میں ہے کہ اللہ کا عرش پر غلبہ اور استیلا ہے جیسے کہ معتزلہ کا عقیدہ ہے۔ کیونکہ شرع میں ان معنوں سے کوئی معنی وارد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہیں ہے اور نہ سلف صالحین، صحابہ کرام و تابعین اور محدثین رحمہم اللہ اجمعین سے یہ معنی منقول ہے بلکہ استوار مطلق منقول ہے۔"

چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے آیت " اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى " کی تفسیر میں فرمایا: " کہ کیفیت معلوم نہیں ہے۔ اور استویٰ مجہول نہیں ہے۔ (معلوم اور ثابت ہے۔) اس صفت کا اقرار کرنا واجب ہے اور انکار کرنا کفر ہے۔"

(غنیہ مع فتوح الغیب عربی اردو جلد اول ص ۱۵۴)

اور ص ۱۵۵ پر امام احمد سے نقل کیا ہے۔

" نُؤْمِنُ بِاَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَلَى الْعَرْشِ كَيْفَ شَاءَ وَكَمَا شَاءَ بِلَا حَدٍّ وَلَا صِفَةٍ يُبَيِّنُهَا وَاصِفٌ "

" یعنی ہم ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پہ ہے جس طرح اس نے چاہا، سوائے کسی حد اور صفت کے کہ اس کو کوئی بیان کرنے والا بیان کرے۔"

پھر لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں یہ فرمایا کہ:

" میں اللہ اوپر بندوں کے ہوں اور میرا عرش تمام خلقت کے اوپر ہے اور میں عرش پر ہوں۔ میں اپنے بندوں کی تدبیر کرتا ہوں اور مجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔"

پھر لکھا ہے کہ:

" اللہ تعالیٰ کا بلا کیف عرش پر ہونا ہر ایک آسمانی کتاب میں مذکور ہے جو کسی نبی پر نازل ہوئی ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تفسیر معالم التنزیل میں ہے:

"فَاَمَّا اَھْلُ السُّنَّةِ یَقُوْلُوْنَ: اَلْاِسْتِوَاءُ عَلَی الْعَرْشِ صِفَةُ اللّٰہِ بِلَا کَیْفٍ یَجِبُ عَلَی الرَّجُلِ الْاِیْمَانُ بِہٖ وَیَکِلُ الْعِلْمَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ"۔

"یعنی اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پر استوار بلاکیف ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے جس پر ایمان لانا واجب ہے اس کی کیفیت ہمیں تو معلوم نہیں۔ وہ اللہ کے سپرد ہے۔"

تفسیر جامع البیان میں ہے۔

"اَجْمَعَ السَّلَفُ عَلٰی اَنَّ اِسْتِوَاءَہٗ عَلَی الْعَرْشِ صِفَةٌ لَّہٗ بِلَا کَیْفٍ نُؤْمِنُ بِہٖ وَنَکِلُ الْعِلْمَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی۔"

"یعنی سلف صالحین کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کا استوار عرش پر ہے اور یہ اس کی صفت بلاکیف ہے۔ جس پر ہم ایمان لاتے ہیں۔ اور اس کی کیفیت اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔"

منتقیٰ مختصر منہاج السنۃ کے ص ۸۱ میں ہے:

"فَھُوَ الظَّاھِرُ لَیْسَ فَوْقَہٗ شَیْءٌ وَھُوَ فَوْقَ سَمٰوَاتِہٖ فَوْقَ عَرْشِہٖ بَائِنٌ مِّنْ خَلْقِہٖ کَمَا دَلَّ عَلَیْہِ الْکِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَاتَّفَقَتْ عَلَیْہِ الْاَئِمَّةُ۔"

"یعنی وہ ظاہر ہے جس کے اوپر کوئی شئی نہیں اور آسمانوں سے اوپر تمام خلقت سے جدا عرش پر ہے اس پر کتاب وسنت دال ہے۔ اور اس عقیدہ پر تمام ائمہ کا اجماع ہے۔"

امام ابن خزیمہ رحمہ سے امام ذہبی ؒ نے "کتاب العلو" اور امام المسلمین ابوعثمان اسماعیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ابن عبد الرحمن صابونی رحؒ نے "عقیدہ صابونیہ" میں یہ نقل کیا ہے

" مَنْ لَمْ يُقِرَّ اَنَّ اللّٰهَ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى فَوْقَ سَمٰوَاتِهِ بَائِنٌ مِنْ خَلْقِهِ فَهُوَ كَافِرٌ يُسْتَتَابُ فَاِنْ تَابَ وَاِلَّا ضُرِبَ عُنُقُهُ "

" یعنی جو شخص یہ اقرار نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر عرش پر ہے اور تمام مخلوق سے جدا ہے وہ کافر ہے۔ اس سے توبہ کرائی جائے اگر توبہ نہ کرے تو اس کی گردن اڑا دی جائے۔" (یہ کام خلیفہ اسلام کا ہے)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحؒ نے عقیدہ واسطیہ میں لکھا ہے کہ:

" قَدْ دَخَلَ فِيْمَا ذَكَرْنَاهُ مِنَ الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَالْاِيْمَانِ بِمَا اَخْبَرَ بِهِ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ وَتَوَاتَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَجْمَعَ عَلَيْهِ سَلَفُ الْاُمَّةِ مِنْ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ فَوْقَ سَمٰوَاتِهٖ عَلٰى عَرْشِهٖ عَلِيٌّ عَلٰى خَلْقِهٖ۔"

" یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کی نازل کردہ شریعت جو کتاب و سنت میں ہے سب پر ایمان لانے میں یہ چیز بھی داخل ہے کہ ایمان لائے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر عرش معلی پر ہے اس پر سلف امت کا اجماع ہو چکا ہے۔"

میں کہتا ہوں کہ امام احمدؒ امام بخاریؒ، امام ذہبی اور امام ابن قیم رحمہم اللہ نے اسی طرح لکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کے جہت علو میں عرش بریں پر ہونے کے دلائل قطعیہ کتاب و سنت میں موجود ہیں۔ اور اس پر علماء اہل سنت کا اجماع ہے۔ مولانا عبدالحیؒ صاحب حنفی لکھنویؒ نے اپنے مجموعہ فتاویٰ جلد اول صہ ۳۵ کتاب العقائد میں اس مسئلہ کو خوب مدلل لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

" بغیر بیان کیفیت استواء اللہ کی ذات کو عرش پر سمجھنا اور اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



علم محیط تمام عالم سمجھنا اور آیاتِ معیت و قرب وغیرہ کو قرب و معیت علمی پر حمل کرنا اہل سنت کا مذہب ہے اور جو شخص ایسا اعتقاد رکھتا ہو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے۔

نیز لکھا ہے :

"اسحٰق بن راہویہ نے کہا کہ اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ عرش پر ہے اور ساتویں زمین کی اشیاء کا بھی اسے علم ہے۔"

نیز ترمذی شریف سے نقل کیا ہے کہ :

"خدا کا علم ہر جگہ ہے اور وہ عرش پر ہے جیسا کہ اس نے اپنا وصف خود اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔"

نیز مولانا لکھنوی یہ فرماتے ہیں :

"یہ جو مشہور ہے کہ یہ مذہب صرف حنابلہ کا ہے غلط ہے بلکہ یہ مذہب جمہور محققین حنفیہ و مالکیہ و حنابلہ و شافعیہ و محدثین وغیرھم کا ہے۔"

مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم نے اپنے فتویٰ میں ص ۳۰ سے ص ۳۵ تک خوب مدلل بحث کی ہے اور حق مسلک محدثین کا ٹھہرایا ہے اور فرمایا ہے :

"یہی مذہب صحابہؓ تابعین و ائمہ مجتہدین و محدثین و فقہاء و اصولیین محققین کا ہے۔"

نیز سیر النبلاء سے یہ نقل کیا ہے کہ :

"بہت سے لوگوں نے ابو العباس سراج سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ قتیبہ نے کہا ہے کہ ائمہ اسلام اور اہل سنت و جماعت کا یہ قول ہے کہ ہمارا خدا عرش پر ہے۔"

میں کہتا ہوں کہ اصلی اور حقیقی اہل سنت کا تو یہی مسلک و مذہب ہے لیکن آج اس

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دورِ افتراق میں نام کے اہل سنت جو بناسپتی قسم کے ہیں اس عقیدہ کے خلاف ہیں کوئی یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر و ناظر اور ہر مکان میں بالذات ہے اور کوئی یہ کہتا ہے کہ ہر چیز کے اندر خدا کی ذات ہے یہ اتحادی اور حلولی فرقہ ہے جو اپنے آپ کو حنفی کہلاتا ہے اور بعض کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا عرش پر مستوی تھا وہ مدینہ میں مصطفیٰ بن کر آیا۔ یہ بھی سُنّی بنتے ہیں۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ عرش پر ذاتِ الٰہی کا غلبہ ہے وہ جہت فوق میں نہیں ہے۔ چنانچہ دیوبندی اور بریلوی مقلدین اہل رائی سب اللہ تعالیٰ کے جہت فوق اور عرش پر بالذات ہونیکے منکر ہیں۔ عقیدہ علماء دیوبند رسالہ المہند علی المفند میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا اردو حصہ عقائد علماء دیوبند کے نام سے شائع ہے۔ اس کے صفحہ ۲۳ میں ہے کہ "استواء" اس سے مراد غلبہ ہو اور ہاتھ سے مراد قدرت تو یہ بھی ہمارے نزدیک حق ہے۔ البتہ جہت اور مکان اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کرنا ہم جائز نہیں سمجھتے۔ یہ عقیدہ معتزلہ کا ہے۔ جو اہل سنت سے خارج ہیں اور یہ عقیدہ ان کا امام ابوحنیفہ کوفی کے بھی خلاف ہے۔ امام صاحب نے فقہ اکبر صہ۵ میں یہ فرمایا ہے:

"وَلَهٗ يَدٌ وَّوَجْهٌ وَّنَفْسٌ كَمَا ذَكَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ فَهِيَ صِفَاتٌ بِلَا كَيْفٍ وَلَا يُقَالُ اَنَّ يَدَهٗ قُدْرَتُهٗ اَوْ نِعْمَتُهٗ لِاَنَّ فِيْهِ اِبْطَالُ الصِّفَةِ وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ الْقَدْرِ وَالْاِعْتِزَالِ"

(یعنی اللہ کے لیے ہاتھ، منہ، نفس ہے جیسے اس نے قرآن میں ذکر کیا ہے اور یہ صفات بلا کیف ہیں۔ یوں نہیں کہا جائے گا کہ ہاتھ سے مراد قدرت یا نعمت ہے کیونکہ یہ تو اللہ کی صفت کا باطل کرنا ہے اور قدریہ اور معتزلہ کا مذہب ہے۔")

اسی طرح اپنے رسالہ "وصیت نامہ" کے صہ۲۰ میں جو ملحقہ فقہ اکبر سے ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ لکھا ہے: (ترجمہ عربی)

"کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے سوائے اس کے کہ اس کو عرش کی حاجت ہو یا اس پر اس کا (مخلوق کی طرح) ٹھہراؤ ہو۔ کیونکہ وہ عرش اور غیر عرش سب کا محافظ ہے۔ اگر محتاج ہوتا تو تمام عالم کی ایجاد نہ کرسکتا۔ اور اگر عرش پر ٹھہراؤ اور حاجت ہو تو پھر عرش سے پہلے اللہ کہاں تھا؟" (یعنی بلا حاجت عرش پر ہے۔)

اس سے ظاہر ہوا کہ امام صاحب اللہ تعالیٰ کو بالذات عرش پر سمجھتے ہیں مگر عرش کا محتاج نہیں جانتے تھے۔ یہ ٹھیک ہے۔ اور کتاب الاسماء امام بیہقی کے صـ ۴۲۹ میں ہے:

"کہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے زمین پر نہیں ہے۔"

اسی طرح امام ذہبی نے کتاب العلو میں نقل کیا ہے۔ اور کتاب الاسماء کے صـ ۴۲۷ میں امام عبد اللہ بن مبارک تابعی شاگرد امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے کہ علی بن حسن نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن مبارک سے دریافت کیا کہ ہم اپنے رب کو کس طرح پہچانیں؟ تو

"قال فی السماء السابعة علی عرشه"

"یعنی ساتویں آسمان پر عرش کے اوپر ہے۔" (یہ عقیدہ معرفت الٰہی میں داخل ہے۔)

میں کہتا ہوں کہ قرآن مجید کی سورۂ ملک میں ہے:

"ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاءِ"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"یعنی کیا تم اس ذات سے بے خوف ہو جو آسمان پر ہے۔"

امام بیہقی کتاب الاسماء صـ۴۲۶ میں اس پر لکھتے ہیں

"وَقَدْ ذَكَرْنَا مَعْنَاهُ - مَنْ فَوْقَ السَّمَاءِ عَلَى الْعَرْشِ"

"یعنی اس کا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان کے اوپر عرش پر ہے۔"

یہ واضح بات ہے کہ عرش ساتویں آسمان پر ہے۔ جب اللہ عرش پر ہوا تو آسمان کے اوپر بھی ہوا۔ اس سے جہت فوق ثابت ہو گئی۔ قرآن میں فرشتوں کی بابت یہ وارد ہے:

"يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ"

"یعنی ملائکہ اللہ تعالیٰ سے اپنے اوپر سے ڈرتے ہیں۔"

حدیث میں ہے حضرت زینب ام المومنین رضؓ نے فرمایا:

"زوجنی اللہ من فوق سبع سموات۔" (رواہ البخاری)

"یعنی اللہ نے میرا نکاح ساتوں آسمانوں کے اوپر (عرش) سے کیا۔"

اس سے جہتِ فوق ثابت ہے۔ ابو داؤد میں حدیث ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

"اِنَّ اللّٰهَ فَوْقَ عَرْشِهٖ وَعَرْشُهٗ فَوْقَ سَمٰوَاتِهٖ"

"یعنی اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور عرش آسمانوں کے اوپر ہے۔"

(مشکوٰۃ صـ۲۸۵)

اور کتاب الآثار امام محمد عربی اردو کے صفحہ ۱۳۸ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لونڈی سے سوال کیا کہ:

"این اللہ؟" "یعنی اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟"

اس نے جواب دیا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"فِی السَّمَاءِ"۔ "کہ وہ آسمان پر ہے"

ایک نسخہ میں ہے:

"اَشَارَتْ اِلَی السَّمَاءِ۔"

"کہ لونڈی نے آسمان کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔"

اور منتقی الاخبار بمع نیل الاوطار ج ۸ ص۲۵۱ میں ابوھریرہ کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

"فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیْنَ اللّٰہُ؟ فَاَشَارَتْ اِلَی السَّمَاءِ بِاِصْبَعِھَا۔ فَقَالَ لَھَا مَنْ اَنَا؟ فَاَشَارَتْ بِاِصْبَعِھَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِلَی السَّمَاءِ۔ اَیْ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔"

"یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لونڈی سے پوچھا کہ اللہ کہاں ہے؟ اس نے آسمان کی طرف انگلی سے اشارہ کیا یعنی آسمان کے اوپر ہے۔ پھر دریافت کیا کہ میں کون ہوں؟ لونڈی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کیا انگلی سے اور پھر آسمان کی طرف اشارہ کیا یعنی آپ اس اللہ کے رسول ہیں جو آسمان پر ہے۔"

اس حدیث کو ان لفظوں سے امام طبرانی نے بھی ابن عباس سے ذکر کیا ہے مگر "منتقی" اور "نیل" میں صرف امام احمد کی روایت نقل کی گئی ہے۔

ان روایتوں کے سب الفاظ ملا کر مطلب لیا جائے گا کہ احادیث باہم ایک دوسری کی تفسیر ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لونڈی کو مومنہ کہہ کر آزاد کرنے کا حکم دیا جس کو مالک نے آزاد کر دیا تھا۔ اس حدیث سے جہت فوق اور اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی طرف اشارہ کرنا صاف ثابت ہوا۔ پس یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ جہت سے پاک ہے باطل ہے اور یہ معتزلہ، جہمیہ گمراہ فرقوں کا قول ہے اور فلاسفہ کا بکواس ہے جس کو متقلدین اہل الرأی نے قبول کر لیا ہے جس سے وہ اہل سنت سے خارج ہیں۔ جامع البیان کے حاشیہ صہ ۲۲۸ میں ہے کہ امام خطابی نے "شعار الایمان" میں کہا ہے:

"اِنَّ اِنْكَارَ الْفَوْقِيَّةِ شَيْءٌ سَرَقَهُ الْمُتَأَخِّرُوْنَ مِنَ الْفَلَاسِفَةِ وَفِي ذٰلِكَ رَدٌّ لِكِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ۔"

"یعنی فوقیت الٰہی کا انکار متاخرین نے فلاسفہ سے لیا ہے یہ اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو رد کرنا ہے۔"

یہ گمراہی ہے جو محققین اہل سنت کے خلاف ہے۔ امام ابن القیم نے "اغاثۃ اللھفان" میں اس پر بہت بحث کی ہے اور یہ لکھا ہے:

"اِنَّ اِثْبَاتَ الْجِهَةِ وَاجِبٌ بِالشَّرْعِ وَالْعَقْلِ وَاِنَّ اِبْطَالَهٗ اِبْطَالُ الشَّرَائِعِ۔"

"یعنی جہت فوقیت کا ثبوت شرع اور عقل کی رو سے واجب ہے اور اس کا ابطال شرائع کا ابطال ہے۔"

میں کہتا ہوں کہ محدثین کی کتابوں میں ان لوگوں کو گمراہ کہا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے عرش پر ہونے اور جہت فوق میں ہونے سے انکاری ہیں۔ کتاب العلو، کتاب العرش، عقیدہ واسطیہ، رسالہ خلق افعال العباد اور کتاب الاسماء وغیرہ ملاحظہ ہوں۔ مولانا عبدالحی لکھنوی مجموعہ فتاویٰ جلد ۱ صہ ۳۱ میں بحوالہ التمہید مولفہ خواجہ ابوشکور سلمی حنفی یہ لکھا ہے کہ ابو مطیع بلخی نے کہا ہے کہ میں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



امام ابو حنیفہ سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو کہے :

" لَا اَدْرِیْ اَیْنَ اللّٰہُ "

" یعنی میں نہیں جانتا کہ اللہ کہاں ہے ؟ "

تو امام ابو حنیفہ نے کہا : وہ کافر ہے ۔ کیونکہ اس نے نص کی مخالفت کی ہے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

" اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۔ "

اس کو پڑھو اور اس پر ایمان لاؤ ۔ پس ابو مطیع نے پوچھا : کہ اللہ کا استواء کیونکر ہے ۔ آپ نے فرمایا : جیسا وارد ہوا ہے ۔ اس پر ایمان لاؤ ۔

اور مولانا لکھنوی صـ۳۴ پہ عبارات علماء سے نقل کرکے یہ فرماتے ہیں :

" ان عبارات سے معلوم ہوا کہ صحابہ وغیر صحابہ ، ائمہ وغیر ائمہ حنفیہ وغیر حنفیہ سب کا مذہب یہ ہے کہ اللہ کی فوقیت عرش پر ہے اور یَد و وَجہ وغیرہ صفات بلا کیف ہیں ۔ اور ان سب کی تاویل کرنا صحیح نہیں ہے ۔ "

لیکن مولانا اشرف علی تھانوی اپنی کتاب "بوادر النوادر" کے صـ۱۲۱ میں لکھتے ہیں :

" جہت کی نفی نقل و عقل دونوں سے ثابت ہے ۔ مگر آپ نے نہ نقل صحیح سے ثبوت دیا نہ عقل سلیم سے ۔ نقل میں آیت لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ کو پیش کیا جس سے نفی جہت کی ظاہر نہیں ہے ۔ اور عقل فلاسفہ سے حاصل کی ہے جو نصوص کے مقابلہ میں مردود ہے ۔ اسی واسطے فقہاء سلف نے فلسفہ اور علم منطق اور علم کلام پڑھنا پڑھانا حرام قرار دیا ہے کہ اس کے ذریعے شریعت الٰہی کی تکذیب کی جاتی ہے اور اس سے الحاد پیدا ہوتا ہے ۔ سب منطقی لوگ اس گمراہی کا شکار ہو چکے ہیں ۔ مولانا اشرف علی نے اپنی تفسیر "بیان القرآن" میں آیات استواء میں یہ تاویل درج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ی کہ تخت شاہی پر قائم ہوا۔ یعنی زمین و آسمان میں احکام جاری کرنے لگا جب علماءِ اہلحدیث نے دبایا تو آخر "بوادر النوادر" میں اس پر کچھ بحثیں کرتے ہوئے کچھ کچھ رجوع کیا ہے مگر باطن میں عقیدہ وہی ہے جو علماءِ دیوبند نے کہا ہے۔ پس سلف صالحین کا خلاف کرنے والے کبھی اہل سنت نہیں ہو سکتے۔

امام طحاوی کے رسالہ طحاویہ کی شرح عقیدہ طحاویہ کے نام سے شائع ہے اس کے صہ۲۱۷ و صہ۲۱۹ میں نصوص قطعیہ سے جہت علو و فوق باری تعالیٰ کے لیے ثابت کی ہے جن کو نقل کرنا باعثِ طوالت ہے۔ اور انہوں نے یہ لکھا ہے

"لَا یَتِمُّ اِنْکَارُ الْفَوْقِیَّۃِ اِلَّا بِاِنْکَارِ الرُّؤْیَۃِ۔"

"یعنی جہت فوق سے انکار تب ہی پورا ہو سکتا ہے کہ رؤیت باری کا بھی انکار کیا جائے۔"

کیونکہ بروئے حدیث یہ ثابت ہے کہ اہل جنت اپنے خدا کو جہتِ فوق میں دیکھیں گے۔ چنانچہ یہ الفاظ ہیں۔

"وَاِذَا سَطَعَ لَھُمْ نُوْرٌ فَرَفَعُوْا رُؤُسَھُمْ فَاِذَا الْجَبَّارُ جَلَّ جَلَالُہٗ قَدْ اَشْرَفَ عَلَیْھِمْ مِنْ فَوْقِھِمْ وَقَالَ یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ"

(مسند احمد وغیرہ)

"یعنی جب نورِ الٰہی ظاہر ہوگا تو اہل جنت اپنے سر اوپر کو اٹھائیں گے تو اللہ جبار جل جلالہ انکو ان کے اوپر سے جھانکے گا اور فرمائے گا اے جنت والو السلام علیکم۔"

"رؤیت باری کو مان کر فوقیت کا انکار سفسطہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# ۴۔ بعد از موت اولیاء اللہ کے تصرفات کا عقیدہ

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب بوادر النوادر کے صہ۸ ج ۱ میں یہ لکھا ہے کہ:

"بعض اولیاء اللہ سے بعد انتقال کے بھی تصرفات اور خوارق سرزد ہوتے ہیں اور یہ امر معنی حد تواتر تک پہنچ گیا ہے۔"

رسالہ "عقائد علماء دیوبند" کے صہ۲۱ میں ہے کہ:

"اب رہا مشائخ کی روحانیت سے استفادہ کرنا اور ان کے سینوں اور قبروں سے فیوض پہنچنا سو بیشک صحیح ہے۔"

تذکرہ الرشید جلد اول صہ۲۵۶ میں لکھا ہے:

"سنا ہے کہ طوفان کی شدت کے وقت جس کی تھوڑی دیر بعد سکون کے آثار پیدا ہوئے حکیم ضیاء الدین صاحب یا کسی دوسرے نے عالم رؤیا یا عالم واقعہ میں دیکھا تھا کہ متلاطم سمندر میں ایک طرف اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب اور دوسری جانب حضرت حافظ صاحب جہاز کو کندھا دیئے آگے کو دھکیلے اور موجوں کے تھپیڑوں سے ان کی حفاظت فرماتے جا رہے ہیں اور کہتے ہیں گھبراؤ نہیں۔"

قصائد قاسمی صہ۳۶ میں حافظ ضامن اپنے مرشد مولوی ضیاء الدین رامپوری کو لکھتے ہیں:

"تیرا سایہ ہو جس پر اللہ کا سایہ
خدا راضی ہو تو راضی ہو خوشا جس مسلماں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مدد کر غوثِ اعظم ہم سے غریبوں کی

چھوڑائے غیر تیرے کون دستِ نفس شیطاں سے

خبر لینا ہماری اے شہِ دین و دنیا جلدی

کہ ہے گا بر سرِ کیں نفس اس ننگ غلاماں سے

پکڑنا ہاتھ میرا شیخ نور احمدی جلدی

کہ راہ ملتا نہیں مقصود کا ظلماتِ عصیاں سے ''

حاجی امداد اللہ صاحب جنہیں سب دیوبندی اپنا پیر و مرشد تصور کرتے ہیں وہ اپنے پیر خواجہ نور محمد صاحب کو یوں ندا کرتے ہیں۔ اور اپنا مشکل کشا جانتے ہیں۔

اے نور محمد خاص محبوب خدا

ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفیٰ

مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا

عشق کی برمن کے باتیں کانپتے ہیں دست و پا

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا۔

آسرا دنیا میں ہے از بس تیری ذات کا

تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں التجا

کہ دن محشر کے بھی جس دن قاضی ہو خدا

آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

مولوی اشرف علی صاحب کی نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ؐ کے صـ ۲۸۳ میں ہے:

" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قصیدہ بردہ شریف کے مصنف کی

www.KitaboSunnat.com



استعانت فرمائی اور بیماری خارجی سے نجات دلائی۔"

بوادر النوادر" کے صـ ۳۸ ج ا میں استمداد بالمخلوق کی پانچ قسمیں لکھ کر یہ لکھتے ہیں کہ:

"پس استمداد ارواح مشائخ سے صاحب کشف الارواح کے لیئے قسم ثالث ہے۔"

قسم ثالث کی تعریف یہ لکھی ہے۔

"جو باعتقاد علم وقدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم وقدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائز ہے۔ خواہ مستمد منہ حی ہو یا میت"

مولانا حسین احمد مدنی اکابر علماء دیوبند میں شمار ہوتے ہیں وہ اپنی کتاب "الشہاب الثاقب" صـ ۶۵ میں لکھتے ہیں:

"وہابیہ نجدیہ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ استعانت بغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے اور یہ وجہ بھی ان کے نزدیک سبب مخالفت کی ہے۔ حالانکہ یہ اکابر مقدسان دین متین اس کو استعانت میں سے شمار نہیں کرتے۔ جو کہ مستوجب شرک یا باعث ممانعت ہو۔"

یہ مولانا مدنی نے بریلوی حضرات کی مخالفت کا ذکر کیا ہے کہ وہ ہماری خواہ مخواہ مخالفت کرتے ہیں ہم اس بات میں ان سے متفق العقیدہ ہیں اور وہابیہ نجدیہ کے خلاف ہیں۔ اور اسی کتاب کے صـ ۵۷ میں لکھا ہے کہ:

"یہ مقدس اکابر ہمیشہ اولیاء کرام وانبیاء عظام سے توسل کرتے رہتے ہیں اور اپنے مخلصین کو اس کی ہدایت کرتے ہیں جس کو وہابیہ مثل شرک و ناجائز وحرام جانتے ہیں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مولانا اشرف علی تھانوی نے مولانا گنگوہی سے استغاثہ کیا اس کا ایک شعر ہے

ے یَا سَیِّدِی لِلّٰہِ شَیْئًا اِنَّہٗ
اَنْتُمْ لِیْ مُجْدِیْ وَاِنِّیْ جَادِیْ

"یعنی اے میرے سردار! اللہ کے واسطے مجھے کچھ دیجیے۔ بیشک شان یہ ہے کہ تم مجھے دینے والے ہو اور میں آپ سے لینے والا ہوں۔"

خلاصہ کلام یہ ہے کہ دیوبندی حنفی اور بریلوی حنفی کا تصرف اولیاء بعد از موت اور استغاثہ اور استمداد کرنے میں عقیدہ ایک ہی ہے یہ عقیدہ توحید الٰہی کے سب خلاف ہے۔ اور شرک ہے اس لیے ایسے عقیدے والے اہل سنت والجماعت میں ہرگز شمار نہیں۔ کہ کتاب و سنت سے اس عقیدہ کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ بلکہ اس کے خلاف نصوص قطعیہ موجود ہیں۔ قرآن میں ہے:

"اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ" (سورہ نحل)

"یعنی جنہیں یہ پکارتے ہیں وہ لاشیں بے جان ہیں۔ ان کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ ہم کب قبروں اور خانقاہوں سے اٹھائے جائیں گے۔"

نیز سورہ احقاف میں ہے:

"وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَھُمْ عَنْ دُعَائِھِمْ غَافِلُوْنَ۔"

"یعنی اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہو سکتا ہے جو اللہ کو چھوڑ کر ایسے کو پکارے جو قیامت تک اس کو جواب نہ دے سکے اور ان کو پکارنے کی خبر ہی نہ ہو۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سبحان اللہ کیا عمدہ ارشاد ہے۔ اس آیت سے یہ اصول ظاہر ہوا کہ جو جواب نہ دے اور سننے سے غافل ہو اس کو حاجت یا مدد کے لیے پکارنا شرک اور گمراہی ہے۔

دیوبندی اور بریلوی تمام علماء اور جہلاء جمع ہو کر کسی قبر والے بزرگ یا خانقاہ والے ولی کو خوب زور شور سے پکاریں اور پھر ان سے کسی بات کی ہاں یا ناں کا جواب حاصل کریں۔

دوم یہ ثابت کریں کہ اموات ان کی باتوں اور فریادوں کو سنتے ہیں حالانکہ قرآن میں ہے:

"وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ۔

"یعنی اے نبیؐ! آپ قبر والوں کو نہیں سنا سکتے۔"

پس یہ عقیدہ باطل ہوا۔ کہ نہ اہل قبور سنیں گے اور نہ جواب دیں گے پھر ان سے فیوض کیسے حاصل ہوا۔ اور ان کا تصرف کہاں پایا گیا۔ بحر الرائق میں صاف لکھا ہے:

"إِنْ ظَنَّ أَنَّ الْمَيِّتَ يَتَصَرَّفُ فِي الْأُمُوْرِ دُوْنَ اللّٰهِ اِعْتِقَادًا بِهٖ ذٰلِكَ كُفْرٌ۔

"یعنی اگر کسی شخص نے یہ اعتقاد کیا کہ میت کو بھی سوائے اللہ کے کاموں میں تصرف کا اختیار ہے وہ کافر ہے۔

یہ مقلدین حنفیہ جس امام ابوحنیفہ کی تقلید کا دعویٰ رکھتے ہیں ان کا واقعہ کتاب "غرائب فی تحقیق المذاہب میں درج ہے جس کا مختصر ذکر یہ ہے کہ امام صاحب نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ قبرستان میں کسی بزرگ کی قبر پر کھڑا اس بزرگ کو پکار رہا ہے۔ امام صاحب نے اس سے پوچھا کہ تم کو کچھ جواب ملا؟ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے کہا نہیں۔ آپ نے ناراض ہو کر فرمایا:

"تَرِبَتْ يَدَاكَ كَيْفَ تُكَلِّمُ أَجْسَادًا لَا يَسْتَطِيعُونَ جَوَابًا وَلَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَسْمَعُونَ صَوْتًا وَقَرَأَ فَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ"

"یعنی تیرے دونوں ہاتھ خاک آلودہ ہوں تو ایسے جسموں سے کلام کرتا ہے جو نہ جواب دے سکتے ہیں اور نہ کسی چیز کے مالک ہیں اور نہ آواز سنتے ہیں اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ اہل قبور کو نہیں سنا سکتے۔"

علامہ تفتازانی شرح المقاصد میں لکھتے ہیں:

"لَا نِزَاعَ أَنَّ الْمَيِّتَ لَا يَسْمَعُ۔"

"یعنی اس بات میں کوئی نزاع نہیں کہ میت نہیں سنتی۔"

فقہاء حنفیہ نے تو سماع موتی کا اس قدر استیصال کیا ہے کہ گویا یہ عقیدہ کہ مردے سنتے ہیں بالکل کچا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ اس زمانہ کے مقلدین خصوصاً اور سابقہ زمانہ کے عموماً اعتقادات میں اپنے امام کے سخت خلاف ہیں۔ صرف فروعی مسائل میں ان کے مقلد ہیں۔ اس لیے حنفی مذہب گمراہ فرقوں کی مرکب معجون ہے۔ چنانچہ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی اپنی کتاب "الرفع والتکمیل ص۲۷ ملحقہ میزان الاعتدال مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ میں یہ لکھتے ہیں:

"فَكَمْ مِنْ حَنَفِيٍّ حَنَفِيٌّ فِي الْفُرُوعِ مُعْتَزِلِيٌّ عَقِيدَةً كَالزَّمَخْشَرِيِّ جَارِ اللهِ مُؤَلِّفِ الْكَشَّافِ وَغَيْرِهِ كَمُؤَلِّفِ الْقُنْيَةِ وَالْحَاوِي وَالْمُجْتَبَى شَرْحِ مُخْتَصَرِ الْقُدُورِي نَجْمِ الدِّينِ الزَّاهِدِيِّ

www.KitaboSunnat.com



...... وَكَعَبْدِ الْجَبَّارِ وَأَبِي هَاشِمٍ وَالْجُبَّائِي وَغَيْرِهِمْ وَكَمْ مِنْ حَنَفِي حَنَفِيٌّ فَرْعًا مُرْجِيٌّ أَوْ زَيْدِيٌّ أَصْلًا وَبِالْجُمْلَةِ فَالْحَنَفِيَّةُ لَهَا فُرُوعٌ بِاعْتِبَارِ اخْتِلَافِ الْعَقِيْدَةِ فَمِنْهُمُ الشِّيْعَةُ وَمِنْهُمُ الْمُعْتَزِلَةُ وَمِنْهُمُ الْمُرْجِيَةُ ۔"

"یعنی کتنے ہی حنفی فروعات میں حنفی ہیں اور اصول میں زیدی یا مرجیہ۔ حاصل کلام یہ کہ حنفیہ کی باعتبار اختلاف عقیدہ کئی شاخیں ہیں۔ ان میں شیعہ بھی ہیں اور معتزلی بھی ہیں مرجیہ بھی ہیں"۔ اھ

مثال کے طور پر یہ سنو کہ حضرت امام صاحب نے فقہ اکبر میں صاف یہ لکھا ہے،

" وَوَالِدَا رَسُوْلِ اللّٰهِ مَاتَا عَلَى الْكُفْرِ "[1]

"یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین حالت کفر پر مرے تھے"۔

احادیث صحیحہ سے بھی امام صاحب کی تائید و تصدیق پائی جاتی ہے۔ ملا علی قاری وغیرہ اہل انصاف علماء حنفیہ نے بھی اس کا اثبات کیا ہے۔ مگر موجودہ حنفیہ کے سب فرقے دیوبندی بریلوی عربی عجمی اس بات کے قائل ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین اہل ایمان جنتی ہیں۔ انہوں نے احادیث صحیحہ اور امام صاحب کے عقیدہ کو صاف ٹھکرا دیا ہے اس لیے یہ اہل سنت کسی صورت نہیں ہو سکتے۔ فتفکروا

اولیاء اللہ اموات سے فیوض کی امید رکھ کر ان کو پکارنے والا اور ان کے تصرف کا قائل حنفی بھی نہیں رہ سکتا کیونکہ امام ابوحنیفہ کا یہ مذہب نہیں تھا۔ اور نہ اس کی کوئی دلیل شرعی پائی جاتی ہے۔ یہ لوگ صرف اپنے بزرگوں کے مشاہدے پیش کرکے معجزات، کرامات۔ عذاب قبر اور کئی آسمانی و ارضی امور کو جھٹلاتے ہیں۔ ایسا ہی یہ کرتے ہیں کہ ہمارے فلاں بزرگ نے یہ کیا، اور فلاں نے یوں کیا جس کو فلاں ولی اللہ نے دیکھا کر فلاں ولی اللہ یوں کرتا تھا۔ یہ افسانے ان کے شرعی دلائل ہیں جو خلاف

---

[1] یہ عبارت فقہ اکبر کے بعض نسخوں سے حذف کر دی گئی ہے۔ دیکھو "اسلام کی امانت سینوں میں ہے بازار کے عام"...

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قرآن وحدیث ہیں۔ اہل بدعت میں ایسی ہی حسن عقیدت سے شرک پھیلا ہے۔ شرعی ثبوت ان کے پاس کوئی نہیں ہے۔

دراصل شیاطین بزرگوں کی شکلوں میں متشکل ہو کر اپنے تصرفات کرتے ہیں تاکہ ان کے معتقدین ان کو پکاریں۔ ان کا وسیلہ پکڑیں اور ان سے حاجات طلب کریں جس سے شرک لازم آئے۔ اور یہ بنی آدم جنت سے محروم ہو کر دوزخی ہو جائیں۔

چنانچہ مولانا عبدالحی صاحب حنفی لکھنوی کے فتاویٰ میں یہ سوال ہے کہ

"نبی یا صدیق یا ولی یا صالح کا بعد موت یا قبل موت کسی کے سر پر آنا اور اس کی زبان میں بولنا اور اس کی مدد کرنا شرعاً ثابت ہے یا نہیں۔؟

مجموعہ فتاویٰ جلد اص۶۵ میں اس سوال کا جواب یوں ارشاد فرماتے ہیں:

"جواب: ثابت نہیں ایسے امور کا قائل "دراصل" ہے اس کا قول قابل سماعت نہیں۔ البتہ شیاطین جن ایسے کام کیا کرتے ہیں"

یہ جواب مولانا سید شریف حسین مرحوم کا ہے جس کو درج فرما کر مولانا عبدالحی مرحوم اس کی یوں تصویب فرماتے ہیں:

"ھوالمصوب: جن کا سر پر آنا شرعاً اچھی طرح ثابت ہے اور یہ شیاطین جن کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ صلحاء جن سے بھی کسی وجہ خاص سے ایسے امور ہوا کرتے ہیں۔ جیسا کہ مطالعہ "آکام المرجان فی احکام الجان ولقط المرجان فی اخبار الجان" سے واضح ہوتا ہے باقی سر پر آنا کسی نبی و صدیق یا شہید یا ولی کا اگرچہ فی نفسہ ممکن ہے مگر تصدیق اس کے وقوع کی مورد اشتباہ ہے۔"

پھر مولانا لکھنوی نے شاہ عبدالعزیز مرحوم دہلوی کی ایک طویل تحریر پیش کی ہے جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں اول شیخ اکبر وغیرہ صوفیہ سے یہ نقل کیا ہے کہ ملائکہ، جن، ارواحِ بنی آدم کا تصرف ہے پھر علماءِ اہل ظاہر کا انکار نقل کیا ہے اور پھر اپنے فیصلہ میں مشتبہ قرار دیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

"لیکن علماءِ ظاہر اس قسم کو تلبیساتِ شیاطین و جن پر محمول کرتے ہیں کیونکہ ان کے لیے ایسا تصرف باجماع ثابت ہے۔ پس یہ کسی روح میں تصرف کرتے ہیں اور کبھی بزرگوں کے ناموں میں سے کوئی ایک نام لے لیتے ہیں۔ تاکہ لوگ انکار نہ کریں۔ اور تعظیم کے ساتھ پیش آویں۔ اور ان حکایات بعوذ سنیں اور تصوف وغیرہ کے مسائل کا جاننا شیاطین و جن کے لیے آسان ہے بعض شیاطین ایسے تصرف سے صریح اغوا کا قصد کرتے ہیں اور اچھے لوگوں کے سامنے ان کا مکر نہیں چلتا۔ اور بعض تعلیم وارشاد کے پردے میں دھوکہ دیکر اپنی طرف مائل کرتے ہیں اور یہ ایسا دھوکہ ہے کہ عام لوگوں کی طرح خواص بھی اس فریب میں آجاتے ہیں اور زمانہ جاہلیت میں شیاطین اسی طرح آتے تھے اور علماءِ ظاہر اس دعوی پر یہ دلیل لاتے ہیں کہ اگر ارواح طیبہ سے بھی ایسا ہی تصرف واقع ہوتا جیسا شیاطین سے واقع ہوتا ہے تو بڑا زبردست دھوکہ ہوتا اور بڑا فتنہ پھیلتا۔ اور اولیاء سے جو قصے منسوب ہوئے ہیں وہ سب زندہ ولیوں کے قصے ہیں جو کسی زندہ کی روح میں تصرف کر کے اس کو بیکار محض کر کے اس کی زبان سے خود باتیں کی ہیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ زندگی میں اگر کوئی شخص زندوں کی روحوں سے بروز روحی کا ادعا کرے، اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کوئی فعل یا کام اس سے صادر ہو اور اس زندہ کی طرف رجوع کر کے
شبہ کو حل کر سکتا ہے بخلاف ان روحوں کے جو عالم برزخ
میں ہوں۔ اور صوفیہ ارواحِ اولیاء کا کسی میں آنا چاہے وہ ولی
زندہ ہو یا مردہ ممکن جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر اس شخص کے
اقوال وافعال شرع کے موافق ہوں تو روح پاک ہے ورنہ خبیث۔

بالجملہ اچھا طریقہ یہ ہے کہ تصوف کے قاعدے پر امکان کا انکار نہ کرنا چاہیے اور وقوع کو جو اشتباہ کے محل میں ہے تسلیم نہ کرنا چاہیئے۔

میں کہتا ہوں کہ شاہ صاحبؒ اور مولانا عبدالحیؒ نے علماء ظاہر کا جو عقیدہ ظاہر کیا ہے وہ ٹھیک ہے اور صوفیہ کا مشتبہ بتایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شیاطین جن ان مریدوں کے پاس آتے ہیں جو اپنے بزرگوں اور پیروں کے معتقد ہیں اور ان کا وسیلہ پکڑتے ہیں وہ ان میں اپنا تصرف کرتے ہیں اور یہ پیر پرست اپنے بزرگوں کے فیوض تصور کر کے تصرف کے قائل ہیں۔ یہ عقیدہ بالکل واہیات ہے۔ اب یہاں مولانا ابوالاعلیٰ صاحب قائدِ اعظم جماعت اسلامی کا فیصلہ بھی ملاحظہ کرنے کے قابل ہے جو درج ذیل ہے۔

مولانا مذہبی اور سیاسی عقائد و مسائل میں خاص مہارت رکھتے ہیں۔ آپ سے لوگ تحقیق مسائل کے لیے اکثر سوال کرتے رہتے ہیں آپ اپنی تحقیق کی بناء پر ان کو جواب دیکر اپنے ماہواری رسالہ ترجمان القرآن میں شائع کر دیتے ہیں چنانچہ ترجمان القرآن جلد ۲۹ عدد ۱-۲ صـ ۱۰۲ میں ایک سوال یوں درج ہے:

سوال: مشائخ و صوفیہ کے بعض تذکروں میں یہ ملتا ہے کہ فلاں صاحب
نے فلاں بزرگ کی قبر پر مراقبہ اور چلہ کیا اور یہ بھی کہ فلاں بزرگ کا یہ قول
و تجربہ ہے کہ فلاں قبر پر اللہ سے دعا مانگنا قبولیت کا سبب ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس کی دین میں کیا اصل ہے؟

## مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کا فیصلہ :-

جواب :- اول تو دین میں اصل چیز کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہے۔ نہ کہ بزرگوں کے اقوال (صدقت) دوسرے خود بزرگوں کے اقوال و افعال کے متعلق جو مواد تذکروں میں ملتا ہے وہ بھی ایسا مستند نہیں کہ اس کی بنا پر یہ اطمینان کیا جا سکے کہ واقعی ان بزرگوں کے اقوال و افعال یہی تھے جو ان کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ (اسی وجہ سے کتب فقہ کے اقوال ائمہ مشکوک ہیں کیونکہ بے سند ہیں ع) ایسی چیزوں کو ماخذ مان کر ان کی پیروی کرنا میرے نزدیک سخت بے احتیاطی ہے۔ (اصل حقیقت یہی ہے) محفوظ طریقہ وہی ہے جو ہمیں قرآن و حدیث سے ملتا ہے جس کے دور صحابہؓ اور دور تابعین میں رائج ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ اور جس کو امت کے محدثین اور فقہاء نے منقح کیا ہے اور مدون کر کے رکھ دیا ہے۔ لہذا جو شخص دین کی یقینی اور قابل اعتماد راہ پر چلنا چاہتا ہو اس کو اس محفوظ طریقہ سے تجاوز کا کبھی خیال بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ باہر جو کچھ ہے وہ کم از کم خطرے سے تو خالی نہیں ہے۔ اب اسی معاملہ کو لیجیئے جس کے متعلق آپ سوال کر رہے ہیں جن تذکروں میں یہ ذکر ملتا ہے کہ فلاں، فلاں بزرگوں نے یہ کام کیا تھا ان کی روایات کا حدیث کی کسی ضعیف سے ضعیف روایت کے مقابلہ میں بھی آخر کیا پایہ ہے؟ (کچھ بھی نہیں ہیچ ہے۔ ع) کسی سند کی بنا پر یہ اعتماد یا گمان غالب ہو سکتا ہے کہ ان بزرگوں نے واقعی ایسا کیا تھا (جھوٹے بے سند افسانے ہیں۔ ع)۔ فرض کیجیئے کہ حقیقت میں انہوں نے ایسا نہ کیا ہو۔ اس صورت میں ان بے سند روایات کی پیروی کر کے ہم آخرت میں کس چیز کا سہارا لے کر جواب دہی کر سکیں گے۔ اگر عافیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی ہمیں فکر ہو اور ہم خود اپنی خیر چاہتے ہوں تو یہ کام شروع کرنے سے پہلے ہم کو دین کے محفوظ طریقہ کی طرف رجوع کر کے اطمینان کر لینا چاہیئے۔ کہ وہاں کسب فیض یا قبولیتِ دعا کے لیئے یہ راستہ بتایا گیا ہے۔ یا نہیں۔ (بالکل نہیں ہے) صحابہ نے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک پر کبھی چلہ کھینچا یا مراقبہ کیا۔ ؟ (نہیں ہے) تابعین نے کبھی کسی صحابی کی قبر پر یہ کام کیا محدثین میں سے کسی نے اس کو مشروع طریقہ بتایا؟ سب سے پہلے خود اللہ میاں نے قرآن میں کہیں یہ تعلیم دی کہ قبروں پر حصولِ فیض یا استجابتِ دعا کے لیئے جاؤ۔ یا اللہ کے رسول نے اس طریقہ کار کی طرف کوئی اشارہ کیا ہو۔ (کتاب وسنت میں کہیں یہ تعلیم نہیں ہے) اگر ان ذرائع سے اس کا کوئی ثبوت ہو تو اطمینان کے ساتھ یہ کام کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ یہ بالکل غلط نہ سہی مشتبہ تو ماننا ہی پڑے گا۔ (مولانا عبدالحی اور شاہ عبدالعزیز تو مشتبہ کہتے ہیں۔ مگر علماء اہل ظاہر بالکل غلط۔ یہ ٹھیک ہے۔) ایسا مشتبہ کام کر کے کیا میں خطرہ مول نہ لوں گا کہ شاید آخرت میں وہ غلط ثابت ہو۔ اور میں اللہ تعالیٰ کو اس سوال کا کوئی جواب نہ دے سکوں۔ کہ جب دین حقیقی راہ معلوم کرنے کے قابل اعتماد ذرائع موجود تھے تو میں مشتبہ ذرائع کی طرف کیوں گیا؟

مولانا مودودی کا یہ فیصلہ ٹھیک ہے آپ ذرا احتیاط رکھتے ہیں کہ کسی کو صاف مشرک یا بدعتی نہیں کہتے۔ یہ سیاسی مصلحت یا شرعی احتیاط ہے۔

اصل بات یہ ہے: کہ قبر پرستی۔ پیر پرستی بزرگوں کی حد سے زیادہ عقیدت رکھ کر ان کو وسیلہ بنایا گیا ان کے فوت ہونے کے بعد ان کی قبروں سے فیوض کی امید رکھ کر چلہ کشی اور مراقبہ کیا گیا۔ جب کوئی شیطانی اشارہ شیاطین کے تصرف سے ہوا تو پھر ان کے نام کا وظیفہ شروع کر دیا گیا اور حاجات مانگنے لگے۔ بس یہی شرک ہے جس کے لیئے شیطان تصرف کر کے اغوا کرتا ہے۔ مُردہ بزرگوں کے نام کا وسیلہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور ان کی طفیل مانگنے کا عقیدہ بھی بدعت ہے جس کا کوئی ثبوت شرع میں نہیں ہے اور نہ صحابہ کا معمول رہا ہے۔ بلکہ یہ شرک کا پیش خیمہ ہے۔ اس بارہ میں بھی مولانا ابوالاعلیٰ صاحب دام فیضہ نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے۔ جو بہت دلچسپ ہے۔ ناظرین اہلِ تحقیق کی ضیافت طبع کے لیے میں اس کو بھی مع سوال و جواب نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں چنانچہ آپ نے اسی ترجمان کے صفحہ ۴۲ میں یہ مسئلہ شائع کیا ہے۔

سوال :۔ کسی بزرگ کی قبر پر جا کر اس طرح کہنا کہ اے ولی اللہ! آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا کریں۔ کیا یہ درست ہے ؟

## وسیلہ بزرگان کی بابت مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کا فتویٰ

جواب :۔ کسی بزرگ سے اپنے حق میں دعائے خیر کی درخواست کرنا بجائے خود کوئی قابلِ اعتراض چیز نہیں ہے آدمی خود بھی اللہ سے دعا مانگ سکتا ہے اور دوسروں سے بھی کہہ سکتا ہے کہ میرے لیے دعا کرو۔ لیکن وفات یافتہ بزرگوں کی قبروں پر جا کر یہ درخواست کرنا معاملہ کی نوعیت کو بدل دیتا ہے۔ قبر پر یہ بات کہنے کی دو ہی صورتیں ممکن ہیں۔ ایک یہ کہ آپ اپنے دل میں چپکے چپکے ایسا کہیں۔ اس کے معنیٰ یہ ہوں گے کہ آپ ان بزرگوں کی سماعت شان وہی کچھ سمجھ رہے ہیں۔ جو اللہ کی ہے۔ أَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ تم اپنی بات آہستہ کہو یا زور سے وہ تو دلوں کا حال بھی جانتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ آپ زور زور سے ان ولی اللہ کو پکار کر یہ بات کہیں۔ اس صورت میں اعتقاد کی خرابی تو لازم نہ آئے گی (سماع موتی ثابت نہیں کہ قرآن میں ہے اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (۱) یہ اعتقاد میں خرابی کیوں نہیں؟) مگر یہ اندھیرے میں تیر چلانا ہوگا۔ ہو سکتا ہے آپ پکار رہے ہوں اور وہ نہ سن رہے ہوں کیونکہ سماع موتی کا مسئلہ مختلف فیہ ہے (فقہا حنفیہ تو قائل سماع نہیں۔ مح) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کا سماع تو ممکن ہو مگر ان کی روح اس وقت وہاں تشریف نہ رکھتی ہو (علیین یا جنت میں ہو) اور آپ خواہ مخواہ خالی مکان پر آوازیں دے رہے ہوں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی روح تشریف فرما تو ہو مگر وہ اپنے رب کی طرف مشغول ہوں۔ اور آپ اپنی مرضی کے لیے چیخ چیخ کر ان کو الٹی اذیت دیں۔ دنیا میں کسی نیک آدمی سے دعا کرانے کے لیے آپ جاتے ہیں تو مہذب طریقہ سے پہلے ملاقات ہوتی ہے پھر آپ عرض مدعا کرتے ہیں۔ یہ تو نہیں کرتے۔ کہ مکان کے باہر کھڑے ہو کر بس چیخنا شروع کر دیا۔

کچھ پتہ نہیں کہ اندر ہیں یا نہیں ہیں۔ ہیں تو آرام میں ہیں۔ یا کسی کام میں مشغول ہیں یا آپ کی بات سننے کے لیے خالی بیٹھے ہیں؟

اب غور کیجیے کہ وفات یافتہ بزرگوں کے معاملہ میں جب ہمارے لیے ان کے احوال معلوم کرنے اور ان سے بالمشافہ ملاقات کرنے کا کوئی موقع نہیں ہے تو ان مکانوں پر جا کر اندھادھند چیخ و پکار شروع کر دینا آخر کسی معقول آدمی کا کام ہو سکتا ہے۔ دعا کروانے کا یہ طریقہ اگر قرآن و حدیث میں کہا گیا ہوتا یا اس کا کوئی ثبوت موجود ہوتا کہ صحابہ کے عہد میں یہ رائج تھا۔ تب تو بات صاف تھی بڑے اطمینان کے ساتھ یہ کام کیا جا سکتا تھا۔ لیکن جب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وہاں اس کا کوئی پتہ نشان نہیں ملتا تو آخر ایسا طریقہ کیوں اختیار کیا جائے جس کی ایک صورت تو صریحاً صفاتِ الٰہی سے ٹکراتی ہے اور دوسری صورت علانیہ غیر معقول نظر آتی ہے"۔

فاقول، مولانا مودودی زمانہ حاضرہ کی نئی روشنی سے کچھ متاثر ہیں۔ نرمی بہت کرتے ہیں۔ صاف طور پر کسی بات کو شرک۔ کفر و بدعت کم کہتے ہیں اکثر ہی شخص ملحد کو کافر یا بدعتی کہنے سے پرہیز رکھتے ہیں مگر تحقیقاً بات ایسی کہہ دیتے ہیں کہ جس سے وہ کام خود ہی شرک و بدعت اور منع ظاہر ہو جاتا ہے۔ ان کی اس تقریر سے یہ ظاہر ہوا کہ قبروں پر بزرگوں سے دعا منگوانا منقول و معقول کے بالکل خلاف ہے تو ناجائز ہوا۔ اور بدعت بھی کہ دلیل شرعی سے ثابت نہیں اور قرون مشہود لہا بالخیر میں معمول بہا نہیں ہوا۔ سو ایسا کام شرعاً بدعت ہوتا ہے۔ اور کرنے والا بدعتی ہے یہ مخفی نہیں۔

باقی رہا یہ کہ تمام کے اہلِ سنت یوں وسیلہ پکڑتے ہیں کہ دعاؤں میں بحق فلاں بحرمت فلاں۔ بجاہِ فلاں۔ بطفیل فلاں کہتے ہیں۔ سو یہ بھی بدعت ہے۔ کہ ثابت نہیں ہے۔ حدیث میں ہے شر الامور محدثاتہا کہ بدترین کام وہ ہیں۔ جو دین میں نئے نکالے گئے ہیں۔ اس کا جواب مولانا مودودی نے جو دیا ہے۔ وہ ترجمان مطبوعہ۔ اکتوبر۔ نومبر ۱۹۵۷ء جلد ۴۹ عدد ۱۔۲ صفحہ ۱۰۵ میں یوں لکھا ہے۔ پڑھیے۔

جواب:۔ دعا میں اللہ تعالیٰ کو کسی کے جاہ و حرمت کا واسطہ دینا وہ طریقہ نہیں ہے۔ جو اللہ اور اس کے رسول پاک نے ہم کو سکھایا ہے۔ قرآن تو آپ جانتے ہی ہیں کہ اس تخیل سے بالکل خالی ہے حدیث میں بھی اس کی کوئی بنیاد میرے علم میں نہیں ہے۔ (سوائے اہلِ بدعت کے کسی محقق کے تحقیقی علم میں بھی نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے۔ ع (صحابہ کرام میں سے کسی کے متعلق میں نہیں جانتا کہ انہوں نے دُعا میں یہ طریقہ خود اختیار کیا ہو یا دوسروں کو اس کی تعلیم دی ہو۔معلوم نہیں کہ مسلمانوں میں یہ تخیل کہاں سے آ گیا کہ رب العالمین کے حضور دُعا مانگتے وقت کسی بندہ کی جاہ و حرمت کا حوالہ دیں۔ (اہل بدعت کی طرف سے آیا اور ان کو اہل کتاب سے حاصل ہوا"۔)

یا اس سے یہ عرض کریں کہ اپنے فلاں بندے کے طفیل میری حاجت پوری کر دے میں یہ نہیں کہتا کہ ایسا کرنا ممنوع ہے (جب ثبوت نہیں تو بدعت ہوا اور بدعت منع ہے۔) میں صرف دو باتیں کہتا ہوں۔

ایک یہ کہ ایسا کرنا اس طریقہ کے مطابق نہیں ہے جو رب العالمین نے خود ہمیں دُعا مانگنے کے لیے سکھایا ہے اور اس طریقہ دُعا سے بھی مطابقت نہیں رکھتا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے براہ راست شاگردوں کو بتایا تھا۔ اس لیے اس سے اجتناب ہی کرنا چاہیئے کیونکہ بدعت ہے ع) کیونکہ حضور اور تمام انبیاء علیہم السلام آخر یہی بتانے کے لیے تو آئے تھے کہ خدا اور بندوں کے درمیان ربط و تعلق کی صحیح صورت کیا ہے؟۔ اور جب انہوں نے اس کی یہ صورت نہ خود اختیار کی۔ نہ کسی کو سکھائی تو جو شخص بھی اسے اختیار کرے گا وہ معتبر چیز کو چھوڑ کر غیر معتبر چیز کو اختیار کرے گا۔

دوسری بات میں یہ کہتا ہوں کہ مجھے تو اس طریق دُعا میں بڑی کراہت محسوس ہوتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی دوسرا شخص اس کے معنی سے صرف نظر کرے اور اس میں کراہیت کا وہ پہلو محسوس نہ کرے جو مجھے نظر آتا ہے میں جب اس طرز دُعا کے مضمرات پر غور کرتا ہوں تو میرے سامنے کچھ ایسی تصویر آتی ہے کہ جیسے ایک بہت بڑی داتا سخی ہستی ہے۔ جس کے دروازے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہر کہ دمہ کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں جس کا فیض عام ہے جس کا دربار کھلا ہے۔ جس سے ہر مانگنے والا مانگ سکتا ہے اور کسی پر اس کی عطاء و بخشش بند نہیں ہے۔ ایسی ہستی کے حضور ایک شخص آتا ہے اور اس سے سیدھی طرح یہ نہیں کہتا کہ اے کریم و رحیم! میری مدد کر۔ بلکہ یہ کہتا ہے کہ اپنے فلاں دوست کی خاطر میری حاجت پوری کر دے مانگنے کے اس انداز میں یہ بدگمانی پوشیدہ ہے کہ وہ اپنی صفت رحم و کرم کی وجہ سے کسی کی دستگیری کرنے والا نہیں ہے بلکہ اپنے دوستوں اور چہیتوں اور مقربوں کی خاطر احسان کر دیا کرتا ہے ان کا واسطہ نہ دیا جائے تو گویا آپ اس کے ہاں سے کچھ پانے کی امید نہیں رکھتے اور بجاہ فلاں کہہ کر مانگتے ہیں تو معاملہ بدگمانی سے بھی آگے نکل جاتا ہے اس کے معنی تو یہ ہیں کہ گویا آپ اس پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ میں فلاں بڑے آدمی کا متوسل آیا ہوں۔ میری درخواست کو کسی بے وسیلہ آدمی کی سی درخواست سمجھ کر نہ ٹال دیجیئے گا۔ اگر اس طرز دعا کے مضمرات نہ ہوں تو مجھے سمجھا دیا جائے۔ بڑی خوشی ہو گی کہ میرے دل کی کھٹک اس معاملہ میں نکل جائے گی (اہل بدعت کے بغیر کون سمجھا سکتا ہے ان کے سمجھانے سے اور کھٹک پیدا ہو گا۔ ع) لیکن اگر اس کے واقعی مضمرات بھی ہوں تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کا صحیح تصور رکھتا ہو وہ ایسا طرزِ دعا اختیار کرنے کا خیال بھی کیسے کر سکتا ہے۔

ہدایہ میں ہے۔ وَيُكْرَهُ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ فِي دُعَائِهِ بِحَقِّ فُلَانٍ أَوْ بِحَقِّ أَنْبِيَائِكَ وَرُسُلِكَ لِأَنَّهُ لَا حَقَّ لِلْمَخْلُوقِ عَلَى الْخَالِقِ (کتاب الکراہیۃ مسائل متفرقہ) یعنی یہ مکروہ ہے کہ آدمی اپنی دعا میں بحق فلاں یا بحقِ انبیاء و رسل کہے کیونکہ مخلوق کا خالق پر کوئی حق نہیں ہے۔ فقہاء متقدمین نے اس سے منع کیا ہے اور محدثین نے رد کیا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جس کی تفصیل شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کی کتاب الوسیلہ میں ہے۔

بہر حال وفات یافتہ بزرگوں کے تصرف اور ان کے فیوض حاصل ہونے اور کرنے اور ان کا وسیلہ پکڑنے والے لوگ اہل سنت نہیں ہیں۔ کیونکہ اس بارہ میں کوئی سنت صحیحہ وارد نہیں ہے۔

حدیث صحیح میں ہے "اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُہٗ" یعنی جب انسان مرگیا تو دنیا میں اس کے عملوں کا سلسلہ ختم ہوا۔ اگر انبیاؑ و اولیاءؒ کا تصرف کرنا اور فیض پہنچانا مان لیا جائے تو عملوں کا سلسلہ قائم رہنا لازم آتا ہے جو خلاف حدیث ہے۔

## فیصلہ صدیق حسن خان

جناب حضرت مولانا نواب صدیق حسن خاں صاحبؒ محدث قنوجی بھوپالی اپنی کتاب الدار والدوار کے صفحہ ۱۳۲ میں ان فیوض اور استغاثہ کے بارے میں یہ فیصلہ فرماتے ہیں۔ "ہر چند ایک جماعت کثیر مشائخ کا اس پر اتفاق ہے اور وہ اپنا تجربہ بتاتے ہیں لیکن شرع سے اس کا رائحہ تک نہیں ملتا بلکہ سنت صحیحہ سے خلاف اس کے ثابت ہوتا ہے حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُہٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ (یعنی جب انسان مرگیا تو اس کے عمل کرنے کا سلسلہ ختم ہے مگر تین چیزوں کا فیض اس میت کو پہنچتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ دوم علم جس سے لوگ نفع لے رہے ہیں سوم نیک اولاد جو اپنے والدین کے لیے دعا کرے۔ الخ)

پس جب کہ نص قطعی سے ثابت ہو چکا کہ بعد موت کے عمل منقطع ہو جاتا ہے تو افادہ و افاضہ بھی بالیقین نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ یہ عمدہ عمل ہے اور تین چیزیں جن کا استثنار کیا گیا ہے۔ گو روح اپنے مقر میں ہے مگر یہ بات لازم نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آتی ہے کہ وہ اتنے تعلق کی وجہ سے عامل و مقید ہو بلکہ وہ تو اپنے کسی حال تک کی اطلاع تک بھی احیاء کو نہیں کر سکتے پھر فیض رسانی کا کیا ذکر ہے۔
حدیث ابن عباس رضؓ میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ تمہارے بھائی دن اُحد کے شہید ہوئے تو اللہ تعالےٰ نے ان کی روحیں جوف میں سبز پرندوں کے رکھیں وہ پرندے اشجار جنت پر آکر میوے کھاتے ہیں سونے کی قندیلوں میں جو عرش کے نیچے لٹکتی ہیں زیر سایہ عرش جگہ پکڑتی ہیں انہوں نے جب مزہ کھانے پینے کا پایا اور خواب گاہ پاکیزہ پائی تو کہا مَنْ يُبَلِّغُ إِخْوَانَنَا أَنَّا أَحْيَاءٌ فِي الْجَنَّةِ لِئَلَّا يَزْهَدُوا فِي الْجَنَّةِ وَلَا يَنْكُلُوا عِنْدَ الْحَرْبِ۔ (یعنی شہداء راحت اور لذت پاکر پھر یہ کہتے ہیں کہ کون ہے جو ہمارے بھائیوں کو ہمارے حال کی خبر پہنچا دے کہ ہم جنت میں زندہ عیش کر رہے ہیں تاکہ وہ جنت سے بے رغبتی نہ کریں اور جنگ و جہاد کے وقت بزدل ہو کر پیچھے نہ ہٹیں) اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا " أَنَا أُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَىٰ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ۔ الآیہ (رواہ ابوداؤد) (یعنی میں ان کو اطلاع کر دیتا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جو لوگ راہ خدا میں شہید ہو گئے۔ وہ حقیقت میں زندہ ہیں کہ اپنے رب کے پاس جنت میں رزق پا رہے ہیں)۔

یہ حدیث نص صریح ہے۔ اس بات پر کہ وہ باوجود اس ترقی درجہ و علو منصب کے اخبار سے اپنے حال کے عاجز رہے۔ اس لیے کہ بعد موت کے عمل ان کا منقطع ہو گیا تھا۔ حالانکہ مرتبہ شہادت کا فوق مرتبہ ولایت۔ پھر ولی سے بعد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



موت کے فیض لینا اور ان کا فیاض ہونا کس طرح ہو سکتا ہے اور اگر یہ بات ممکن ہے تو سب سے زیادہ حق ساتھ استفاضہ اور استفادہ کے ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام ہیں کہ ان کی ارواح سے فیضیاب ہونا چاہیئے اور اگر یہ استفادہ بسبب کم مائیگی و کم دینگی مستفید کے نہیں ہو سکتا ہے تو بات خلاف واقع ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کے حیات میں اہلِ کفر وفسق حاضر ہو کر استفادہ کرتے تھے۔ حالانکہ ان کو مناسبت باطنی بالکل نہ تھی۔ غرضیکہ یہ دعویٰ مشائخ کا طریق شرع پر ثابت ہونا یا فعل قرون مشہود لہا۔ بالخیر سے اس کا پایا جانا یا سلف صلحائے سے اس کا نظیر صحیح ملنا بہت مشکل ہے۔

ہمارے نزدیک ایسے مسائل ومکاشفات میں توقف کرنا۔ سلوک[1] السّبیل سلامت ہے۔ اوپر گزر چکا ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ربط قلب باشیخ اور تصور شیخ دونوں کو ناپسند کیا ہے اور خلاف ظاہر شریعت سمجھا ہے اور یہ تو اس سے بھی بڑھ کر بات ہے۔ حالانکہ سارے مشائخ وقدمائے صوفیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ طریقہ باطنی مشید بکتاب وسنت ہے اور جو طریقہ کہ خلاف شریعت کے ہے وہ قبول نہیں"۔ھ

میں کہتا ہوں کہ حسب تصریح فقہا حنفیہ اصول فقہ میں یہ لکھا ہے۔ کہ ادلۂ شرعیہ چار ہیں۔ قرآن۔ سنت۔ اجماع اُمت۔ اجتہاد مجتہد۔ اموات سے احیاء کو فیض پہنچنا اور ان کا باہم فائدہ دینا لینا نہ قرآن سے اور نہ حدیث سے ثابت ہے اور نہ اجماع اُمت سے اور نہ قیاس مجتہد سے ثابت ہے۔ پھر تجربہ اور مشاہدہ کونسی شرعی دلیل ہے؟ ادلہ خمسہ کا ذکر کسی کتاب میں نہیں ہے۔ دین کی تکمیل ہو چکی ہے۔ اب اس میں کوئی اور دلیل

---

[1] سلامتی کی راہ پر چلنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہ سائنس دان ٹھونس سکتے ہیں اور نہ پیر مشائخ اپنے تجربہ کو شرعی دلیل بنا سکتے ہیں۔ لہذا یہ حنفیہ کا اختراع اور ابتداع ہے۔ اسی وجہ سے میری تحقیق یہ ہے کہ حنفیہ دیوبندیہ اور بریلویہ اصل ٹھیٹھ مسلک اہل سنت سے خارج ہیں۔

## مسئلہ نمبر ۵

## فرقہ بندی واحداث مذہب

اسلام نے اتفاق واتحاد کا سبق دیا ہے اور افتراق اور اختلاف مذہب سے منع کیا ہے قرآن میں ہے۔ "اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ" (کہ تم دین کو قائم کرو اور اس میں فرقہ بندی نہ کرو۔ ایک جگہ یوں ارشاد ہے۔ "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔" "یعنی سب مسلمان اکٹھے ہو کر اللہ کی رسی اسلام کو خوب مضبوط پکڑ لو اور فرقہ فرقہ نہ ہو" عہد نبوی سے عہد تبع تابعین وائمہ مجتہدین تک مسلمان مذہب اہل سنت پر قائم تھے اور سب کا ایک ہی مذہب اہل سنت واہل حدیث تھا۔

پھر چہارم صدی میں چار اماموں کے نام سے چار فرقے قائم ہو گئے۔ حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ مقلدین نے اولاً اپنی طرف سے تقلید شخصی کو واجب وغیرہ قرار دیا ہے۔ پھر تمام آئمہ دین مجتہدین میں سے چار اماموں کا انتخاب کیا اور پھر چار میں سے ایک ایک کی تقلید اختیار کر کے اپنے آپکو ان کو اپنے آپکو انکے ناموں کی طرف نسبت کیا اور یہ عقیدہ قائم کیا کہ ان چار مذہبوں میں ہی حق ہے اور ہر مذہب والا خواہ دوسرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مذہب والے سے کتنا ہی اختلاف کرے پھر بھی وہ مستقل حق پر ہے ایک مذہب سے نکل کر دوسرے مذہب میں جانا حرام ہے اور ہر مذہب والے کو اپنے مذہب کا پابند رہنا اور اس کے جملہ مسائل پر عمل کرنا لازم ہے اور دوسرے مذہب کا مسئلہ لینا جرم ہے۔ اس کو تلفیق کہتے ہیں۔ پھر ہر مذہب والوں نے اپنے اپنے مذہب کی کتب فقہ تیار کیں، جس میں اپنے اپنے امام اور ان کے متبعین علماء کے اقوال جمع کیے اور ان کی تقلید امت پر فرض ٹھہرا دی اور پھر آٹھویں صدی میں چار مذہبوں کے چار مصلے قائم کر دیئے اور ہر مذہب والوں کو پابند کیا کہ اپنے مصلی پر نماز با جماعت ادا کرے۔ پس اس سے اہل سنت میں افتراق پیدا کیا اور سخت اختلاف قائم ہوا۔ اسی طرح کی تقلید اور تمذہب شرک اور بدعت ہے۔ بدعت اس وجہ سے، کہ اسلام میں اس طرح شخصی مذہب بنانا ثابت نہیں اور قرون ثلاثہ میں بھی مذہب کا بنانا ثابت نہیں ہے اور کتاب و سنت سے اس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ تو یہ تشریع شرع جدید ہے۔

مسلم الثبوت مع شرح بحر العلوم حنفی مطبوعہ نولکشور ص ۶۲۴ میں ہے

إِذْ لَا وَاجِبَ إِلَّا مَا أَوْجَبَهُ اللّٰهُ تعالیٰ وَالْحُكْمُ لَهُ وَلَمْ يُوجِبْ عَلَى أَحَدٍ يَتَمَذْهَبُ بِمَذْهَبِ رَجُلٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ فَإِيجَابُهُ تَشْرِيعُ شَرْعٍ جَدِيدٍ"

"یعنی کوئی چیز واجب نہیں ہوتی مگر وہ چیز جس کو اللہ نے واجب کیا ہو کیونکہ حکم اسی کا ہے اللہ تعالیٰ نے کسی پر واجب نہیں کیا ہے کہ وہ اماموں میں سے کسی امام کا مذہب پکڑے پس اس کا واجب ٹھہرانا شرع نئی نکالنا ہے۔

اسی طرح بہت سے علماء نے کہا ہے۔ مولانا شہید دہلوی کی تنویر العینین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مطبوعہ صدیقی لاہور صفحہ ۴۳ میں ہے وَقَدْ غَلَا النَّاسُ فِی التَّقْلِیْدِ وَتَعَصَّبُوْا فِی الْتِزَامِ تَقْلِیْدِ شَخْصٍ مُعَیَّنٍ حَتّٰی مَنَعُوْا الْاِجْتِھَادَ فِیْ مَسْئَلَۃٍ وَمَنَعُوْا تَقْلِیْدَ غَیْرِ اِمَامِہٖ فِیْ بَعْضِ الْمَسَائِلِ وَھٰذَا الدَّاءُ الْعُضَالُ الَّتِیْ اَھْلَکَتِ الشِّیْعَۃَ فَھٰؤُلَاءِ اَیْضًا اَشْرَفُوْا عَلٰی ھِلَاکٍ" یعنی تقلید کے بارہ میں لوگوں نے بہت غلو کیا ہے اور ایک شخص معین کی تقلید لازم کرنے میں بہت تعصب سے کام لیا ہے یہاں تک کہ ایک مسئلہ میں بھی اجتہاد کرنے سے منع کیا ہے اور سوائے اپنے امام کے دوسروں کی تقلید سے روک دیا ہے یہ وہی سخت مرض ہے جس نے شیعہ لوگوں کو ہلاکت میں ڈالا سو یہ لوگ بھی ہلاکت میں پہنچ رہے ہیں۔

بعض مقلدین علماء یہ دھوکہ دیا کرتے ہیں کہ تقلید شخصی پر اجماع ہو گیا اور اجماع اُمت حجت ہے۔ سو یہ خیال کئی طرح سے باطل ہے۔

اوّل یہ کہ اس اجماع کی کوئی سند شرع میں نہیں۔ بے سند اجماع قابل قبول نہیں۔

دوم اجماع ہونے کا کوئی قوی ثبوت نہیں محض خیال ہے۔ ہر زمانہ میں عامل بالحدیث تارک تقلید کا وجود کتب رجال وسیرت وتاریخ میں موجود ہے اور ہر زمانہ کے علماء تقلید شخصی سے منع کرتے چلے آئے ہیں اور خود ائمہ نے بھی اپنی تقلید سے منع کر دیا ہے۔

سوم یہ کہ قرونِ ثلاثہ میں اجماع ترک تقلیدِ شخصی اور معین مذہب قائم نہ کرنے پر ہوا ہے تو بعد کا اجماع پہلے اجماع کا ناسخ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اجماع نہ ناسخ ہو سکتا ہے اور نہ منسوخ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تمام کتب اصولِ فقہ میں یہ لکھا ہے کہ اَلْاِجْمَاعُ لَا یَکُوْنُ نَاسِخًا وَّلَا مَنْسُوْخًا" یعنی یہ اجماع نہ کسی چیز کو نسخ کرسکتا ہے اور نہ خود منسوخ ہوسکتا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ نے عقد الجید صہ۳۰ میں یہ لکھا ہے کہ بیشک تمام صحابہ و تابعین و تبع تابعین (اول سے آخر تک کا) اجماع اس بات سے روکنے اور منع کرنے پر ثابت ہوچکا ہے کہ کوئی شخص اپنے میں سے یا اپنے سابقین میں سے کسی ایک انسان کے سب اقوال پر عملی پابندی کرے"۔ اگر یہ اجماع حجت شرعی ہو تو چاہیئے کہ امام مہدی اور حضرت عیسٰی علیہ السلام بھی ان چاروں مذہبوں کو جاری رکھیں۔ حالانکہ بالاتفاق علماء یہ محقق ہوچکا ہے کہ وہ ایک مذہب اہلِ سنت پر قائم ہوکر کتاب سنت کے عامل ہوں گے تو پھر یہ اجماع منسوخ ہونا چاہیئے فَاللَّازِمُ بَاطِلٌ وَالْمَلْزُوْمُ مِثْلُهٗ۔

چہارم یہ کہ اس اجماع کے منعقد کرنے والے سب مقلد تھے یا مجتہد؟ اگر مجتہد تھے تو ان پر تقلید حرام تھی۔ پھر انہوں نے مذہب شخصی تقلید سے کیوں قائم کیے؟ یہ اصول فقہ اصولِ مسلم ہے کہ مجتہد مقلد نہیں ہوتا اور اگر وہ اجماع کرنے والے سب علماء سابقین وائمہ مجتہدین کے مقلد تھے۔ تو مقلد کا اجماع کرنے میں کوئی اعتبار نہیں ہے۔ چنانچہ مسلم الثبوت میں صاف یہ لکھا ہے" لَا عِبْرَةَ بِالْکَافِرِ وَلَا بِالْمُقَلِّدِ عِنْدَ الْاَکْثَرِ وَلَوْ کَانَ عَالِمًا" (صہ۲۱۶) یعنی اجماع کے مسئلہ میں نہ کافر کی شرکت کا اعتبار ہے اور نہ مقلد کا اعتبار ہے۔ خواہ وہ کتنا ہی عالم ہو۔

پنجم یہ کہ ایک امام کی تقلید کرنے سے اس کے غلط مسائل کی تقلید کرنی لازم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آئے گی۔ اب اگر تحقیق سے ان کو ترک کرے گا اور ان مسائل میں دوسرے کی تقلید کرے گا تو اس ترک تقلید سے تقلید شخصی کا التزام اور وجوب باطل ہوگا اور اگر ترک نہ کرے گا تو یہ شرک ہے۔ چنانچہ آیت اِتَّخَذُوا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اسی بارہ میں وارد ہوتی ہے کہ جب علما اہل کتاب اور عوام نے اپنے اماموں کی ہر مسئلہ میں بلاتحقیق تقلید شروع کی اور اس پر جمود ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا انہوں نے اپنے عالموں اور صوفیوں کو رب بنا لیا ہے۔ تقلید اس طرح کرنی کہ ان کا رب ہونا لازم آئے شرک ہے۔ کیونکہ حکم اللہ رب العلمین کا ہے۔ دوسرے کا حکم چلانا شرک ہے۔

بہر حال تقلید شخصی اور مذہب بنانا باطل اور حرام ہے اور ایسے لوگ اہل سنت سے خارج ہیں۔

پھر ان مقلدین نے جس طرح شریعت کے چار مذہب بنائے اسی طرح طریقت کے چار شعبے لہرا دیئے۔ قادریہ۔ چشتیہ۔ سہروردیہ۔ نقشبندیہ جاہل لوگ اور مقلدین علماء ان خاندانوں کی گدیوں کو تلاش کرکے مرید ہوتے ہیں۔ پھر اپنے آپ کو کوئی حنفی قادری کہلاتا ہے کوئی حنفی سہروردی کہلاتا ہے۔ یہ بھی بدعات میں داخل ہے۔ جناب حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ایضاح الحق الصریح میں مذاہب کی تعیین اور صوفیوں کے وظائف اور طریقوں اور سلسلوں اور لقبوں کو جب کہ وہ دین کے ضروریات اور لازم میں شمار ہوں تو ان کو بدعات حقیقیہ کی قسم سے شمار کیا ہے کہ شرع میں ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ شرع میں صرف اتنا ہی ثبوت ہے کہ علماء اپنے علم سے کتاب وسنت پر عمل کریں اور جہلاء اور عوام علماء سے پوچھ کر احکام پر عمل کریں۔ پس عہد نبوی وصحابہ اور عہد تابعین میں اسی طرح عمل درآمد تھا یہ شریعت اور طریقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی فرقہ بندیاں بعد میں پیدا ہوئی ہیں۔ لہذا بدعت ہیں۔
خود ائمہ اربعہ رحمہم اللہ نے بھی یہ چیزیں اختیار نہیں کی تھیں۔ حدیث میں ہے مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ۔ یعنی جس شخص نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہم نے کوئی حکم جاری نہیں کیا اور نہ عمل ہی کیا تو وہ مردود ہے۔

## مسئلہ نمبر ۶ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

رسالہ عقاید علماء دیوبند کے صلا میں لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے۔ بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ اور یہ حیات برزخی نہیں ہے" اھ۔
ان لوگوں کے اس عقیدہ کا دارومدار کتاب و سنت پر نہیں۔ بلکہ رسالہ آب حیات پر ہے جس کو ان کے شیخ صاحب مولانا قاسم نانوتوی نے لکھا ہے۔ چنانچہ اسی صفحہ رسالہ میں عقائد پر اس کا اظہار کیا گیا ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کو قبض روح کے ساتھ تسلیم نہیں کیا گیا۔ بلکہ انحیاز وانقباض روح فی القلب سے موت ہونا لکھا ہے کہ خروج روح نہیں ہوا اسی وجہ سے ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح امت پر حرام ہوئے اور اسی بناء پر ورثہ نبوی تقسیم نہیں ہوا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں کہتا ہوں کہ یہی عقیدہ ان کے دوسرے مذہبی بھائیوں کا ہے جن کو یہ دیوبندی حضرات اہلِ بدعت میں شمار کرتے ہیں۔ چنانچہ ملفوظات احمد رضا خاں صاحب حصّہ سوم ص۲۶ میں یہ لکھا ہے کہ "انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے۔ ان پر تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لیے محض ایک آن موت طاری ہوتی ہے۔ پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات فرمادی جاتی ہے۔ اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں۔ ان کا ترکہ نہ بانٹا جائیگا ان کی ازواج پر عدت نہیں وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان سے شب[1] باشی کرتے ہیں۔" انتہیٰ بلفظہٖ۔

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں گروہ (دیوبندی۔ بریلوی) اس عقیدہ فاسدہ میں متفق ہیں۔ لیکن جس امام کو فخر کے یہ مقلد ہیں ان سے یہ عقیدہ ثابت نہیں ہے۔ یہ عقیدہ بدعیہ سراسر باطل ہے جس کا کتاب و سُنت سے کوئی ثبوت نہیں ہے۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام سب بشر تھے اور بشر پر موت وارد ہونا نقل اور عقل کی رُو سے مسلّم ہے شرح نووی صحیح مسلم جلد۲ ص۱۳۶ میں لکھا ہے کہ روح جسم لطیف ہے۔ جب تک یہ انسان کے جسم میں داخل ہے تو وہ زندہ کہلاتا ہے اور جب رُوح جسم سے خارج ہو جاتا ہے اور اس سے جدا ہو جاتا ہے تو اس کا نام موت ہے۔ یہ موت ہر نفس پر وارد ہوتی ہے۔ لقولہٖ تعالیٰ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ" کہ ہر نفس

[1] اس بات کی اطلاع کس نے دی ہے ثبوت لاؤ ۱۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



موت کو چکھنے والا ہے۔ انبیاء بھی نفوس تھے تو وہ کل نفس کی کل کے افراد ہوئے۔ اس لیے سب پر وارد ہوئی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی بابت قرآن ناطق ہے۔ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ یعنی کیا تم اس وقت حاضر تھے جب کہ یعقوبؑ پر موت وارد ہوئی۔

پارہ ۱۷ میں یہ ارشاد ہے وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ "یعنی ہم نے آپ سے پہلے کسی انسان کے لیے ہمیشہ زندہ رہنا نہیں کیا۔ جب آپ مر جائیں گے تو کیا یہ آپ کے مخالف دنیا میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

اس سے ثابت ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کفار سب بشر تھے اس لیے سب پر موت وارد ہوئی۔ یہ خطاب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوا تو آپ بھی موت سے میت ہوئے۔ چنانچہ پارہ ۲۳ میں یہ فرمان ہے۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ہ یعنی اے ہمارے نبی! آپ بھی مرنے والے ہیں۔ اور یہ سب لوگ مرنے والے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو یہ اطلاع فرمادی تھی "اَلَا يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيْبُ (رواہ مسلم)

یعنی خبردار! لوگو! سن لو کہ میں ایک انسان ہوں عنقریب میرے پاس خدا کا بھیجا ہوا فرشتہ آئے گا تو میں اس کا پیغام موت قبول کر لوں گا۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے تو آپ نے آخری وقت میں اپنی دختر نیک اختر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہ فرمایا" وَلَا اُرَانِيْ اِلَّا قَدْ حَضَرَ اَجَلِيْ " میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ اب میری موت کا وقت آگیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صحیح بخاری میں حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری وارد ہوئی اور آخری وقت ہوا تو اس وقت آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا کہ آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ پھر ہوش آئی تو آپ نے حجرہ کی چھت کی طرف نگاہ کی اور یہ فرمایا اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی کہ اے اللہ مجھے بہت بلند جماعت کے ساتھ ملا دے۔

نیز بخاری کی دوسری حدیث میں یہ ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَکَرَاتٍ۔ یعنی آپ نے کلمہ طیبہ پڑھا اور یہ فرمایا کہ موت کی بڑی سختیاں ہیں۔

ترمذی میں ہے رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ بِالْمَوْتِ۔ یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موت کی حالت میں دیکھا (آپ پر حالت نزع طاری تھی)۔

مشکوٰۃ میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے "مَاتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بَیْنَ حَاقِنَتِیْ وَذَاقِنَتِیْ فَلَا اَکْرَہُ شِدَّۃَ الْمَوْتِ لِاَحَدٍ اَبَدًا بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری ٹھوڑی اور چھاتی کے درمیان میں فوت ہوئے یعنی میری گود میں موت واقع ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سختی موت کی دیکھنے کے بعد میں نے کسی مرنے والے کی سختی موت کو برا نہیں سمجھا۔

اس سے ظاہر ہے کہ آپ پر موت کی سختی سب سے زیادہ ہوئی۔ آپ کو بخار بھی سب سے دگنا چڑھا تھا اور موت کی شدت بھی سب سے زیادہ ہوئی کہ آپ کو اس کا اجر و ثواب بھی سب سے دگنا ملا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ کی سختی موت کا بہت احساس ہوا تو فرمایا "وَاکَرْبَ اَبَاہُ" ہائے میرے باپ پر موت کی کیسی سختی ہو رہی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا "لَیْسَ عَلٰی اَبِیْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْیَوْمِ" یعنی تیرے باپ پر آج کے بعد پھر کوئی سختی نہ ہوگی ملک الموت آیا تو اس نے آپ سے اذن طلب کیا اور قبض روح کی اجازت چاہی فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِمَلَكِ الْمَوْتِ امضِ لِمَا اُمِرْتَ بِہٖ فقبض رُوْحَہٗ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ملک الموت کو فرمایا کہ جو کچھ آپ کو حکم الٰہی ہوا ہے۔ وہ نافذ کیجیئے۔ تب ملک الموت نے آپ کا روح قبض کر لیا۔

جا بجا حدیثوں میں قبض، مَاتَ۔ تُوُفِّیَ کے الفاظ وارد ہیں کہ آپ کا رُوح قبض کیا گیا اور آپ فوت کیے گئے جس کے بعد آپ دیگر اموات کی طرح بولنے دیکھنے سے بند ہو گئے۔ اور موت کے پورے نشان پائے گئے تب بدستور آپ کا غسل وکفن وجنازہ ودفن ہوا۔ تو اب موت میں کیا شک رہا۔

ہاں حضرت عمرؓ کو یہ خیال ہوا کہ ابھی آپ نے کئی ضروری امور سرانجام دینے ہیں۔ فوت نہیں ہوئے صرف قلب میں رُوح بند ہو گئی ہے۔ تب حضرت ابوبکر صدیق تشریف آور ہوتے اور آپ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو کپڑا اٹھا کر دیکھا اور بوسہ دیا اور پھر حضرت عمر کو خاموش کر کے خطبہ دیا اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللہَ فَاِنَّ اللہَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ وَقَالَ فَاِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ۔ یعنی جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عبادت کرتا تھا۔ اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت محمد صلی اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں اور جو اللہ کا پرستار ہے تو وہ یہ جان لے کہ اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اس کے لیے کبھی موت نہیں ہے اور حضرت ابوبکر نے آپ کی موت کے ثبوت میں یہ آیت پیش کی کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ آپ بھی مرنے والے ہیں اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں۔ پس اس خطبہ کو سن کر حضرت عمرؓ اور سب صحابہ مان گئے اور اس پر صحابہ کا اجماع ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے ہیں۔ اب اس سے انکار کرنے والا کافر خارج از اسلام ہے کہ وہ دلائل قطعیہ کا منکر ہے۔

باقی رہا یہ کہ پھر آپ قبر میں جا کر دنیاوی زندگی کی طرح زندہ ہو گئے یہ غلط بات اور بے ثبوت عقیدہ ہے۔ کسی قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت دلیل شرعی سے یہ ثابت نہیں ہے جو دلائل اور روایات پیش کر کے دیئے جاتے ہیں وہ سب تیسرے طبقہ کی روائتیں ہیں جو ضعیف اور کمزور ہیں۔ جن سے دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے فرمایا کہ تیسرے طبقہ کی روایات قابلِ اعتماد نہیں ہیں اُن سے کوئی عقیدہ اور عمل ثابت نہیں کیا جا سکتا ہے (عجالہ نافعہ ص ملاحظہ ہو) عقیدہ کے لیے قطعی الثبوت دلیل کی ضرورت ہے۔ جو یہاں مفقود ہے۔

ہاں یہ سب علماء اسلام میں مسلم ہے کہ انبیاء اور اولیاء شہداء۔ اور مومنین صالحین کو حیاتِ برزخی حاصل ہے جس کی کیفیت ہم کو معلوم نہیں انبیاء اور اولیاء اور شہداء کے اجسام تو قبروں میں ہیں اور ان کے ارواح جنت میں ہیں خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلیٰ علیین میں ملاءِ اعلیٰ کے رفیق ہو کر جنت الفردوس سے رزق حاصل کر رہے ہیں۔ قبر میں جسم

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اظہر ہے جنت الفردوس سے نکال کر زمین میں قید کرنا یہ کوئی معقول عقیدہ نہیں ہے، حدیث شریف میں ہے اِنَّمَا نسمۃ المُؤمنِ طَیْرٌ تَعْلُقُ فِی شَجَرَۃِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی یَرْجِعَہُ اللّٰہُ فِی جَسَدِہٖ۔ یعنی مومن صالح کی رُوح پرندہ بن کر بہشت کے درختوں سے میوہ کھاتی ہے اسی طرح شہداء کے بارہ میں بخاری وغیرہ میں صحیح حدیث آئی ہے۔ کہ ان کے ارواح سبز پرندوں کی شکل میں جنت کے میوے کھاتے ہیں۔ یہ روحانی زندگی ہے۔ اسی طرح انبیاء کرام کی زندگی روحانی ہے۔

حضرت عزیر علیہ السلام کا قصہ قرآن میں ہے کہ وہ سو سال فوت رہے اور ان کو یہ معلوم نہ ہوا کہ میں کتنے سال مرا رہا۔ حالانکہ ان کا جسد زمین کے اوپر تھا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا رُوح جسم میں نہ تھا۔ اسی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روح بھی جسم سے علیحدہ جنت میں ہے مشکوٰۃ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ما من احد یسلم علیّ الّا رد اللّٰہ علیّ روحی حتّٰی ارد علیہ السّلام یعنی جو شخص مجھ پر سلام کہتا ہے تو میرا رُوح اللہ لوٹا دیتا ہے۔ پھر میں اس کا جواب دیتا ہوں اس سے ثابت ہوا کہ رُوح جسم میں نہیں ہوتا۔ پس دُنیا کی زندگی والا عقیدہ باطل ہے۔

ازواج مطہرات سے نکاح اس وجہ سے حرام نہیں کہ آپ زندہ ہیں بلکہ اس لیے کہ وہ اُمت کی مائیں ہیں۔ یہ تعظیماً حرام ہیں اور وراثت تقسیم نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء کا ترکہ صدقہ ہوجاتا ہے۔

## اُمّت محمّدیہ میں یہودیّت

صحیح بخاری میں یہ حدیث ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لَتَتَّبِعُنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَتَبِعْتُمُوْهُمْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى؟ قَالَ فَمَنْ!
یعنی اے اُمت کے لوگو! تم اپنے سے پہلے لوگوں کی پیروی کرو گے بالشت برابر بالشت اور ہاتھ برابر ہاتھ کے یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کی بل (کھڈ) میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی ضرور داخل ہو کر رہو گے۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ پہلے لوگوں سے مراد کیا یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ نے فرمایا ان کے سوا اور کون ہیں؟

آج اس دور پر طائرانہ نظر کی جا دے تو ہر جگہ یہودیت اور عیسائیت اسلامی روپ میں نمودار ہے اور آپ کی یہ خبر ٹھیک پوری ہو چکی ہے۔ اعتقاداً اور عملاً لوگ یہودیت کی روش پر قائم اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَهُمْ قَلِيْلٌ۔ سب سے پہلی بات تقلید شخصی اور فرقہ بندی کی ہے کہ اکثر لوگ اپنے اماموں اور بزرگوں کی رائے اور اقوال کے مقلد ہو گئے۔

جناب مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ الفوز الکبیر مصری ص۲۷ میں فرماتے ہیں اِنْ شِئْتَ اَنْ تَرٰى اُنْمُوْذَجَ الْيَهُوْدِ فَانْظُرْ اِلَى الَّذِيْنَ اعْتَادُوْا تَقْلِيْدَ السَّلَفِ۔ یعنی اے شخص اگر تو نے یہود کا نمونہ دیکھنا ہے تو ان لوگوں میں دیکھ لے جو پہلے اماموں کی تقلید کے خوگر ہو گئے ہیں۔

ترمذی جلد ۲ ص۱۳۶ میں حدیث ہے کہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ سے سنا کہ آیت قرآن اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مِنْ دُوْنِ اللہ تلاوت فرما رہے ہیں جس کا معنی یہ ہے کہ اہلِ کتاب نے اپنے عالموں۔ درویشوں۔ پیروں کو اللہ کے سوا رب ٹھہرا لیا ہے۔

آپ نے فرمایا وہ اپنے بزرگوں کی عبادت ان کو خدا جان کر نہیں کرتے لیکن جب وہ ان کے لیے کوئی چیز حلال کہہ دیں تو وہ ان کا قول مان کر اس چیز کو حلال سمجھتے ہیں اور اس کی دلیل شرعی دریافت نہیں کرتے۔ اور اگر وہ کسی چیز کو حرام کر دیں تو ان کے مقلدین اسے حرام مان لیتے ہیں اور دلیل طلب نہیں کرتے یہ ان کو ربّ بنانا اور ان کی عبادت کرنا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ مقلدین مذاہب اربعہ خصوصًا مقلدین حنفیہ کا بھی طرزِ عمل ہے کہ اپنے امام کے اقوال کے ایسے پابند ہیں کہ اگر کوئی قول ان کا خلاف آیت وحدیث آجائے تو ان کو نہیں چھوڑتے اور اس آیت وحدیث کو کسی تاویل وحیلہ بہانہ سے ترک کر دیتے ہیں۔ چنانچہ دو شاہد اس بات پر پیش کرتا ہوں کہ مقلدین اپنے امام کی تقلید پر جمود رکھتے ہیں اور اس کے خلاف آیت یا حدیث آجائے تو اس کو ٹھکرا دیتے ہیں۔

اوّل گواہ امام رازی ہیں وہ اپنی کتاب "تفسیر کبیر" جلد ۴ ص ۳۷ میں زیرِ آیت اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ الآیہ یہ لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ نے فرمایا کہ میں نے مقلدین کی ایک جماعت کا یہ مشاہدہ کیا کہ میں نے بعض مسائل میں قرآن کی آیتیں ان کے سامنے پڑھیں جو ان کے مذہب کے خلاف تھیں تو انہوں نے قبول نہ کیں اور ادھر توجہ ہی نہ کی بلکہ میری طرف تعجب سے دیکھنے لگے اور ظاہر کیا کہ ان پر عمل کیسے ہو سکتا ہے۔ جب کہ ہمارے امام کے اقوال کے خلاف ہیں۔

پھر امام رازی فرماتے ہیں "وَلَوْ تَاَمَّلْتَ حَقَّ التَّاَمُّلِ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَجَدْتَ هٰذَا الدَّاءَ سَارِيًا فِيْ عُرُوْقِ الْاَكْثَرِيْنَ یعنی اگر تم خوب غور کرو گے تو ضرور یہ معلوم کرلو گے کہ یہ بیماری اکثر مقلدین کے رگ و ریشہ میں جاری و ساری ہے۔

دوسرے شاہد ابن عربی ہیں فتوحات مکیہ مطبوعہ مصر جلد ۳ صہ ۹۱ میں فرماتے ہیں کہ مقلد احادیث نبویہ کو صاف رد کردیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو ہمارا امام ضرور لے لیتا۔ شافعی ہوتا ہے تو امام شافعی کے قول کو حدیث سے اونچا کرتا ہے اور حنفی ہوتا ہے تو امام ابوحنیفہ کے اقوال کو اپناتا ہے وَيَرَوْنَ اَنَّ الْحَدِيْثَ وَالْاَخْذَ بِهَا فُضُلَةٌ وَاَنَّ الْوَاجِبَا تَقْلِيْدُ هٰؤُلَاءِ الْاَئِمَّةِ " یعنی وہ خیال کرتے ہیں کہ حدیث کا لینا ہمارے لئے فضول ہے ہم پر تو اپنے اماموں کی تقلید واجب ہے۔

پھر لکھتے ہیں " وَاشْتَغَلَ النَّاسُ بِالرَّأْيِ وَدَانُوْا اَنْفُسَهُمْ بِفَتَاوِى الْمُتَقَدِّمِيْنَ مَعَ مُعَارَضَةِ الْاَخْبَارِ الصِّحَاحِ " یعنی یہ مقلد لوگ رائے کی تقلید کرنے میں مشغول ہوگئے اور اپنے آپ کو پہلے علماء کے فتوؤں کے تابع بنادیا باوجودیکہ وہ فتوے اور اقوال صحیح حدیثوں کے سراسر خلاف ہیں لیکن یہ مقلدین اس کی پرواہ نہیں کرتے "

میں کہتا ہوں ہمارے زمانہ کے مقلدین کا بھی یہی حال ہے کہ وہ تقلید کے پابند ہیں اور سنّت کی پرواہ نہیں کرتے۔ بلکہ تاویل سے ٹھکرا دیتے ہیں۔ یہ اپنے امام کی عبادت ہے۔ اس لیے یہ لوگ اہل سنّت کے مذہب سے خارج ہیں اور یہودیت میں داخل ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

## یہودیت کی دوسری علامت

ابن ماجہ صـ میں یہ حدیث ہے کہ بنی اسرائیل ہمیشہ اعتدال پر رہے یہاں تک کہ ان میں ایسی اولاد پیدا ہوئی کہ انہوں نے رائے و قیاس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فتوے دینے شروع کیے جس کی وجہ سے وہ خود بھی گمراہ ہو گئے اور انہوں نے لوگوں کو بھی گمراہ کر دیا۔ (مجمع الزوائد) ٹھیک اسی طرح آج کتب فقہ اہل رائی اماموں کے اقوال وآرا سے بھرپور ہیں۔ جن پر مقلدین اہل الرائی پابند ہیں۔

مثلاً یہ رائے کا مسئلہ ہے کہ نابینا کی امامت مکروہ ہے اور نابالغ کی امامت مکروہ ہے۔ حالانکہ حدیثوں سے دونوں کا امامت کرنا ثابت ہے۔

اسی طرح یہ مسئلہ کہ نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز فاسد ہے۔ حالانکہ یہ حدیث سے ثابت ہے۔ اسی طرح ہاتھ پر پلیدی لگی ہو تو اس کو تین بار چاٹ لیا تو وہ جگہ پاک ہو گئی (فتاوٰی عالمگیری) حالانکہ بروئے کتاب و سنت جگہ پانی سے پاک ہوتی ہے۔ اگر پانی میسر نہ ہو تو پھر اس وقت تک مٹی طہور ہے۔ کما لا یخفیٰ علیٰ اہل العلم۔

## تیسری علامت (تعظیم رسول میں غلو)

مشکوٰۃ باب المفاخرہ میں یہ حدیث ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا تُطْرُوْنِیْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اِنَّمَا اَنَا عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهٗ یعنی اے میری اُمت! تم مجھے میرے درجہ سے آگے نہ بڑھانا، جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو ان کے منصب سے آگے بڑھا دیا۔ سوائے اس بات کے اور کوئی بات نہیں ہے کہ میں صرف اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں پس تم اللہ کا بندہ اور اللہ کا رسول کہتے رہو۔" لیکن آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح اور تعریف اس قدر بڑھا کر کی جاتی ہے کہ آپ کو خدائی درجہ دیا جاتا ہے چنانچہ نعت خوانی اور قوالی کے اجلاس میں یہ اشعار پڑھے گئے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



احمد کو ہم نے جان رکھا ہے احد — مذہب کچھ اور ہو گا کسی بو الفضول کا
وہی جو مستوی تھا عرش پر خدا ہو کر — اتر پڑا مدینہ میں مصطفیٰ ہو کر
خدا کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے
ہم نے جو کچھ لینا ہے لے لیں گے محمد سے

"بشر نامہ" اہل بدعت کی ایک کتاب ہے اس میں ایسے کفری اشعار اور کلمات بہت ہیں اور ایک مشرک کی کتاب دلیل الحنفیہ تو ایسے کفریات سے بھرپور ہے۔

## فرقہ غالیہ کے عقائد مردودہ

فرقہ غالیہ کے عقائد مردودہ کی تردید تو علماء اہل حدیث نے اپنی کتابوں میں مفصل کر دی ہے۔ یہاں ان کے گمراہ کن عقائد پر بحث کرنے کی گنجائش نہیں ہے صرف ان عقائد مردودہ کی فہرست دینی کافی ہے تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ اہل بدعت کا گروہ غالیہ اہل سُنت سے خارج ہے اور وہ عقاید ہیں جو انبیاء اور اولیاء کے حق میں زیادہ غلو کرنے پر مبنی ہیں۔ ورنہ وہ دیگر عقائد اور مسائل میں اپنے مقلدین بھائیوں کے ساتھ متفق ہیں جو پہلے بیان ہو چکے ہیں اور آئندہ کچھ ذکر ہو گا۔

۱۔ انبیاء اور اولیاء کو تمام کلیات اور جزئیات کا علم ہے اور وہ عالم الغیب والشہادت ہیں۔

یہ عقیدہ شرک ہے۔ یہ صفت قرآن میں اللہ تعالیٰ کی ہے جس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔

۲۔ تمام انبیاء و اولیاء اپنی قبروں میں اسی طرح زندہ ہیں۔ جس طرح دنیا میں زندہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رہے اور وہ اور نزدیک ہر جگہ سے اپنے پکارنے والے کی پکار سنتے ہیں۔ یہ عقیدہ شرک ہے۔ یہ صفت اللہ کی ہے۔

۳۔ تمام انبیاء و اولیاء کو قدرت اور اختیار حاصل ہے وہ جو کچھ چاہیں کر دیں۔

یہ عقیدہ شرک ہے قرآن میں یہ صفت اللہ تعالیٰ کی ہے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے

۴۔ انبیاء اولیاء کا وسیلہ پکڑنا بایں طور کہ ان کو پکارنا۔ سجدہ کرنا۔ ان کی نذر نیاز دینا۔ ان سے فریاد کرنا۔ ان سے مدد مانگنا۔ ان کی طرف اپنے نام کی نسبت کرنا۔ یہ سب کام شرک ہیں۔ یہ حقوق اللہ تعالیٰ کے ہیں کسی غیر سے اس کو مختار اور قادر سمجھ کر یہ معاملہ کرنا شرک ہے قرآن میں سخت ممانعت وارد ہے اور سنت سے یہ امور ثابت نہیں۔

۵۔ انبیاء اولیاء کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا ان کا عقیدہ مشرکانہ ہے۔

۶۔ انبیاء اولیاء کا دنیا و آخرت میں تصرف کلی سمجھنا کہ وہی رزق دے رہے ہیں۔ وہی زندہ کرتے ہیں۔ وہی مارتے ہیں۔ وہی حاجات روائی کرتے ہیں۔ یہ عقیدہ کافرانہ ہے کتاب و سنت سے ثابت نہیں ہے۔ اپنی طرف سے گھڑا گیا ہے۔ لہذا یہ فرقہ کسی صورت سے اہل سنت نہیں۔

۷۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے اور آپ کے نور سے تمام کائنات بنائی اور اس نور کے کئی حصے کیے گئے اور ہر ہر حصہ سے مخلوق کی ہر نوع جدا جدا تیار کی گئی۔ یہ عقیدہ نہایت باطل ہے۔ جس کا کتاب و سنت میں نام و نشان نہیں ہے اور محض موضوع اور جھوٹی روایتوں پر دار و مدار رکھا گیا ہے جو جرم عظیم ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تو بشریت میں دیگر بشر انسانوں کی طرح ایک بشر اور انسان ہیں اور آپ کی پیدائش والدین سے بمثل دیگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انسانوں کے ۔۔ ہے ۔ جیسے کتاب و سنت اور نقل و عقل سے ثابت ہے ۔ یہ نور کے سب افسانے گھڑے گئے ہیں جن پر کوئی دلیل قطعی ناطق نہیں ہے ۔

اگر اس کا ثبوت قرآن و حدیث میں صریح ہوتا تو یہ ایک ایسا عقیدہ تھا جس پر تمام اسلامی دُنیا متفق ہوتی مگر سوائے فرقہ غالیہ کے کوئی گروہ فقہا اور محدثین کا اس عقیدہ پر دیکھا اور سُنا نہیں گیا ۔ بلکہ خود عُلما حنفیہ نے بھی اس کی تردید کی ہے کہ وہ سب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیا علیہم السلام کی بشریت کے قائل ہیں ۔ یہی حق ہے ۔

## شرعی امام و امیر کے ہاتھ پر اتباع سنت کی بیعت

بخاری شریف جلد ثانی صنہ۱۰ میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد کے امیر المومنین عبدالملک بن مروان کو اقرار نامہ بیعت کا کہلا بھیجا ۔ جس میں یوں لکھا تھا ” وَاُقِرُّ لَکَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ عَلٰی سُنَّۃِ اللّٰہِ وَسُنَّۃِ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلم فِیْمَا اسْتَطَعْتُ ۔ یعنی میں آپ کے لیے یہ اقرار کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم و سُنت کے مطابق میں حتی المقدور آپ کا حکم سُنوں گا اور اس کی اطاعت کرتا رہوں گا ۔

اب جو حاکم یا امیر جماعت خلاف سُنت نبوی کے حکم دے گا ۔ اس کی اطاعت ہم پر فرض نہ ہوگی ۔ ہم سنت نبوی کو کسی طرح چھوڑ نہیں سکتے ۔

## کتاب و سنت کی اپنی رائے و قیاس سے تفسیر کرنے والے اہل سُنت سے خارج ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آج ملحد لوگ اور گمراہ فرقوں کے علماء اور کئی اہلِ حدیث آزاد شاہ اور اہلِ بدعت گمراہ کتاب و سنت کی تفسیر اپنی رائے اور قیاس اور خواہشات کے مطابق کر رہے ہیں۔ جو شرعی محاورہ کے خلاف ہونے کے علاوہ دیگر اصول شرعیہ بلکہ قرآن و حدیث و اقوالِ صحابہؓ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ کی تشریحات کے بھی خلاف ہے سو ایسے لوگ گمراہ اور جہنمی ہیں اور جو اہلِ سنت سے خارج ہیں۔

چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے جو ترمذی وغیرہ میں موجود ہے۔ کہ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (مشکوٰۃ) یعنی جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے کچھ بیان کیا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں سمجھ لے (کنز العمال جلد ۱ ص ۹۸) میں حضرت عمرؓ سے مرفوع مروی ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "لَا تُفَسِّرُوا الْقُرْآنَ بِرَأْيِكُمْ" یعنی قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے مت کرو۔ پس قرآن کی تفسیر محدثین کرام کے اصول پر کرنا صحیح ہے کہ وہ سچے پکے اہلِ سنت تھے۔ بعد کے لوگ ابتداع و اختراع میں مبتلا ہو گئے۔

## قبروں اور خانقاہوں میں یہودیت (علامت ۳۸)

مشکوٰۃ میں یہ حدیث ہے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت کی ہے کیونکہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نیز مشکوٰۃ میں جندبؓ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ اَلَا وَاِنَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ کَانُوا یَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِهِمْ وَصَالِحِیْهِمْ مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّیْ اَنْهَاکُمْ عَنْ ذٰلِكَ۔ یعنی تم سے پہلے لوگ یہود۔ عیسائی اپنے نبیوں ولیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بناتے تھے۔ خبردار! اے میری اُمّت کے لوگو! تم اپنے بزرگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ مت بناؤ۔ میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں

آج اس دور میں دعویدار اہل سُنت جو اپنے آپ کو امتِ رسُول کہلاتے ہیں قبروں اور خانقاہوں پر عرس کرتے ہیں اور وہاں سجدے اور رکوع کرتے ہیں ان کی نذریں چڑھاتے ہیں اور ان کو پکارتے ہیں اور ان سے حاجتیں مانگتے ہیں اور وہاں چراغ جلاتے ہیں۔ جو کچھ یہود۔ عیسائی۔ ہندو اپنے بزرگوں کی قبروں پر اور بڑھیوں پر کرتے تھے۔ وہی نام کے مُسلمان کر رہے ہیں۔

سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُشْرِکُوْنَ۔ یعنی اکثر لوگ دعویٰ ایمان باللہ کا کرتے ہیں مگر حقیقت میں وہ مشرک ہے۔

غنیۃ الطالبین میں شیخ جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے وَاِذَا زَارَ قَبْرًا لَا یَضَعُ یَدَهٗ عَلَیْهِ وَلَا یُقَبِّلُهٗ فَاِنَّهٗ عَادَةُ الْیَهُوْدِ یعنی جب کوئی قبر کی زیارت کرے تو قبر پر اپنا ہاتھ نہ رکھے اور نہ قبر کو بوسہ دے کہ یہ عادت یہود ہے۔

## پانچویں علامت یہود کی عبادت میں غلوّ

حدیث میں ہے کہ حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے فرمایا "لَا تُشَدِّدُوا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ فَاِنَّ قَوْمًا شَدَّدُوْا عَلٰی اَنْفُسِھِمْ فَشَدَّدَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَتِلْکَ بَقَایَاھُمْ فِی الصَّوَامِعِ وَالدِّیَارِ رَھْبَانِیَّۃَ اِبْتَدَعُوْھَا مَا کَتَبْنَاھَا عَلَیْھِمْ۔ (رواہ ابوداؤد۔) یعنی تم لوگ اپنی جانوں پر اعمال میں سختی نہ کرو۔ کیونکہ ایک قوم (اہل کتاب) نے اپنی جانوں پر سختی کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سختی ڈال دی وہ اپنے گرجاؤں۔ عبادت خانوں میں گوشہ نشین ہوتے رہبانیت کی بدعت انہوں نے پیدا کی جس کا اللہ تعالیٰ نے ان کو مکلف نہ کیا تھا پھر اس کو وہ نبھا نہ سکے۔

اس اُمت محمدی میں بھی اہل کتاب کی طرح اہل بدعت نے بدعات ایجاد کر رکھی ہیں۔ عابد۔ زاہد صوفی۔ پیر بن کر خانقاہوں۔ حجروں۔ جنگلوں میں عبادتیں کر رہے ہیں۔ اور راہب بن کر گوشہ نشین ہو رہے ہیں۔ کوئی نماز معکوس پڑھ رہا ہے کہ سر نیچے اور پاؤں اُوپر کر کے بندگی کر رہا ہے۔ کوئی پانی میں ایک ٹانگ پر عبادت کر رہا ہے۔ کوئی دائمی روزہ دار بنا بیٹھا ہے۔ کوئی الف ننگا رہتا ہے اور بڑی ریاضت کرتا ہے۔ کوئی شادی نہیں کرتا اور خصی بن رہا ہے۔ یہ سب عبادات بدعیہ ہیں جو مردود ہیں۔ ایسے لوگ اہل سنت مذہب سے خارج ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اُمت کے لیے نمونہ عمل ہیں۔ آپ سے اس طرح کی بندگیاں ثابت نہیں ہیں۔

حدیث میں ہے کہ تین شخص ازواج مطہرہ کے پاس عبادت نبوی کا حال پوچھنے کے لیے آئے جب ان کو عبادت نبوی بتائی گئی تو انہوں نے اس عبادت کو کم تصور کیا اور کہنے لگے کہ ہم بہ نسبت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عبادت کے معاملہ میں کیا درجہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پہلے اور پچھلے گناہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سب معاف کر دیئے ہیں۔ یعنی ہم گناہگاروں کو زیادہ عبادت کرنی چاہیئے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی حاجت نہیں ہے پھر ایک نے کہا کہ میں ہمیشہ تمام رات نماز پڑھتا رہوں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے دار رہوں گا کسی دن بھی افطار نہ کروں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی شادی نہ کراؤں گا۔ تجرد میں زندگی گزاروں گا۔ اتنے ذکر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا کہ تم نے ایسی ایسی باتیں کی ہیں۔ خبردار رہو! قسم ہے خدا کی میں البتہ بہ نسبت تمہارے اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہوں اور تم سے زیادہ پرہیز گار رہوں لیکن میں باوجود اس کے روزے بھی مناسب دنوں میں رکھتا ہوں اور افطار بھی مناسب دنوں میں کرتا ہوں اور رات کو نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ اور عورتوں سے نکاح کر کے ان کی حق ادائی بھی کرتا ہوں۔ "فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ" (مشکوٰۃ) پس جس نے اعراض کیا میری سُنت سے وہ میری اُمت سے نہیں ہے۔

## چھٹی علامت یہودیت احکام الٰہی میں حیلہ سازی"

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُوْمَهَا اَجْمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْا ثَمَنَهٗ (مشکوٰۃ)

یعنی جابر نے بیان کیا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود کو ہلاک کرے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر جانوروں کی چربیاں حرام کر دیں تو یہود نے ان کو پگھلا کر پھر فروخت کیا اور پھر ان کا مُول کھایا۔

اس سے ظاہر ہے کہ یہود نے حیلہ سازی سے حرام کھایا۔ جیسے انہوں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہفتہ کا شکار حیلہ سازی سے کیا اور حرام کھایا۔ اسی طرح علمار یہود نے اپنی کتاب الحیل تیار کی، جس کی رو سے حرام کو حلال کیا اور وہ کافر ہوئے۔

بعض لوگوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ حرام جانوروں کی چربیوں کی ڈل بنا کر کشتیوں کو لگا لیں اور ان سے روشنی حاصل کریں تو آپ نے منع فرمایا اور یہود کی حیلہ سازی بیان کی اور اُمت کو حیلہ سے حرام کے حلال بنانے سے روکا۔ لیکن اُمت میں ایسے فرقے پیدا ہو گئے جو حیلوں سے حرام کو حلال بنا رہے ہیں۔

چنانچہ کتب فقہ میں کتاب الحیل منعقد ہے، جس میں حیلے کرنے کا ڈھنگ بتایا گیا ہے۔

عالم گیری مترجم جلد ۴ ص۱۰۴۵ و ہدایہ جلد ۴ ص۱۸۶ مترجم میں یہ لکھا ہے۔ کہ خاوند اپنی بیوی کو شہر سے باہر نہ لے جا سکے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ عورت اپنے ذمہ اپنے باپ یا بھائی وغیرہ جس پر اطمینان ہو اس کے بہت سے قرضہ کا اقرار کرے اور گواہ کر دے۔ جب شوہر لے جانا چاہے تو جس کے قرضہ کا اقرار کیا ہے وہ مانع ہو جائے۔ کیسا ناجائز حیلہ ہے کہ شوہر کو تکلیف میں ڈالا گیا ہے اور اس کو عورت کے شہر میں رہنے پر مقید کیا گیا ہے اور حقیقت میں قرضہ نہیں ہے، اس کا فرضی اقرار کرایا گیا ہے۔

اب یہ دیکھا کہ یہ تو جھوٹ ہے جو لعنت کا سبب ہے اس گناہ سے کس طرح بچاؤ کیا جائے۔ تب یہ حیلہ سکھایا۔ جو انہی کتابوں کے انہی صفحوں میں درج ہے کہ اگر شوہر قرضہ کی بابت قسم دلائے کہ قرضہ نہیں ہے۔ یہ تو بہانہ سازی ہے۔ اگر قرضہ ہے تو قسم کھاؤ تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ قرضہ کے عوض کپڑا وغیرہ کوئی چیز اسی قیمت پر جتنا کہ شوہر پر قرضہ ظاہر کیا جاتا ہے فروخت کر دے۔ بعد اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے وہ قسم کھا جائے تو شوہر نہیں رہ جا سکے گا۔" گویا یہ دوسری حیل سازی خاوند کے ساتھ ہے کہ عورت کا قریبی کوئی کپڑا وغیرہ چیز اس قرضہ کے عوض عورت کو فروخت کر دے اور قیمت اس کی عورت کے ذمہ قرض سمجھ کر پھر قسم کھا جاتے کپڑا خواہ معمولی قیمت کا ہو مثلاً دس روپے کا اور اس کو ہزار روپے کا کہہ کر فروخت کر دے کیونکہ نہ روپیہ دینا ہے اور نہ لینا ہے اور نہ ہی کپڑا رکھنا ہے۔ یہ تو صرف خاوند کے ساتھ چار سو بیس کی فریب کاری کرنی ہے۔ یہ اس فقہ کی تعلیم ہے جس کو قرآن وحدیث کا عطر کہا جاتا ہے جو بالکل غلط ہے یہ تو نالیوں کا پیشاب ہے اس کو قرآن و حدیث کی طرف نسبت کرنا خدا اور رسول کی توہین ہے۔

اسی طرح کتب فقہ کا یہ مشہور مسئلہ ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی ہوں جس سے وہ قطعاً حرام ہو گئی ہو تو عدت کے بعد اس کا نکاح ایک رات کے لیے کسی ایسے مرد سے کر دو جس پر اطمینان ہو کہ یہ رات بھر استعمال کر کے صبح طلاق دے کر چھوڑ دے گا۔ جب وہ جماع کر کے چھوڑ دے تو پھر عدت گزار کر پہلے خاوند سے نکاح کر دے۔ حنفی مذہب میں اس نکاح کا نام حلالہ ہے۔ یعنی پہلے خاوند کے لیے عورت محرمہ کے حلال کرنے کا آلہ اس کو بعض کتب فقہ میں باعث اجر و ثواب لکھا ہے کہ دوسرے خاوند نے پہلے پر احسان کیا ہے۔

لیکن حدیث میں دونوں فریق پر لعنت آئی ہے۔ چنانچہ ارشادِ نبوی ہے لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلَّلَ لَهُ یعنی نکاح حلالہ کرنے کرانے والے پر خدا کی لعنت ہے۔ (مشکوٰۃ) حدیث ابن ماجہ میں اس محلّل کو ادھار لایا گیا۔ سانڈھ فرمایا ہے اس حلالہ کو کوئی غیرت مند مسلمان نہیں کرتا۔ مگر جیسے رافضی لوگ نکاح متعہ بڑی خوشی سے کرتے ہیں ایسے مقلدین نکاح حلالہ بڑی خوشی سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرتے ہیں مگر شرع میں دونوں حرام ہیں۔ اسی طرح نکاح سے نہ پہلے کے لیے عورت حلال ہوگی اور نہ دوسرے کے لیے دونوں زانی قرار پائیں گے یہ محض حرام کو حلال کرنے کی فریب کاری بصورت زنا کاری ہے مسلمانوں کو اللہ اس سے بچائے آمین۔ پس ایسے کام کرنے والے کبھی اہل سنت نہیں کہلا سکتے۔

## حنفی مذہب کا عروج کیسے ہوا

حنفی مذہب کو عروج حکومت کے غلبہ سے ہوا ہے صداقت سے نہیں ہوا اس مذہب میں بادشاہ اور حکام زیادہ ہوئے ہیں اور اب بھی ہیں۔ کیونکہ اس مذہب میں زنا۔ شراب۔ سود۔ وغیرہ۔ حلال ہونے کے طریقے مل جاتے ہیں اور ان کی خواہشات پوری ہو جاتی ہیں۔ محض کتاب سنت سے یہ غرض پوری نہیں ہوتی۔ بلکہ بڑی بندش ہے۔ فقہائے اہل رائے نے لوگوں کے لیے خصوصًا حکام کے لیے بہت آسان حیلے تراش کر رکھ دیئے ہیں۔ چنانچہ نمونہ ابتدا مذہب کے دو تین حیلے جو ترقی مذہب کا باعث ہوئے نقل کرتا ہوں۔ چنانچہ حسن البیان ص۱۲۳ بحوالہ تاریخ ابن خلکان لکھا ہے کہ سبب عروج امام ابو یوسف در ہارون رشید کے یہاں ان کی رسائی کا یہ ذریعہ ہوا کہ ہارون نے اپنے گھر میں کسی کو زنا کرتے خود دیکھا۔ اور سخت کو فت میں ہوا کہ کیا کریں خادم سے کہا کہ کسی فقیہ کو لے آ۔ امام ابو یوسف کو اس خادم سے پہلے ربط تھا وہ انہیں کو لے گیا۔ ہارون رشید نے ان سے پوچھا کہ اگر امام وقت خود کسی کو زنا کرتے دیکھے تو کیا کرے۔ اور اس وقت ہارون رشید کے چہرے پر رنج و کوفت کے آثار نمایاں تھے۔ امام ابو یوسف سمجھ گئے کہ یہ ہارون رشید کے گھر کا واقعہ ہے۔ انہوں نے فتویٰ دیا کہ اس صورت میں حد نہیں ہے ہارون رشید بہت خوش ہوا اور امام ابو یوسف کو اس میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انعام ملے۔

چنانچہ یہ قصہ کرنے کے بعد علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں " فصار ذٰلک اصلاً للنعمۃ" یعنی امام ابو یوسف کو ہارون رشید کے دربار میں رسوخ کی ابتدا یہیں سے ہوئی پھر رفتہ رفتہ قاضی ہو گئے۔ پھر قاضی القضاۃ ہوئے ہارون رشید کی ساری مملکت میں قاضی انہیں کی تجویز سے مقرر ہوتے تھے اور انہیں سے امام ابو حنیفہ کے مذہب کی شہرت اور ترویج ہوئی۔

علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں۔ "ما کان فی اصحاب ابی حنیفۃ مثل ابی یوسف لولا ابو یوسف ما ذکر ابو حنیفۃ" یعنی امام ابو حنیفہ کے شاگردوں میں قاضی ابو یوسف کا مثل نہیں تھا۔ اگر یہ نہ ہوتے، تو امام ابو حنیفہ کا ذکر بھی نہ ہوتا۔"

پھر تاریخ ابن خلکان میں امام ابو یوسف اور ہارون رشید کا ایک قصہ اور مذکور ہے۔ کہ شب کو سوتے وقت امام ابو یوسف کے پاس ہارون رشید کا آدمی پہنچا کہ بادشاہ نے بلایا ہے۔ بے وقت کی طلبی سن کر اول گھبرائے۔ پھر کپڑے پہن کر روانہ ہوئے وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ہارون رشید تنہا ہے اور وہاں عیسٰی ابن جعفر ہے۔ ہارون رشید نے امام ابو یوسف سے کہا کہ اس کے پاس ایک لونڈی ہے میں اس سے مانگتا ہوں۔ یہ نہیں دیتا۔ اگر نہ دے گا تو میں اس کو قتل کر دوں گا۔ امام ابو یوسف نے عیسٰی بن جعفر سے کہا کہ تم وہ لونڈی کیوں نہیں دیتے؟ اس نے کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ اس لونڈی کو نہ بیچوں گا اور نہ کسی کو ہبہ کروں گا۔ ہارون رشید نے قاضی ابو یوسف سے کہا کہ کوئی راستہ اس کے لیے ہے؟ قاضی صاحب نے کہا ہاں آدھی لونڈی آپ کے ہاتھ بیچ ڈالے اور آدھی ہبہ کر دے۔ آخر عیسٰی بن جعفر کو وہی کرنا پڑا۔ اور ہارون رشید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے آدھی یوں لی اور آدھی کی قیمت لاکھ دینار دی۔ اور اسی وقت لونڈی طلب ہو کر آئی تب ہارون رشید نے قاضی ابو یوسف سے کہا کہ ایک بات اور باقی ہے کہ اس لونڈی کو استبراء رحم کے لیے عدت کے دن کاٹنے چاہیئے اور میں آج کی رات صبر نہیں کر سکتا۔ قاضی صاحب نے کہا کیا مضائقہ۔ آپ اس لونڈی کو آزاد کر دیجیئے اور پھر اس سے ابھی نکاح کر لیجیئے تو عدت ساقط ہو جائے گی۔ ہارون رشید نے وہی کیا اور بہت خوش ہوا۔ قاضی صاحب کو دو لاکھ درہم اور بیس جوڑے کپڑے انعام دیئے۔

علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں کہ ہارون رشید قاضی ابو یوسف سے اس قدر خوش تھا کہ جب ان کا ذکر ہوتا تو کہتا کہ یہ قاضی کبھی معزول نہیں ہوگا شامی میں بھی یہ واقعہ مذکور ہے۔

علامہ سیوطی نے بھی تاریخ الخلفاء میں ہارون رشید اور قاضی ابو یوسف کے کئی قصے نقل کیے ہیں۔ ایک حسن البیان کے ص۱۳۶ میں یوں مذکور ہے۔ سلفی نے طیوریات میں بسند ابن المبارک نقل کیا کہ جب ہارون رشید خلیفہ ہوا تو اپنے باپ کی ایک لونڈی پر اس کی طبیعت آئی اور اپنی خواہش اس پر ظاہر کی۔ اس لونڈی نے کہا کہ میں تمہارے لیے حلال نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ تمہارے باپ نے میرے ساتھ خلوت کی تھی۔ پھر ہارون رشید کا عشق بڑھا، تو اس نے قاضی ابو یوسف کو بلا کر کہا کہ اس لونڈی کے حلال ہونے کی کوئی صورت تمہارے پاس ہے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ کیا لونڈی جو دعوٰی کرے گی وہ مان لیا جائے گا آپ اس کی بات نہ مانیئے کیونکہ وہ جھوٹ سے محفوظ نہیں۔ ابن المبارک کہتے ہیں۔ (جو اہل حدیث تھے) کہ میں کس سے تعجب کروں آیا اس بادشاہ سے جس نے مسلمانوں کے خون و مال میں ہاتھ ڈالا اور اپنے باپ کی حرمت کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لحاظ نہ کیا یا اس لونڈی سے کہ بادشاہ نے اُس سے خواہش کی اور اس نے پرہیز کیا یا اس قاضی فقیہ زمانہ سے کہ اجازت دے دی کہ اپنے باپ کی ہتک کر اور اپنی خواہش پوری کر اور اس کو میری گردن میں ڈال۔ الغرض اس طرح کی حیلہ سازیاں اس مذہب میں ہیں۔

جب اس مذہب کے اکابر ایسے حیلے کرتے کراتے رہے تو بعد کے اہل رائے اور اہلِ ہوا نے اور خواہش پرستیاں کیں۔ یہاں تک کہ آج کل کے علماء پیر مُرشد عورتوں کو مرید اور معتقد بنا کر اپنی ہر طرح کی خواہشات پوری کر رہے ہیں کسی سے تن بخشی کرا لیتے ہیں اور کہیں خدا رسُول۔ فرشتوں کو گواہ کر کے خفیہ نکاح کرا لیتے ہیں۔ العیاذ باللہ!

کوئی شراب کو حلال کر رہے ہیں اور کوئی دار الحرب میں سُود جائز قرار دے رہے ہیں۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۵ صک ۲۵۷ میں یہ حدیث منقول ہے۔ عن اَبِی ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْتَکِبُوْا مَا ارْتَکَبَتِ الْیَھُوْدُ فَتَسْتَحِلُّوْا مَحَارِمَ اللّٰہِ بِاَدْنَی الْحِیَلِ۔ یعنی ابُوہریرہ نے روایت کیا ہے کہ جیسے یہود نے جرائم کا ارتکاب کیا ہے ایسے تم ارتکاب نہ کرنا کہ حیلوں بہانوں سے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کرنے لگو۔ آج رافضی حنفی۔ مرزائی وغیرہ اس طرح کر رہے ہیں اور اسماعیلیہ فرقہ کے عُلماء اور ان کے مرشد نے تو حدُود شرع کو علانیہ توڑ دیا ہے۔ بے حیائی اور زنا کاری کے کام علانیہ کر کرا رہے ہیں۔ اور نماز۔ روزہ ارکانِ اسلام سے بالکل آزاد ہو چکے ہیں۔ اور صاف منکرین شریعت ہیں یہ فرقہ بھی حنفیت سے پیدا ہو کر فنا فی المرشد ہو گیا اور ان میں پوری یہودیت آ چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# یہودیت کی ساتویں علامت

فتح الباری پ ۲۲ ص ۲ میں یہ حدیث ہے۔ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ اَنَّ الْیَهُوْدَ لَا تَعُقُّ عَنِ الْجَارِیَةِ فَعُقُّوْا عَنِ الْغُلَامِ وَالْجَارِیَةِ (رواہ البزار)

یعنی ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ یہود لڑکی کا عقیقہ نہیں کرتے۔ تم اے مسلمانو! لڑکے اور لڑکی دونوں کا عقیقہ کیا کرو۔" مقلدین حنفیہ عموماً اپنی لڑکیوں کے عقیقے نہیں کرتے۔ یہ بھی یہود کی طرح شرماتے ہیں۔ بلکہ ان کی بعض کتابوں میں تو عقیقہ کو سرے سے اڑا دیا ہے۔ حالانکہ حدیثوں میں صاف اس کا ثبوت موجود ہے۔

امام محمد جو امام ابوحنیفہ کے جلیل القدر شاگرد ہیں۔ وہ جامع صغیر ص ۱۷ میں لکھتے ہیں۔ لَا یُعَقُّ عَنِ الْغُلَامِ وَلَا عَنِ الْجَارِیَةِ" یعنی نہ لڑکے کا عقیقہ کیا جاوے اور نہ لڑکی کا۔

موطا امام محمد میں یہ لکھا ہے کہ یہ جاہلیت کی رسم تھی۔ ابتدا اسلام میں یہ مسلمانوں میں رہی۔ جب عید قربانی میں قربانی مشروع ہوئی تو اس نے ہر تقرب کے ذبیحہ کو منسوخ کر دیا۔ یعنی یہ منسوخ ہے۔

حالانکہ یہ سراسر باطل خیال ہے۔ عقیقہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ قربانی اپنی جگہ علیحدہ ہے اور عقیقہ اولاد کا شکریہ علیحدہ ہے۔ اس لیے کہ صحابہ کرام اور تابعین۔ تبع تابعین۔ ائمہ محدثین برابر عقیقہ کرتے چلے آتے ہیں۔ اگر منسوخ ہوتا تو عقیقہ کوئی بھی نہ کرتا بلکہ سب منع کر جاتے۔ بعض علماء نے عقیقہ کرنا واجب قرار دیا ہے۔ ورنہ سنت ہونے میں شک ہی نہیں ہے تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## آٹھویں علامت یہودیت کی

مجمع الزوائد ص۱۸۶ میں یہ حدیث ہے عَنْ مُعَاذٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْیَھُوْدَ قَوْمٌ حُسَدٌ یَحْسُدُوْنَ الْمُسْلِمِیْنَ عَلٰی رَدِّ السَّلَامِ وَاِقَامَۃِ الصُّفُوْفِ وَقَوْلِھِمْ خَلْفَ اِمَامِھِمْ فِی الْمَکْتُوْبَۃِ اٰمِیْنَ ٥ (رواہ الطبرانی فی الاوسط واسنادہٗ حسن ؒ)

یعنی معاذؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہودی بڑی حاسد قوم ہے یہ مسلمانوں سے تین چیزوں پر بڑا حسد کرتے ہیں ایک سلام کا جواب دینے میں اور دوسرا صفوں کے سیدھا اور درست کرنے میں۔ تیسرا امام کے پیچھے آمین کہنے میں۔

دوسری حدیث میں جو حضرت عائشہؓ سے روایت ہے اور مسند احمد میں ہے۔ اس میں یہ وارد ہے "اِنَّ الْیَھُوْدَ لَا یَحْسُدُوْنَا عَلٰی شَیْءٍ کَمَا حَسَدُوْنَا عَلَی الْجُمُعَۃِ وَعَلَی الْقِبْلَۃِ وَعَلٰی قَوْلِنَا خَلْفَ الْاِمَامِ اٰمِیْنَ۔ (مجمع الزوائد ص۱۴۵ و ۱۸۶)

یعنی یہود ہمارے پر تین چیزوں میں حسد رکھتے ہیں۔ ایک جمعہ پڑھنے میں دوسرا قبلہ کے بارہ میں تیسرا امام کے پیچھے آمین کہنے میں۔

ان حدیثوں سے یہ ظاہر ہوا کہ سلام۔ صف ملانے۔ جمعہ پڑھنے۔ آمین کہنے۔ قبلہ ایک سبعیت اللہ مقرر رکھنے میں حسد کرنا۔ چڑنا۔ مخالفت کرنا یہود کا کام ہے۔ آج یہود کا وجود تو کم ہے۔ مگر ایک فرقہ ہے جو اہل حدیث کے ساتھ امام کے پیچھے آمین کہنے پر ہمیشہ جھگڑتا رہتا ہے۔ دیہات میں جمعہ پڑھنے اور شہروں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں جمعہ فرض یقینی ادا کرنے میں اور صفوں کو ملانے اور سیدھی کرنے پر مخالفت کرتا ہے اور بیت اللہ کو قبلہ مقرر رکھنے پر ناراض ہے اور وہ بغداد کو بھی قبلہ بنا کر گیا وہ قدم اٹھاتے ہیں اور سندھ میں انہوں نے ایک قبلہ تجویز کیا تھا اور ہر خانقاہ پر جانے کو حج کے برابر سمجھتے ہیں اور پیروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا کر ان کو قبلہ سمجھتے ہیں اور اپنے علماء اور پیروں کو قبلہ و کعبہ دارین کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ ناجائز ہے۔ پس جن میں یہ اوصاف ہیں وہ یہود کے مشابہ ہیں حدیث میں ہے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ یعنی جو کسی قوم سے عقیدہ و اعمال و اخلاق وغیرہ میں مشابہ ہوگا وہ انہی میں شمار ہوگا۔

## نویں علامت یہودیّت کی

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْيَهُوْدَ فَاِنَّهُمْ لَا يُصَلُّوْنَ فِيْ نِعَالِهِمْ (رواہ ابوداؤد) یعنی شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہود کی مخالفت کرو۔ وہ جوتیوں سے نماز پڑھتے نہیں تم پڑھا کرو۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ نَعْلَيْهِ۔ (طحاوی) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتیوں میں نماز پڑھی ہے۔

نیز طحاوی جلد ۱ صفحہ ۱۹۴ میں اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پندرہ روز ٹھہرا اور میں دیکھتا رہا کہ آپ جوتیوں سمیت نماز پڑھتے رہے۔

ایک قولی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم مسجد کو آؤ تو اپنی جوتیوں کو دیکھ لیا کرو اگر اس میں گندگی۔ پلیدی معلوم ہو تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



زمین پر ان کو رگڑ دو (مٹی پر ملنے سے جوتا پاک ہو جاتا ہے) پھر تم ان جوتوں میں نماز پڑھ لو۔

اس طرح قولی فعلی کئی حدیثیں وارد ہیں۔ جن سے جوتوں سمیت نماز پڑھنا سنت سے ثابت ہے۔ مگر آج اس دور میں اگر کوئی اس سنت پر عمل کرے، تو مقلدین اس سے لڑائی کرتے ہیں اور اس مسئلہ کو تسلیم نہیں کرتے اور نہ عمل کرتے ہیں بلکہ عمل کرنے والے کو برا کہتے ہیں یہ یہودیت ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جوتیاں اتار کر نماز پڑھی تو آپ نے فرمایا فَلَا تَخْلَعُوْا نِعَالَكُمْ " نماز میں جوتیاں مت اتارو۔ یعنی جوتوں سمیت نماز پڑھا کرو۔ بغیر جوتہ کے نماز جائز ہے۔

مگر سنت نہیں ہے۔ بغیر جوتہ کے ایک دو حدیثیں ہونگی۔ جوتوں سمیت نماز کی زیادہ ہیں۔

## یہودیت کی دسویں علامت

ابن ماجہ ص۵۴ میں ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاكُمْ سَتُشَرِّفُوْنَ مَسَاجِدَكُمْ كَمَا شَرَّفَتِ الْيَهُوْدُ كَنَائِسَهَا وَكَمَا شَرَّفَتِ النَّصَارٰى بِيَعَهَا۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے حالات پر غور کر رہا ہوں معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنی مسجدوں کو زیادہ بلند کنگرہ دار بناؤ گے جس طرح یہود نے اپنے گرجاؤں اور معبدوں کو بنایا اور نصاریٰ نے ایسا کیا ہے۔

بخاری شریف میں ہے لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُوْدُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَالنَّصَارٰی یعنی تم مسجدوں کو نقش ونگار سے اس طرح مزین کرو گے، جس طرح یہود ونصاریٰ نے کیا ہے۔

واضح ہو کہ لفظ شرف کا معنی برج بنانا اور شرف کا معنی بلند کرنا اور مکان کا بالائی حصہ اونچا کرنا ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی ہے کہ میری اُمت کے لوگ مسجدوں کو بہت بلند اور اونچی بنائیں گے ان پر منارے۔ برج۔ کنگرے۔ گنبد تعمیر کریں گے۔ اسی طرح مسجدیں بنائیں گے کہ یہود و نصاریٰ کی مشابہت ہے کہ وہ اپنے گرجاؤں اور معبدوں کو اس طرح بناتے ہیں۔ عہدِ نبوی اور عہد صحابہ میں مسجد نبوی اور دیگر مسجدیں لیپت اور بالکل سادہ تھیں۔ صحابہ لکھتے ہیں کہ اُمِرْنَا اَنْ نَبْنِیَ الْمَدَائِنَ شُرَفًا وَالْمَسَاجِدَ جُمًّا۔

یعنی ہم کو یہ حکم ہوا کہ شہروں کو بلند بنائیں۔ مکانوں کو اونچا کریں اور مسجدوں کو بغیر برج کے سادہ بنائیں کہ کنگورے نہ ہو۔ برج وغیرہ نہ ہوں یہ عادات وطرز یہود ونصاریٰ ہے۔

اسی طرح تزئین ونقش ونگار بھی نہ ہو کہ اس کی بھی ممانعت وارد ہے۔ جب مکہ فتح ہوا۔ تو آپ کعبہ میں اس وقت تک داخل نہ ہوئے کہ آپ کے حکم سے وہاں کی مورتیں اور نقش جو سونے کے پانی سے بنائے گئے تھے مٹائے نہ گئے۔

نیل الاوطار میں حضرت ابوالدرداء صحابی رضؓ سے منقول ہے۔ کہ اِذَا حَلَّیْتُمْ مَصَاحِفَکُمْ وَزَوَّقْتُمْ مَسَاجِدَکُمْ فَالدَّمَارُ عَلَیْکُمْ

یعنی جب تم اپنے مصحفوں (قرآن) کو سونے کے پانی سے نقش ونگار کر کے آراستہ کرو گے اور مسجدوں کو نقش ونگار سے زینت دوگے تو تم پر ہلاکت نازل ہوگی۔

محلی ابن حزم جلد ۴ صفحہ ۲۴۸ میں حضرت علی رضؓ سے منقول ہے "اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ الْقَوْمَ اِذَا زَیَّنُوْا مَسَاجِدَھُمْ فَسَدَتْ اَعْمَالُھُمْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یعنی فرمایا حضرت علی رضؓ نے کہ قوم جب اپنی مسجدوں کو آراستہ کرے گی تو ان کے اعمال بگڑ جائیں گے۔

نیز لکھا ہے کہ حضرت علی رضؓ قبیلہ تیم کی مسجد کے پاس سے گزرے جو مزین کی گئی تھی آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ هٰذِهٖ بِيْعَةُ التَّيْمِ۔ (یہ تیمی لوگوں کا گرجا گھر ہے (شرعی مسجد نہیں ہے)۔

حضرت عمر فاروق رضؓ نے مسجد بنانے کا حکم دیا تو فرمایا تھا۔ "اِيَّاكَ اَنْ تُحَمِّرَ اَوْ تُصَفِّرَ فَتَفْتِنَ النَّاسَ (بخاری) یعنی اے بنانے والے! مسجد نبوی کو سرخ اور زرد رنگوں سے رنگین نہ کرنا کہ لوگ نمازیں پڑھتے ہوئے فتنوں میں پڑیں یعنی ایسا کرنے سے نمازیوں کا خیال نماز میں اس طرف چلا جائے گا تو خشوع میں خلل واقع ہوگا۔ جو نماز کا بڑا رکن ہے۔

افسوس ہے کہ ان حدیثوں کے خلاف مسلمانوں نے مسجدوں پر نقش و نگار بلکہ سونے کا پانی پھیرنا شروع کر دیا جو بالکل ناجائز ہے۔ حتیٰ کہ مسجد نبوی کو بھی اس بدعت کا شکار بنا لیا گیا کہ حکومتوں نے دیواروں پر سونے کا پانی پھیر دیا جس سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین نے منع فرمایا تھا۔ یہ علامت بھی عموماً مقلدین کی مساجد میں پائی جاتی ہے۔

## یہودیت کی گیارہویں علامت

بحوالہ ابن ماجہ و مسند احمد زیاد بن لبید رضؓ سے یہ روایت ہے: "ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَالِكَ عِنْدَ اَوَانِ ذِهَابِ الْعِلْمِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَذْهَبُ الْعِلْمُ وَنَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَنُقْرِئُهُ اَبْنَائَنَا وَيُقْرِئُهُ اَبْنَائُنَا اَبْنَائَهُمْ اِلٰى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا زِيَادُ إِنِّي كُنْتُ لَأَرَاكَ مِنْ أَفْقَهِ رَجُلٍ بِالْمَدِينَةِ أَوَلَيْسَ هٰذِهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى يَقْرَءُونَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ لَا يَعْمَلُونَ بِشَيْءٍ مِمَّا فِيهِمَا۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم) یعنی ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شے کا ذکر کیا یہ کہ علم چلا جائے گا اور لوگ فتنوں میں مبتلا ہوں گے۔ زیاد نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علم کس طرح جاتا رہے گا۔ ہم قرآن پڑھتے رہیں گے اور اپنے بیٹوں کو پڑھاتے رہیں گے وہ آگے اپنی اولاد میں سلسلہ جاری رکھیں گے پھر اسی طرح قیامت تک درس و تدریس کا سلسلہ چلتا رہے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے زیاد! تجھے تیری ماں گم کرے کہ میں تو تجھے تمام مدینہ میں بڑا سمجھدار تصور کرتا تھا تجھے یہ بات سمجھ نہ آئی۔ بھلا یہ بتا کیا یہ یہود و نصاریٰ تورات اور انجیل نہیں پڑھتے؟ ان کا سلسلہ درس و تدریس برابر جاری ہے۔ لیکن وہ ان کتابوں پر عمل نہیں کرتے۔

یعنی ٹھیک اسی طرح میری اُمت میں ہو جائے گا کہ وہ قرآن پڑھیں گے اور پڑھائیں گے۔ خوب درس گاہیں۔ مدارس بنائیں گے اور سلسلہ تعلیم جاری رکھیں گے مگر کتاب و سنت پر عمل نہ کریں گے۔

میں کہتا ہوں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان اور پیشین گوئی بالکل حق اور صحیح ثابت ہے۔ آج اہل سُنّت کہلانے والے قرآن و حدیث کو تبرک کے طور پر پڑھ رہے ہیں لیکن عمل اپنی مذہبی فقہ پر رکھتے ہیں۔ قرآن نے رضاعت کی مدت بچے کے لیے دو سال بتلائی ہے۔ مگر کتب فقہ میں امام ابو حنیفہ کا قول ڈھائی سال اور زفر کا تین سال ہے۔

مقلدین اپنے امام کا قول لے لیں گے۔ اسی طرح قرآن نے مطلق سود حرام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کر دیا ہے مقلدین اپنے امام کے قول پر عمل کریں گے کہ دار الحرب میں بیاج حلال ہے۔ حدیث میں ہر نشہ لانے والی شراب حرام ہے۔ مگر فقہ میں شہد۔ جو۔ گندم وغیرہ کئی شرابوں کو حلال قرار دیں گے۔ زانیوں پر حد ہے۔ مگر اجرت لے کر زنا کیا گیا تو کسی پر حد نہیں۔

اسی طرح قرآن وسنت توحید کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ شرک کی تعلیم دیں گے حدیث سنت کی تعلیم دے گی۔ مگر یہ لوگ خواہش پرستی سے بدعات رسومات جاری کریں گے۔ رنگ تماشوں میں مبتلا ہوں گے۔ یہ گیارہ حدیثوں سے گیارہ علامتیں ثابت ہیں۔ (رائیتُ احد عشر کو کبا) جو سب کی سب عاشقان تقلید میں موجود ہیں تو یہ کسی صورت اہل سنت نہیں ہو سکتے۔ بلکہ یہود اس امت کے کہا جائے گا۔

چنانچہ ایک روایت میں صاف یہ ذکر ہے۔ جو جمع الجوامع للسیوطی میں ہے عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَیَكُوْنُ فِی اُمَّتِی رِجَالٌ یَدْعُوْنَ النَّاسَ اِلٰی اَقْوَالِ اِمَامِهِمْ وَرُهْبَانِهِمْ وَیَعْمَلُوْنَ بِهَا وَیَحْسُدُوْنَ الْمُسْلِمِیْنَ عَلَی التَّامِیْنِ خَلْفَ الْاِمَامِ اَلَا اِنَّهُمْ یَهُوْدُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ثَلَاثًا (رواہ ابن القطان وصححہ ابن السکن)

یعنی ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب میری امت میں ایسے آدمی ظاہر ہو جائیں گے جو لوگوں کو اپنے امام اور اپنے مشائخ پیروں کے اقوال کی طرف بلائیں گے کہ ان کی تقلید کرو اور خود بھی ان کے اقوال کے پابند ہوں گے اور جو اصل مسلمان ہوں گے وہ امام کے پیچھے آمین (بلند آواز سے) کہیں گے اور امام کے مقلد ان سے حسد کریں گے۔ خبردار! یہ لوگ میری امت کے یہود ہیں۔ یہ جملہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تین بار فرمایا تھا۔

پس ثابت ہوا کہ اماموں۔ پیروں۔ مرشدوں کے اقوال کی تقلید کرنے والے اور لوگوں کو اس طرف بلانے والے اصلی خالص اہل سُنت نہیں ہیں۔ بلکہ یہی وہ ہیں اصلی اہل سُنت وہ لوگ ہیں جو خالص کتاب و سنت پر اپنا عقیدہ و عمل رکھتے ہیں۔ اگر اہل حدیث میں ایسے لوگ ہوں گے جو اپنے امام زندہ یا مردہ کے اقوال و مسائل کی تقلید کرائیں گے تو وہ بھی اہلِ سنت نہ رہیں گے کیونکہ کسی ایک امام کی تقلید کرنے سے کوئی مقلد اہل سُنت نہیں رہ سکتا کہ سُنّت تو اتباع رسُول کی طرف کھینچتی ہے اور تقلید شخصی اس امام کی طرف کھینچتی ہے جس کا وہ مقلد ہے۔ دونوں میں تضاد ہے۔ اس لیے عمل سنّت پر نہیں ہو سکتا۔ جب عمل بالسنہ نہ ہوا تو اہلِ سُنّت نہیں ہو سکتا۔ (کما ھو الظّاھر)

## مردُود لوگ اہلِ سُنّت نہیں

مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث ہے۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت قال رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو ردّ (متفق علیہ) یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ہمارے دین اور شرع میں کوئی ایسی چیز پیدا کرے جس کا ثبوت شرع سے نہیں ہے تو وہ عمل چیز اور وہ شخص جو اس کام کے کرنے والا ہے دونوں مردُود ہیں۔ یہ حدیث اصل عظیم شرع کا ہے جس سے تمام بدعات اور اہلِ بدعت کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔

مسلم میں حدیث کے یہ الفاظ ہیں من عمل عملاً لیس علیہ امرُنا فھو ردّ۔ یعنی جس نے ایسا عمل کیا جس کا حکم نہیں وہ مردُود ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اب جو مندرجہ ذیل بدعات مروج ہیں۔ وہ سب اس قاعدہ کی رُو سے مردود ہیں کہ ان کا ثبوت نہیں ہے۔

خانقاہوں پر عرس کرنا۔ بہشتی دروازہ بنانا اور اس سے گزرنا۔ گیارہویں دینا۔ غیر اللہ کی نذریں چڑھانا۔ قبروں پر چراغ جلانا۔ قبروں پر سجدے کرنا طعام پر ختم کرنا۔ تیجا ساتا چہلم کرنا۔ جمعرات۔ شبرات میں رُوح سے رُوح ملانا۔ میّت کا اسقاط کرنا۔ ماتم پر فرش بچھا کر فاتحہ خوانی کرنا۔ میلاد کرنا۔ میّت کے لیے چنوں پر کلمے پڑھنا۔ نماز احتیاطی پڑھنا۔ نماز قضا عمری پڑھنا۔ نماز معکوس پڑھنا۔ بغداد کی طرف گیارہ قدم اٹھانا۔ یا ادھر منہ کر کے وظیفہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئًا لِلّٰہ پڑھنا۔ نماز کے وقت زبان سے نیت کی کہانی پڑھنا اختراعی درود و دعائیں پڑھنا۔ جیسے درُود تاج۔ درُود ہزاری۔ درود لکھی دعا گنج العرش۔ دُعا سریانی وغیرہ۔ بیس تراویح سُنّت مؤکدہ سمجھ کر پڑھنا۔ محرم کا عاشورہ منانا۔ نام نبوی سنکر اذان کے وقت۔ انگوٹھے چومنا اور ان کو آنکھوں پر لگانا۔ تلاوتِ قرآن کے وقت قرآن کو بوسہ دینا۔ اور آنکھوں پر لگانا۔ قبروں کو پختہ کرنا۔ وضو کے بعد سُورہ انّا انزلنا پڑھنا۔ محرم کو تعزیہ نکالنا۔ امام حسینؓ کا شربت پلانا۔ کفنی پر کلمے لکھنا۔ مسجد کو سُرخ۔ زرد رنگ سے زینت دینا اور نقش و نگار سے آراستہ کرنا۔ دین میں چار مذہب مقرر سمجھ کر ان کی تقلید کرنا۔ اذان سے پہلے صلوٰۃ و سلام پڑھنا وغیرہ۔ یہ سب بدعات سیئہ ہیں۔ جن کا وجُود ان ناموں اور شکلوں سے شرع میں بالکل نہیں ہے۔ اور ان بدعات کے کرنے پر اہل سُنّت ہرگز نہیں بلکہ اہلِ بدعت بنتے ہیں اعاذنا اللہ۔"

ابن ماجہ میں بھی یہ حدیث ہے " اَبَی اللّٰہُ اَنۡ یَّقۡبَلَ عَمَلَ صَاحِبِ بِدۡعَۃٍ حَتّٰی یَدَعَ بِدۡعَتَہٗ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدعت کے عملوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ جب تک بدعات کو ترک نہ کر دیں۔ ہر عبادت اور نیک کام میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نمونۂ عمل بنانا چاہیئے۔ چنانچہ قرآن میں صاف ارشاد ہے۔ "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" یعنی اے مسلمانو! تمہارے لیے تمام دینی کاموں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسوہ حسنہ (نمونۂ عمل) ہیں۔ چنانچہ مسند احمد کے حوالہ سے بلوغ المرام میں یہ حدیث ہے کہ ایک شخص نے حضرت عثمان بن ابوالعاص صحابی رض کو ختنہ پر دعوت دی تو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور صاف فرما دیا کہ اِنا کُنَّا لَا نَاْتِی الْخِتَانَ عَلٰی عَہْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا نُدْعٰی لَہٗ یعنی ہم ختنہ کے موقعہ پر عہد نبوی میں کسی گھر نہیں جاتے تھے اور نہ اس کے لیے بلائے جاتے تھے۔

اب اس دور میں ختنہ کے موقعہ پر نام کے اہل سنت۔ شادی کی طرح بڑی دھوم دھام سے اجتماع کرتے ہیں۔ اور خوب دعوتیں ہوتی ہیں اور ڈھول اور باجے بجائے جاتے ہیں۔ اور عورتیں گانا گاتی ہیں۔ کس قدر شرمناک منظر ہے کہ ایک شرم گاہ کے کٹنے پر اس قدر جشن منایا جا رہا ہے۔ گویا وہاں کوئی بڑی شادی اور خانہ آبادی کی جا رہی ہے۔ پس ایک سنت کام پر اس قدر بدعات کا طومار باندھنے والے کبھی اہل سنت نہیں ہو سکتے۔

ایک حدیث میں ہے جس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ مجوسی مذہب کا ایک شخص جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جس کی ڈاڑھی منڈی ہوئی تھی اور مونچھیں بڑی دراز تھیں۔ آپ نے اس کی یہ بُری حالت دیکھ کر یہ فرمایا "مَا هٰذَا"؟ یہ کیا کر رکھا ہے؟ اس نے یہ جواب دیا "هٰذَا دِيْنُنَا" کہ ہمارا دین اور طریقہ عمل یہی ہے کہ اس طرح حجامت کرتے کراتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" لٰكِنْ فِي دِيْنِنَا اَنْ نُّحْفِيَ الشَّوَارِبَ وَاَنْ نُعْفِيَ اللُّحْيَةَ " لیکن ہمارے دین کی تعلیم اس طرح عمل کرنے کی ہے کہ ہم مونچھوں کی بالکل صفائی کر دیں اور ڈاڑھی کو بڑھائیں (جہاں تک طبعاً بڑھ سکے)

اسی طرح ایک اور واقعہ حارث بن ابی اسامہ نے یحیٰی بن کثیر سے روایت کیا ہے کہ ایک عجمی شخص مسجد نبوی میں آداخل ہوا جس کی مونچھیں بہت بڑی ہوئی تھیں اور ڈاڑھی صاف کٹی ہوئی تھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا یہ حلیہ دیکھا تو یہ فرمایا" وَمَا حَمَلَكَ عَلٰى هٰذَا؟ کہ تم کو اس طرح بنانے کی کس نے تعلیم دی ہے؟ اس نے جواب دیا" اِنَّ رَبِّيْ اَمَرَنِيْ بِهٰذَا کہ ہمارے مربّی (راجہ ملک) نے اس طرح رہنے کا حکم دیا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اُوَفِّرَ لِحْيَتِيْ وَاُحْفِيَ شَارِبِيْ لیعنی میرے اللہ مربّی نے مجھے یہ حکم فرمایا ہے کہ ڈاڑھی بڑھاؤں اور مونچھوں کو مٹاؤں۔

اور ابن حبان کی روایت اس طرح ہے۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسلم مِنْ خطرة الْاِسْلَامِ اَخْذُ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللُّحٰى فَاِنَّ الْمَجُوْسَ تُعْفِيْ شَوَارِبَهَا وَتُحْفِيْ لُحَاهَا فَخَالِفُوْهُمْ " لیعنی ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فطرتِ اسلام میں یہ داخل ہے۔ کہ مونچھوں کو کٹانا اور ڈاڑھی کو بڑھانا کیونکہ مجوسی لوگوں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ مونچھوں کو بڑھاتے ہیں اور ڈاڑھیوں کو مٹاتے ہیں پس تم مسلمان ان کا خلاف کرو کہ ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نیز یہود۔ نصاریٰ مشرکین عجم کا طرزِ حجامت بھی حدیثوں میں وارد ہے کہ داڑھی کٹانا اور مونچھیں بڑھانا اور ہم کو یہ حکم ہے "خَالِفُوْا اَهْلَ الْكِتٰبِ" کہ اہلِ کتاب کا خلاف کرو "خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ" کہ مشرکوں کا خلاف کرو۔ ڈاڑھی رکھنا اور مونچھ کٹانا تمام انبیاء کی سُنّت۔ اب اس زمانے میں نام کے اہلِ سُنّت اکثر داڑھی منڈھے اور مونچھوں والے ہیں جو سنّتِ غیر مذہبوں کو اختیار کیے بیٹھے ہیں۔ حدیث میں ہے۔ "لَيْسَ مِنَّا مَنْ عَمِلَ بِسُنَّةِ غَيْرِنَا" یعنی جو شخص غیر مذہبوں کا طرزِ عمل کرتا ہے وہ ہماری جماعت سے خارج ہے۔ بعض امام مسجد اور مؤذّن ڈاڑھی کٹے دیکھے گئے۔ حالانکہ شرعًا وہ امامت کے قابل نہیں ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے "وَيَنْبَغِيْ اَنْ يَكُوْنَ الْمُؤَذِّنُ صَالِحًا تَقِيًّا عَالِمًا بِالسُّنَّةِ الْمُطَهَّرَةِ" یعنی مؤذّن نیک اور پرہیزگار ہونا چاہیے جو سُنّت مطہرہ کا علم رکھتا ہو۔ بیہقی میں حدیث ہے کہ نبی خطبہ جو ایک قبیلہ انصار کا ہے آپ نے ان کو خطاب کیا تو یہ فرمایا "اِجْعَلُوْا مُؤَذِّنَكُمْ اَفْضَلَكُمْ فِيْ اَنْفُسِكُمْ" یعنی اپنے مؤذّن مقرر کرو تو اپنے میں سے افضل شخص کو مقرر کرو۔ اسی طرح امام بھی سب سے بہترین اور متقی وصالح ہونا چاہیئے۔ ڈاڑھی منڈھا فاسق ہے اس کو متقی نہیں رکھ سکتے۔

بیہقی جلد ا صـ۴۲۶ میں "اِجْعَلُوْا اَئِمَّتَكُمْ خِيَارَكُمْ" کہ اپنے میں سے نیک شخص کو امام تجویز کیا کرو۔ بلکہ اگر امام یا مؤذّن ڈاڑھی منڈا ہو تو ان کو امامت واذان سے منع کر دینا چاہیئے کہ ڈاڑھی منڈانا حرام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وگناہ کبیرہ ہے۔ جس سے وہ مجرم قرار پاتا ہے۔

ابوداؤد وغیرہ میں حدیث ہے کہ ایک شخص نے قبلہ کی طرف دیوارِ مسجد پر تھوک دیا تھا آپ نے دیکھا تو اس کو امامت سے معزول کر دیا تھا۔ کہ اب وہ امامت نہ کرائے۔

جو لوگ ڈاڑھی رکھتے ہیں۔ وہ بھی دو قسم کے ہیں ایک شرعی ڈاڑھی رکھنے والے۔ دوسرے غیر شرعی ڈاڑھی، یہ ہے کہ جس طرح ڈاڑھی چہرہ پر آئی ہے اس کو بحال رہنے دے اور اس سے کچھ تعرض نہ کرے نہ کٹا دے نہ منڈائے نہ خط بنوائے نہ طول و عرض سے بال لے۔ کیونکہ صحیح حدیث میں بال لینا خط بنوانا بالکل ثابت نہیں ہے۔ صحیح حدیثوں میں مُطلقًا داڑھی بڑھانے کا حکم ہے اَعْفُوْا۔ وَفِّرُوْا۔ اَرْخُوْا وغیرہ الفاظ وارد ہیں۔ کہ داڑھی بڑھاؤ اور چھوڑ دو۔

امام نووی شرح مُسلم میں فرماتے ہیں وَالْمُخْتَارُ تَرْکُھَا عَلٰی حَالِھَا وَاَنْ لَّا یَتَعَرَّضَ لَھَا بِتَقْصِیْرِ شَیْءٍ اَصْلًا۔ یعنی مختار اور پسندیدہ بات یہ ہے کہ ڈاڑھی سے کوئی بال نہ لے اور اس کو اس کے حال پر چھوڑ دے۔

میں کہتا ہوں کہ انبیاء کی سُنّت ڈاڑھی کو علیٰ حالہا چھوڑ دینا ہے۔ حضرت ہارونؑ کی ڈاڑھی ناف کے قریب تک پہنچی تھی اور حضرت ہودؑ کی ڈاڑھی بھی لمبی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ڈاڑھی اس قدر گھنی اور لمبی تھی کہ دائیں بائیں طرف سے تمام سینہ کو بھرے ہوئے تھی حضرت علیؓ کی ڈاڑھی بھی اسی طرح تھی۔ ترغیب میں ہے کہ حضرت عثمانؓ کی ڈاڑھی بھی طویل تھی۔ حضرت ابوبکرؓ کی ڈاڑھی بھی گھنی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسی طرح تمام انبیاء، اولیاء، اتقیاء کی ڈاڑھیاں لمبی تھیں۔ ایک مشت بھر ڈاڑھی ہمیشہ رکھنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ صرف ابن عمرؓ صحابی سے بموقعہ حج ایسا کرانا ثابت ہے۔ جو احادیث مرفوعہ کے مقابلہ میں حجت نہیں ہے۔

یہ اہلِ بدعت کی اختراع ہے کہ قسما قسم غیر شرعی ڈاڑھیاں تراش تراش کر بنالی ہوں۔ جن کے فوٹو بعض رسالوں میں معہ نام کے شائع ہو چکے ہیں مثلاً بعض نام یہ ہیں۔

تیر چھاپ[1]۔ پتر چھاپ[2]۔ لٹو چھاپ[3]۔ کترن چھاپ[4]۔ اٹھنی چھاپ[5] نیز چھاپ[6]۔ سورج چھاپ[7]۔ جھرنا چھاپ[8]۔ فرعون چھاپ[9]۔ جنابی چھاپ گلہری چھاپ[11]۔ مرزائی مارکہ[12]۔ سیہی چھاپ[13]۔ برگد چھاپ[14]۔ بکرا چھاپ[15]۔ پھندنا چھاپ[16]۔ گاؤدم چھاپ[17]۔ تبتی داڑھی[18]۔ ہرقلی داڑھی[19]۔ کنگھی چھاپ[20] تھاپوش داڑھی[21]۔ معلم مارکہ[22]۔ شہابی داڑھی[23]۔ گوش گرفتہ داڑھی[24]۔ سرسید چھاپ[25]۔ تعلق چھاپ[26]۔ پنکھا مارکہ[27]۔ سکھ مارکہ[28]۔ راجپوتی داڑھی[29]۔ تارا سنگھ مارکہ[30]۔ فرنچ کٹ[31]۔ پیر مارکہ ڈاڑھی[32]۔ ملا مارکہ[33]۔ صوفیانہ ڈاڑھی[34]۔ نجدی داڑھی[35] مولویانہ ڈاڑھی[36]۔ شیر مارکہ[37]۔ کلفی ڈاڑھی[38]۔ کٹ کٹا کی[39]۔ چھجہ دار داڑھی[40]۔ رنگین خضابی ڈاڑھی[41]۔ مکار داڑھی[42]۔ گھونی داڑھی۔

یہ سب داڑھیاں جن میں قصداً تبدیلی تغیر کیا گیا ہے۔ غیر شرعی ہیں سب سے بہترین شرعی مسنون بزرگانہ داڑھی ہے۔ مگر ملحد لوگ ایسی داڑھی کو مذاق تمسخر کرتے ہیں اور بعض مثل بوٹ کے صاف منہ رکھنے والے یوں بکتے ہیں۔ ؎

مری ڈاڑھی سے لوگ چڑتے ہیں بہت
منہ سے یہ ملبہ ہٹانا ہی پڑے گا!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بہر حال ڈاڑھیوں کی یہ سیرت رکھنے والے اہلِ سُنت سے خارج ہیں کہ سنت میں ان کا ثبوت اور وجود نہیں ہے۔

## مُردہ سُنّت عند الفساد زندہ کرنے والے اہلِ سنّت ہیں

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے۔ جو اہلِ علم سے ہیں کہ جہاں کسی سنت پر عمل کرنے کا رواج نہ ہو اور وہاں عمل بالسُّنۃ سے تفرقہ پیدا ہوتا ہو وہاں اس سُنّت کو ترک کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ سُنّت کا درجہ فرض سے کم ہے۔ اتفاق قائم رکھنا فرض ہے اور تفرقہ حرام ہے۔ اس لیے اس فرض کے مقابلہ میں سُنّت متروک ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ خیال بالکل باطل ہے۔ کیونکہ سُنّت جب عام معمول بہا ہو تو اس پر عمل کرنا فضیلت ہے۔ لیکن جب سنت متروک العمل ہو تو اس سے اعراض و انکار پایا جاتا ہو تو اس وقت اس پر عمل کرنا فرض ہو جاتا ہے اور اس مُردہ سُنّت کو زندہ کرنے والا سو شہید کا ثواب پاتا ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ میں یہ حدیث ہے "مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِأَةِ شَهِيْدٍ" کہ جس شخص نے ایسے موقعہ پر سُنّت کو مضبوط پکڑا کہ میری اُمت میں فساد اور بگاڑ تھا۔ تو اس کو ثواب ملتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جیسے شہید کو اپنے مخالف سے جہاد کرنا پڑا اس طرح اس عامل بالسُّنّۃ کو جہاد مخالفین سُنت سے کرنا پڑے گا۔ شہید بھی مجاہد فی سبیل اللہ تھا۔ یہ عامل بالسُّنۃ بھی مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔ شہید نے اپنی جان راہِ خدا میں قربان کر دی۔ یہ عامل بالسنّۃ بھی سُنّت زندہ کرنے میں اپنی جان۔ عزت۔ مال قربان کر رہا ہے۔ کچھ فرق نہیں ہے۔

ترمذی میں یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

---

۱؎ فیہ ضعف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جس نے میری سنتوں میں سے کسی ایسی سُنت کو زندہ کیا جو مُردہ ہو چکی تھی اور میرے بعد اس پر عمل نہ رہا تھا تو بے شک اس کو اس قدر اجر ملے گا۔ جس قدر کہ اس سُنت پر عمل کرنے والوں کو ملے گا۔ بغیر اس کے کہ عمل کرنے والوں کا اپنا اجر کم ہو جائے۔"
بلکہ میں کہتا ہوں کہ محی السُنّہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حواری اور ساتھی ہو گا۔
چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابن مسعودؓ سے یہ حدیث منقول ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہے کوئی ایسا نبی جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کی اُمت میں مجھ سے پہلے بھیجا ہے۔ مگر اس کی اُمت میں مددگار اور اصحاب ہوتے تھے۔ جو اس نبی کی سُنت کو مضبوط پکڑتے تھے اور اس کی اقتدار کیا کرتے تھے پھر ان کے پیچھے ایسے نالائق پیدا ہوئے جو لوگوں کو وہ کام کہتے ہیں جو خود نہیں کرتے اور خود ایسے کام کر گزرتے ہیں۔ جن کا ان کو حکم نہیں کیا گیا۔ پس جو شخص ان کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جہاد کرے گا۔ وہ مومن ہے اور جو شخص اپنی زبان سے جہاد کرے گا وہ بھی مومن ہے اور جو شخص دل سے جہاد کرے گا وہ بھی مومن ہے۔ اور جو شخص سوائے ان کے ہے اس میں رائی کے برابر ایمان نہیں ہے۔"
اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت کو مضبوط پکڑے اور آپ کی اقتدار ہر قول وفعل میں کرے وہ آپ کا حواری ہے۔
اور جو مخالف ہے وہ نالائق ہے۔ جس سے جہاد کرنے کا حکم ہے۔ جو شخص ایسے نالائقوں سے ہر سہ قسم جہاد دل میں سے کوئی جہاد بھی نہیں کرتا وہ مومنین کے درجہ سے خارج ہے۔
گھر میں رہ کر جو شخص کسی سُنت پر عمل کرتا ہے مثلاً رفع یدین کرتا ہے۔ تو اس کو شہید کا درجہ نہیں ملتا صرف سُنت پر عمل کرنے کا ثواب ملے گا اور اگر وہ شخص کسی ایسے گاؤں میں جا کر رفع یدین کرتا ہے۔ تو اس کو شہید کا درجہ نہیں ملتا۔ صرف سُنت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پرعمل کا ثواب ملے گا اور اگر وہ شخص کسی ایسے گاؤں میں جا کر رفع یدین کرتا ہے۔ جہاں کے لوگ رفع یدین کرنا عیب اور گناہ سمجھتے ہیں اور کرنے والوں سے نفرت کر کے ان کو ملامت کرتے ہیں اور پھر وہ اس شخص رفع الیدین کرنے والے کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اور مسجد سے نکالتے ہیں اور وہ ان کو اس رفع یدین کو سُنّت بتلاتا ہے اور اس کے ثبوت میں حدیثیں پڑھ کر سناتا ہے۔ جن کو سن کر وہ مبتدعین پتھر مارتے ہیں۔ کوئی جوتا مارتا ہے کوئی دھکے مکے مار کر مسجد سے نکالتا ہے۔ تو پھر یہ کہا جائے گا کہ اس شخص نے ایسے موقعہ پر سُنّت کو زندہ کر کے سو شہید کا ثواب حاصل کیا ہے۔ صرف مسئلہ بیان کرنا۔ لکھنا آسان ہے لیکن میدانِ کارزار میں جہاد کرنا دشوار ہے۔ لیکن جو کرے گا وہ شہیدوں کا ثواب حاصل کرے گا۔

الحمد للہ ہمارے علمائے اہلِ حدیث جو اکابر ہو گزرے ہیں وہ شہداء تھے۔ کہ انہوں نے ہندوستان میں مردہ سنتوں کو زندہ کیا جس کی وجہ سے تمام صوبوں میں مذہب اہلِ حدیث پھیلا۔ انگریزی عدالتوں میں ان سنتوں پر فساد ہونے پر مقدمات دائر ہوئے۔ جہاں کتبِ حدیث سے دلائل پیش کیے گئے تو الحمد للہ اہلِ حدیث کو فتح ہوئی۔ یہ مقدمات ہائی کورٹ۔ پریوی کونسل لندن تک اپیل در اپیل دائر ہو کر گئے تھے۔ لیکن کامیابی مذہب اہلِ حدیث کو حاصل ہوئی جس کی وجہ سے آج یہ مذہب زندہ ہے۔

فتوحاتِ اہلِ حدیث کی پوری تفصیل مولانا ثناء اللہ صاحب فاضل امرتسری نے ایک رسالہ "رسوم اسلامیہ" کے نام سے شائع فرمایا ہے اس کے صفحہ ۳ پر یوں عنوان قائم کیا ہے "مسلمانوں کی فلاح و بہبودی اتباع سنت میں ہے" اس کے ضمن میں آپ نے فرمایا ہے۔ لَقَدْ كَانَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ الآیہ۔ یعنی جو لوگ خدا پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کو بہت یاد کرتے ہیں ان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت عمدہ اور نیک نمونہ ہیں اس نمونہ کے مطابق کام کریں۔

ایک مقام پر ارشاد ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ الآیہ۔ یعنی خدا فرماتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو لوگوں کو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ پھر خدا تم سے محبت کرے گا اور تمہارے سب گناہ بخش دے گا۔ ایک جگہ حکم ہے۔ لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ "یعنی مسلمانوں تم اللہ ورسول کے حکموں سے باتیں ایجاد کر کے ان سے آگے نہ بڑھو۔ بلکہ انہی کی پیروی کرو۔

ایک مقام پر سُنت کی مخالفت کرنے والوں کی سخت مخالفت کرکے دھمکایا ہے۔ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ یعنی خدا فرماتا ہے کہ جو لوگ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے طریقہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کو اس بات کا خوف کرنا چاہیئے کہ کہیں بلا یا مصیبت یا دردناک عذاب ان کو نہ پہنچ جائے۔

حدیث شریف میں ہے۔ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ واللہ کبھی تم مسلمان نہ ہوسکو گے۔ جب تک تم میری محبت اپنی اولاد سے اپنے والدین اور تمام لوگوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے زیادہ تم کو نہ ہو گی ایک حدیث میں ہے لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِہٖ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب تک تمہاری نفسانی خواہش اور دلی اُمنگ بھی میری ہدایت اور ارشاد کے مطابق نہ ہو گی۔ تم کبھی مسلمان نہ ہو گے یعنی اتباع تو ایک ادنیٰ بات ہے۔ دل میں خواہش اور امنگ بھی وہی پیدا ہو جو سُنّت کے مطابق ہو۔ ایسے ویسے ناجائز خیالات ہی دِل سے محو ہو جائیں۔ کبھی خلاف کرنے کا خیال دل میں جمع نہ پاوے۔

اللہ اللہ محبّت کاملہ کے بھی کرشمے ہیں۔ کہ غیر دوست کا خیال ہی مٹ جائے۔ سچ ہے ؎

عاشقی چیست بگو بندۂ جاناں بُودن
دل بدست دگرے دادن وحیران بُودن!

غرض اتباع سُنّت ہی ایک چیز ہے۔ جس سے مسلمانوں کی دینی و دنیاوی بہبودیاں وابستہ ہیں۔ بڑے بڑے اولیاء کرام اور مشائخ عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اتباع سُنّت ہی کی تاکید فرمائی ہے۔

حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ۔ جن کی بزرگی اور تقدس کا ایک زمانہ قائل ہے۔ فتوح الغیب کے مقالہ نمبر ۳۶ میں فرماتے ہیں۔ وَاجْعَلِ الْکِتَابَ وَالسُّنَّۃَ اِمَامًا لَّکَ وَانْظُرْ فِیْھِمَا الخ یعنی قرآن مجید اور حدیث رسول کو اپنا امام اور پیشوا بنالے اور ان پر غور کر لیا کر اور ان پر عمل کر اور اِدھر اُدھر کی باتوں اور بیہودہ ہوسوں سے فریب نہ کھاؤ۔ کیونکہ خدا نے فرمایا ہے جو کچھ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دے وہ لے لو اور جس سے تم کو روکے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


اس سے ہٹے رہو۔

غرض مختصر یہ کہ اسلام اتباع سُنّت ہی کا نام ہے اور بس۔ ہر ایک کام میں خواہ وہ از قسم عبادات یا معاملات یا غمی شادی ہر کام میں اتباعِ سُنّت سے ہی بیڑا پار ہے۔ ورنہ دین و دُنیا میں خسران۔ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ۝ انتہی بلفظہ۔

اس تقریر سے چار باتیں ظاہر ہوئیں۔

اوّل یہ کہ اتباع سُنّت کی سخت تاکید ہے بلکہ اسلام نام ہی اتباعِ سُنّت کا ہے۔ اس کو اپنا امام بنا لینا چاہیئے۔

دوم یہ کہ دین و دُنیا کی تمام بہبودیاں اتّباع سُنّت سے وابستہ ہیں۔ اس کی مخالفت تو کجا ترک کا خیال بھی دل میں نہ لانا چاہیئے۔

سوم یہ کہ سُنّتِ نبوی کی جو مخالفت کرے گا۔ وہ کسی بلا۔ یا دردناک عذاب میں پڑے گا۔ اگر بغیر توبہ کے مرے گا۔ تو خاسر ہوگا۔

چہارم یہ کہ ہر ایک کام میں خواہ از قسم عبادات ہو یا معاملات ہو۔ غمی کا ہو یا شادی کا۔ اس اتباع سُنّت سے بیڑا پار ہوگا۔ ورنہ نقصان اور اعمال کا بیڑا غرقاب ہوگا۔ یہی خُسران مبین ہے

اگر ہم ایسی جگہ جائیں جہاں سُنّت نبوی متروک العمل ہو تو وہاں اتباع سُنّت کریں یا اتّباعِ رواج؟ جو شخص اہل سُنّت صادق محبِّ رسُول ہے۔ وہ تو اتباع سُنّت کرے گا۔ رواج پرست یا غیر اللہ سے ڈرنے والا رواج کو پکڑے گا۔

ترمذی میں ہے کہ مروانِ حاکمِ مدینہ خُطبہ دے رہے تھے۔ حضرت ابوسعید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خدری صحابی مسجد میں آئے اور دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھنے لگے۔ مروان کا سپاہی ان کو نماز سے روک کر نیچے بٹھانا چاہتا تھا۔ لیکن وہ رکے نہیں اور دو رکعت نماز پڑھ لی۔ جب نمازِ جمعہ سے فارغ ہو کر لوگ پھر گئے اور ابو سعید سے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کو سپاہی نے روکا مگر آپ بالکل نہیں رکے۔ اگر وہ بے عزتی کرتے تو پھر کیا ہوتا۔ صحابی عاشقِ رسول نے جواب دیا۔ مَا كُنْتُ لِاَدَعَهُمَا بَعْدَ شَيْءٍ رَاَيْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (الحدیث) یعنی میں ان رکعتوں کو کیسے چھوڑ سکتا تھا جب میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا۔ کہ ایک شخص بحالتِ خطبہ آیا تو آپ نے اس کو حکم فرمایا۔ کہ دو رکعت نماز پڑھیں۔

سبحان اللہ صحابہ کرام حکومت سے بھی نہ ڈرتے تھے، جن کی اطاعت ضروری ہے۔ آج نام کے اہلِ سنّت عوام سے ڈرتے ہیں کہ یہ طعن ملامت کریں گے۔ ناراض ہوں گے۔ اس لیے آج سنّت کو زندہ کرنے والے بہت قلیل ہیں۔ اکثر لوگ مصلحت پرست اور خوش آمدی اور مداہن ہیں جو اپنی قوم اور غیر مذہبوں کے پاس جا کر سنتیں ترک کر دیتے ہیں۔

یہاں ایک حضرت مولانا رئیس العلماء محمد صاحب محدّث جونا گڑھی کے ایک مضمون کا اقتباس درج کرتا ہوں۔ آپ اپنے اخبار گوہر بار بنام محمّدی مطبوعہ ۱۵ / مئی ۱۹۳۵ء ع ۱۷ جلد ۱۲ صـ میں یہ فرماتے ہیں۔ خدا کے رسول سے ثابت ہے کہ جب لوگ ادھر اُدھر ہو جائیں۔ سنّت پر عمل کرنا چھوڑ دیں اس وقت سنّت پر عمل فرض ہو جاتا ہے (کیونکہ سنّت کا انکار کفر ہے۔ کفر کی اصلاح فرض ہے۔ ع) آپ نے فرمایا کہ تم میں جو زندہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رہے گا وہ بڑے بڑے اختلاف دیکھے گا ایسے وقت میں تم میری سنتوں سے سمٹ جانا۔ آپ فرماتے ہیں میری اُمّت کے فساد کے وقت میری سُنّت پر مضبوطی سے جم جانے والے کو سو شہید کا ثواب ملے گا۔ اس قسم کی روایات اور بھی بکثرت ہیں۔

پھر تیسرے کالم میں لکھا ہے۔ آج خدا جانے اس جماعت کا وہ جوش دینی کہاں جاتا رہا۔ نہ جانے وہ حمیت مذہب کیا ہوئی؟ خدا معلوم وہ عشق رسُول کی نورانیت کیوں ماند پڑ گئی۔ ان کے علماء کے فتوے اخباروں میں چھپنے لگے کہ اگر کوئی اہلِ حدیث حنفیوں کی کثرت کے خوف کی وجہ سے ان مسنُون افعال کا کرنا بمقتضائے مصلحت چھوڑ بھی دے تو کوئی حرج نہیں نیت اچھی رکھے۔

استغفر اللہ! فعل جب بُرا ہو تو نیت کیا اچھی ہو گی۔ اُن کی دلیل اِن حضرات کے پاس کیا ہے؟ کس کا خوف؟ کہاں کی مصلحت؟ قسمت لکھی جا چکی ہے۔ خدائی قلم چل چکا ہے۔ ڈر کے لائق صرف خدا کی ذات ہے۔ اس سے بڑھ کر بے دینی کیا ہو گی کہ ایک سُنّت اور بھی وہ سُنّت جو زینت نماز ہے (یعنی رفع یدین) وہ سُنّت جس کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ ثابت ہی نہیں۔ اسے چند مٹی کی مورتیوں سے خواہ مخواہ دہشت زدہ اور مرعوب ہو کر چھوڑ دیا جائے۔ اللہ ہی اس کا زیادہ حق دار کہ تم اس سے ڈرو بشرطیکہ تم میں ایمان ہو گا۔ اس مصلحت بینی نے ہماری ترقی روک دی اس ابن الوقتی نے ہمیں ذلیل اور بے وزن کر دیا ہے۔ اس جاہ طلبی نے ہمیں تبلیغ دین سے روک دیا۔ اس سے پہلے جو ہماری ترقیاں دن دگنی رات چوگنی ہو رہی تھیں۔ بند ہو گئیں۔ اب ہم جہاں تھے وہیں رہ گئے۔ اب ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بالشت بھر بڑھ نہیں سکتے۔ جہاں دس بیس مٹی کی مورتیاں نظر پڑیں تو ہمارے سینے سے اُتر کر پیروں تک آگئے۔ جہاں ادھر اُدھر کسی کو دیکھ لیا ہمارے ہاتھ لٹکے کے لٹکے رہ گئے۔ جہاں دو چار حنفی نظر آئے کہ ہم نے تالوں سے زبان لگالی نہ سینے پر ہاتھ رکھے۔ نہ رفع یدین رہی۔ نہ فاتحہ خوانی نہ اونچی آواز کی آمین۔ مالکیوں میں اگر یہ چلے گئے تو ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے لگے۔ شیعوں میں گئے تو سجدوں میں رفع یدین کرنے لگے۔ غرض جیسا دیس ویسا بھیس۔ اگر یہی دین ہے۔ تو خدا ہی جماعت کا حافظ وناصر ہے۔ انتہی بالفاظہٖ۔

میں کہتا ہوں کہ غلبہ بدعت وجہل وفسق میں سُنّتِ مردہ کو زندہ کرنے سے نبی کا نام زندہ ہوتا ہے۔ اپنے نبی کا نام زندہ کرنے والا جنت میں نبی کریم کے ساتھ ہوگا چنانچہ ترمذی میں یہ حدیث ہے مَنْ اَحْيٰى سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحْيَانِيْ وَمَنْ اَحْيَانِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ۔ یعنی جس نے میری مردہ سُنّت کو زندہ کیا اس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

جو مردہ سنتوں کو زندہ کرنے والی جماعت ہے اس کو غرباء کہتے ہیں۔ مولانا شیر پنجاب فاضل امرتسری اپنے رسالہ رسوم اسلامیہ کے صفحہ ۱۵ میں فرماتے ہیں۔ سرورِ کائنات علیہ التحیہ والصلوٰۃ نے فرمایا "بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَاَ فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ وَهُمُ الَّذِيْنَ يُصْلِحُوْنَ مَا اَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِيْ مِنْ سُنَّتِيْ (مشکوٰۃ) یعنی اسلام ابتداءً ہی میں کسمپرسی کی حالت میں مسافروں کی طرح شروع ہوا تھا۔ (درمیان میں ترقی کرکے پھر) کسی زمانہ میں کسمپرسی کی حالت میں لوٹ جائے گا۔ کہ رسوم قبیحہ سے رسومِ اسلامیہ دب جائیں گی اور ان پر عمل کرنے والا برادری سے الگ تمام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ملک میں بدنام ہوگا۔ پھر ایسے وقت میں جو لوگ اسلامی رسوم اور سُنّت نبوی کو لوگوں میں پھیلا دیں گے ان کو مبارک و مژدہ ہو" اھ

حدیث میں ہے۔ جب بدعت پیدا ہوتی ہے تو اس جگہ سے سُنت اٹھالی جاتی ہے۔ سُنّت اور بدعت میں سخت بیر۔ عداوت ہے ایک کے آنے سے دوسری نہیں رہتی۔ پس جو کوئی زمانہ کی بدنامیاں۔ طعن و تشنیع تکلیفات برداشت کرے گا۔ وہ ان غرباء میں شمار ہوگا۔ جن کو مبارک دی گئی ہے اور سلف صالحین تھے۔ جنہوں نے اسلام کو زندہ کیا۔ پس سُنّت کی پابندی کرو اور اس کو زندہ کر کے غرباء کا لقب حاصل کرو اور شہیدوں کا درجہ درجہ پاؤ۔

## جماعت غرباء دہلویہ پر تبصرہ

ایک بہت بڑا محدث صدر بازار دہلی میں ہو گزرا ہے، جن کا اسم گرامی عبدالوہاب ملتانی تھا وہ مولانا خاتم المحدثین شیخ العرب والعجم سید نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ جو پھر کامل ولی اللہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب محدث غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ الرشید حضرت مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہو گئے تھے۔ ابتداء میں مولانا عبدالوہاب صاحب کی حالت اچھی رہی کہ توحید و سُنّت کو خوب زندہ کیا اور تکلیفات کو برداشت کیا اور درس و تدریس سے کتاب و سنت کی بہت اشاعت کی۔ لیکن لِکُلِّ جواد کبوۃ کہ ہر تیز رو اور عمدہ گھوڑے

---

۱؎ عام لوگ ان کو امامیہ کہتے ہیں کہ یہ اپنے امام کی تقلید فرض جانتے ہیں۔ ۱۲۔ منہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے لیے ٹھوکر کھا کر گر جانا بھی ہوتا ہے۔
پھر انہوں نے مسئلہ امامت و خلافت کبریٰ کا سلسلہ شروع کر دیا اور لوگوں سے بیعت لینی شروع کر دی اور یہ اعلان کر دیا جو خلیفہ کی بیعت نہ کرے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ پس اس سے جماعت اہلِ حدیث میں افتراق وشقاق پیدا ہو گیا۔ یہ گروہ غربا کے نام سے علیحدہ ہو گیا اور دیگر اہلِ حدیث تمام کے تمام جو اکابر خاندان کے تھے۔ سب علیحدہ ہو گئے۔ مثلاً مولانا سید نذیر حسین صاحب کے تمام تلامذہ جو علمائے محققین تھے وہ ان کے خلاف ہو گئے اور غزنوی علماء۔ لکھوی علماء۔ ثنائی جماعت۔ ملتانی علماء۔ علماء روپڑ۔ علماء بنارس۔ علماء آرہ وغیرہم سب ان کے مخالف تھے کہ یہ دعویٰ باطل ہے۔ کہ خلافت قائم کرنے اور خلیفہ ہونے کا یہ کوئی شرعی دستور نہیں ہے کہ چند شخص کسی کا انتخاب کر کے اس کی بیعت کر لیں۔ اور یہ اعتقاد کر لیں کہ یہ تمام روئے زمین کے مسلمان کا مستقل خلیفہ ہو گیا اور اس کی اطاعت سب پر فرض ہے اور دوسرا کوئی خلیفہ بنایا گیا تو وہ واجب القتل ہو گا اور جو اس کی بیعت نہ کرے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ اور پھر یہ فرضی خلیفہ مستقل اور مختار نہ ہو بلکہ دوسری حکومت اسلامی یا غیر اسلامی کے ماتحت ہو گا۔ کہ کوئی قانونِ اسلام اس حکومت کے خلاف نافذ نہ کر سکتا ہو۔ اور نہ ایسی عدالتیں قائم کر سکتا ہو۔ کہ جس میں ظالم سے مظلوم کو حقوق دلائے جا سکیں اگر کوئی فیصلہ بھی کرے تو جماعت میں اس کو نافذ نہ کر سکے کہ مخالف فریق حکومت وقت کے حکام سے درخواست کر دے تو فیصلہ منسوخ ہو جائے۔ جس پر خلیفہ کچھ تعرض نہ کر سکے نہ اپنے زور سے کسی سے زکوٰۃ لے سکے۔ نہ نماز پڑھا سکے۔ نہ اہلِ کبائر پر حدود و تعزیرات نافذ[1]

---

[1]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کر سکے نہ جمعہ و عید کا دیہات میں انتظام کر سکے۔ نہ کفار اور منافقین سے جہاد بالسیف کر سکے وہ صرف نماز پڑھا سکے اور وعظ و تبلیغ کر سکے اور تعلیم دے سکے اور لوگ اپنی مرضی سے اس کے پاس زکوٰۃ صدقات جمع کر دیں تو وہ کچھ اپنے اخراجات اور اپنے اقربار کے اخراجات میں لگا سکے اور کچھ حصہ غربار و مساکین پر صرف کر سکے تو وہ تمام مسلمانوں کا واحد خلیفہ راشد مستقل کبھی نہیں کہلا سکتا۔

کم ترین نے اور بعض دیگر علمار نے اس جماعت کے ظاہری اعمال دیکھ کر یہ توحید و سُنّت کی خوب اشاعت کرتے ہیں محض تنظیم میں شمولیت کر لی تھی اور اشاعت توحید و سُنّت کا کام کرتے رہے لیکن جب اندر جا کر تمام خانۂ خلافت کی تلاشی لی اور خوب غور و خوض کیا تو معلوم ہوا کہ یہ گروہ خلافت کی رُو سے محض زکوٰتیہ ہے اور اعتقاد و اعمال بڑا غالیہ ہے خلیفہ اور ان کے اقربار اور جماعت کے تمام امرار لوگوں سے زکوٰتیں۔ صدقات۔ چرمہائے قربانی وغیرہ جمع کر کے اپنی اپنی تنخواہوں میں لا کر کھا جاتے ہیں۔ کچھ معمولی حصہ مساکین وغیرہ کو دیتے ہیں۔ تاکہ اعتراض دفع رہے۔ ذاتی مقدمات عدالتی کے اخراجات اور سفری اخراجات تمام ان بیت المال سے پُورے کرتے ہیں جو ان کی تحویل میں ہیں۔ اور یہ ان کا عقیدہ ہے۔ جب تک ہماری ماتحتی میں زکوٰۃ اور چرمہائے قربانی نہ دی جاویں گی کبھی قبول نہ ہو گی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اگر کسی بھوکے مرتے شخص کو زکوٰۃ دے دی تو نا منظور اور اگر امام کی جیب میں ڈال دی اور اس نے تنخواہ میں رکھ کر گوشت حلوہ اڑایا تو وہ منظور ہے اور پھر ایسے مبلغ اور واعظ چھوڑ دے جو اپنی جماعت کے ماسوا سب اہل سُنّت کی تکفیر کریں اور نام بنام سب علماء کو کافر کہیں اور جو جماعت کی بدحالی و بدنظمی و تکفیر کا مسلک اور غلط مسائل دیکھ کر ان سے علیحدہ ہو اور دیگر اہل حدیث سوادِ اعظم منظم میں شمولیت کرے تو اس کو کافر و مرتد قرار دیں اور اگر کوئی مظلوم درخواست کرے تو اس کی پرواہ نہ کریں اور تمام اہلِ حدیث اور اہلِ سُنّت کے خلاف اپنے مندرجہ ذیل امتیازی مسائل رکھیں اور یہ کہیں۔ جو ان میں سے کسی ایک کا انکاری ہو گا وہ کافر خارج از اسلام ہے۔

۱۔ مجبوری اور ضرورت کے وقت کسی مسلمان بھائی کی خیر خواہی کے لیے جادو کرنا اور اتروانا جائز ہے۔

۲۔ مرغ کی قربانی جائز ہے۔

۳۔ رکوع کے بعد ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔

۴۔ صحاح ستہ کی ہر حدیث صحیح یا ضعیف ہو واجب العمل ہے۔ اگر ضعیف حدیث نہ مانی تو وہ کافر ہے۔

۵۔ ایک بکری میں سات متفرق گھر قربانی کے لیے شریک ہو سکتے ہیں۔ جو نہ مانے وہ کافر ہے۔

۶۔ کسی غیر مذہب۔ مثلاً مرزائی۔ بریلوی۔ شیعہ۔ حنفی دیوبندی۔ چکڑالوی۔ وغیرہ کی منکوحہ عورت کو لے جانا اور اہلِ حدیث جماعت غرباء میں شامل کر کے بغیر فیصلہ خاوند سابق کے۔ اس سے نکاح کر لینا جائز ہے۔ ان کے کئی مولویوں مبلغوں نے ایسا کیا۔ پھر مقدمات دائر ہوئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۷۔ ارکانِ اربعہ۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج میں سے جو کسی ایک کو عمداً ترک کر دے۔ وہ کافر خارج از اسلام ہے۔ جو علماء اس کو کافر نہ کہیں وہ بھی کافر ہیں۔ یہ غلو صریح ہے۔

۸۔ آمین بالجہر تین بار کہنا سُنّت ہے جو اس کا منکر ہے وہ کافر ہے۔

۹۔ ساٹھ روپیہ کا سونا ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے جو ادا نہ کرے وہ کافر ہے۔

۱۰۔ زیورات پر ہر سال زکوٰۃ فرض ہے جو نہ دے گا وہ کافر ہے۔ نیز اختلافی مسئلہ میں جو ان کا مسلک ہو گا وہ قطعی صحیح اس کا منکر کافر ہے۔

۱۱۔ ہمارے تجویز کردہ خلیفہ یا اس کے ماتحت امیر کو زکوٰۃ ادا کرو اگر دوسری جگہ فقیر و مسکین کو خود دے دی تو وہ زکوٰۃ ادا نہ ہوئی دوبارہ دینی پڑے گی۔ (چنانچہ اس پر عمل ہوا)

۱۲۔ ہمارے تجویز کردہ خلیفہ کی اطاعت فرض ہے۔ جو نہ کرے گا وہ باغی ہے، جو واجب القتل ہے۔

۱۳۔ یہ خلافت اولاد مولانا عبدالوہاب میں نسلاً بعد نسل چلے گی۔ جب کہ ان میں صحاح ستّہ پڑھنے والے اور عمل کرنے والے رہیں گے اور ہر امیر کو یہ حکم ہے کہ اپنی زندگی میں اپنے لڑکے یا رشتہ دار کو نامزد کر دے۔ اگر نسل ختم ہو جائے تو شاگردوں میں سے امیر منتخب کیا جائے۔ اگر شاگرد ختم ہو جائیں تو جماعت غرباء قائم کردہ مولانا عبدالوہاب صاحب میں سے انتخاب ہو۔ کسی دیگر اہل سُنّت کو دخل دینے کا مجاز نہ ہو گا (مگر یہ خلافت تمام مسلمانوں پر مسلط سمجھی جاوے گی۔ کیا انصاف ہے۔

۱۴۔ اپنے مقرر کردہ امام کی تقلید کرنا بھی ان کا شیوہ ہے اور یہ اپنے امام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کو مثل معصوم سمجھتے ہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالوہاب صاحب جو اس فرقہ کے بانی ہیں۔ اپنی ایک کتاب ہدایۃ النبی کے صنہ میں یوں فرماتے ہیں:" جو خلیفہ جانشین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور ہوگا قیامت تک۔ وہ بھی بھول چوک۔ سہو۔ نسیان سے معصوم نہیں ہے۔ مگر چونکہ وہ کتاب و سُنت کا تابع اور مروج ہوتا ہے۔ اس کے لیے اطلاع اور آگاہی کا سبب قرآن اور صحاح ستہ ہی ہے۔ کیونکہ اصل میں اصُولِ دین اسلام کا بھی قرآن اور صحاح ستہ ہی ہے۔ تو اس لیے اس کی بھی بھول چوک جم نہیں سکتی۔

برایں سبب اس کی اطاعت یا دوسرے لفظوں میں کہیئے۔ یہ مقابلہ اور علماء کے عین اطاعت خدا و رسُول ہے۔" جیسے دیگر گمراہ فرقوں کے اماموں نے اپنے فرقوں اور پارٹیوں کو چلانے کے لیے اصُول اختراع کیے ہیں۔ جن کو محدثین کرام نے تسلیم نہیں کیا۔ ایسے یہ اختراعی اصول ہے کہ اپنے مقرر کردہ امام کو تمام روئے زمین کے اہلِ اسلام کا خلیفہ سمجھ لیا اور اس کو نبی معصوم کا شبیہ قرار دیا کہ جیسے نبی اور رسول کی غلطی بھول چوک جم نہیں سکتی کہ بذریعہ وحی اس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی یہ مجوزہ امام خلیفہ رسُول ہے کہ اس کی بھول چوک اور غلطی جم نہیں سکتی کہ اس کی اطلاع کا سبب قرآن اور صحاح ستہ ہیں۔ جو جبرائیل فرشتہ کے قائم مقام بھی ہیں۔ وہ اس کو آگاہ کر دیں گے۔ کہ اے امام جی۔ خلیفہ صاحب! آپ اس حکم اور مسئلہ میں غلطی کر رہے ہیں۔ بس وہ خلیفہ اس سبب سے درست ہو جائے گا۔ اور وہ خلیفہ معصوم کا مثیل بنا رہے گا اسی طرح ہر خلیفہ جو اس بانی کی نسل سے نکلے گا وہ صحاح ستہ کو مانے گا۔ وہ اسی طرح مثل معصوم رہے گا اور اس کا ہر مسئلہ اور حکم یہ مقابلہ تمام علماء اسلام کے لازم اور واجب الاطاعت ہوگا اور باقی تمام علماء اسلام اس کے مقابلہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں جھوٹے سمجھے جائیں گے۔

یہ خلاصہ ہے ان کے اس اصول اور عقیدہ کا جو سراسر باطل اور نقل و عقل کے بالکل خلاف ہے۔ بلکہ یہ تقلید اور یہ عقیدہ تمام مقلدین کے اصول اور عقیدہ سے بھی بدترین ہے جس کا علمار سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین سے کوئی بھی قائل نہیں ہوا۔ خلفار راشدین سے بڑھ کر کوئی خلیفہ نہ ہوا اور نہ ہے اور نہ ہوگا ان کے مسائل پر غور کیا جاوے تو کئی مسائل میں ان کی غلطیاں ہیں۔ جن پردہ بجے رہے۔ وہ اپنے خیال میں گو ان کو غلطیاں نہ سمجھیں لیکن ان کے عہد میں صحابہؓ نے ان کی غلطیاں معلوم کیں اور ان کی تقلید نہ کی۔ جن کی مثالیں اس رسالہ میں موجود ہیں جب یہ اصول اجماعی ہے کہ اَلْمُجْتَهِدُ يُخْطِئُ وَيُصِيبُ " مجتہد خطا بھی کرتا ہے اور صواب پر بھی ہوتا ہے۔

اس اجماع کے خلاف یہ اصول اور عقیدہ گھڑنا کہ ہمارے خلیفہ کی غلطی جم نہیں سکتی مردود ہے جو خلفار بشر بالجنۃ تھے۔ ان کی غلطیاں. بھول چوک تو جم گئی جن کی محدثین نے جابجا صراحت کر دی ہے۔ لیکن ان کے اختراعی خلیفہ غیر مبشر بالجنۃ کی خطا ان کے عقیدہ میں جم نہیں سکتی۔

پھر یہ عقیدہ قادیانی عقیدہ سے کس طرح کم ہو سکتا ہے۔ جبرائیل تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تفہیم فرما دیتے تھے کہ آپ اسی بارہ میں غلطی کر رہے ہیں یہ نام اس طرح نہیں بلکہ اس طرح کرنا چاہیئے اب قرآن اور صحاح ستہ کس طرح بول کر ان کے خلیفہ کو سمجھا جائے گا۔ کہ فلاں بات میں آپ نے مسئلہ اور حکم غلط سمجھا ہے یا فلاں کام میں آپ بھول رہے ہیں۔ مثلاً آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ جوتہ سے نماز پڑھا رہے تھے تو جبرائیل علیہ السلام تشریف آور ہوگئے اور انہوں نے سمجھا دیا کہ آپ جوتا نہ اتاریں اس میں نجاست ہے۔ تب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آپ نے جوتہ فوراً اتار دیا تھا۔ اب اگر خلیفہ اپنی حائضہ بیوی کے ساتھ لیٹا رہا گو جماع نہ کیا لیکن صحاح ستہ کی ہدایت میں ویسے مباشرت کرتا رہا جس سے خلیفہ کے کپڑا پر حیض کا خون لگ گیا۔ پھر اسی کپڑا میں خلیفہ نے صبح آکر اپنے ماموریں کو نماز پڑھا دی۔ لیکن صحاح ستہ الماریوں میں پاس پڑھا رہا نہ بخاری نے اطلاع دی نہ ابوداؤد نے۔ پھر دن کو پتہ لگا جب بیوی نے داغ دیکھا کہ یہ تورات کو اس موقع پر غلطی ہوئی ہے۔ لاؤ میں اس کو دھودوں۔ اسی طرح صحاح ستہ کی حدیثوں کو سمجھنے میں خلیفہ کا دماغ غلطی کر سکتا ہے۔

چنانچہ کئی ایک مسائل میں اس گروہ کی غلطیاں مشہور ہیں۔ پھر یہ کس طرح معلوم ہوگا کہ اس خلیفہ کے دل و دماغ نے جو کچھ سمجھا ہے۔ وہ قطعی طور پر صحیح ہے اور دیگر محدثین کے دماغ اور ذہن جو کچھ سمجھے ہیں سب غلط ہیں اس پہچان کے لیے کیا معیار ہوگا۔ صحاح ستہ تو بول نہ سکے گا صرف خلیفہ بولے گا کہ میں اس حدیث کا یہ مطلب سمجھتا ہوں۔ دیگر علماء کہیں گے کہ یہ تمہاری خطا ہے صحیح مطلب اس طرح ہے تو پھر صورت فیصلہ کیا ہو گی؟ خلیفہ پر عرش معلی سے مہر لگ کر نہیں آئی۔ یہ جو کچھ سمجھ رہا ہے۔ بس خدا اور رسولؐ کی یہی مراد ہے۔ بہر حال یہ عقیدہ غلط اور باطل ہے۔ آنحضورؐ سے بھول ممکن تھی آپ فرماتے تھے کہ "اِذَا نَسِیْتُ فَذَکِّرُوْنِیْ" میں بھول جاؤں تو تم لوگ مجھے یاد دلا دیا کرو۔ حضرت علی رضؓ سے ایک مسئلہ میں غلطی ہوگئی آپ رضؓ نے فرمایا اَصَبْتُ وَاَخْطَاْتُ وفوق فی کلِ ذی علم علیم (ابن کثیر) میں درست بھی کہتا ہوں اور مجھ سے غلطی بھی ہو جاتی ہے۔ ہر عالم کے اوپر عالم ہے جو شخص غلطی معلوم کرے وہ مجھے سمجھا دے۔

لیکن اس گروہ کا خلیفہ کتنا بڑا دعویٰ کرتا ہے۔ جو سننے کے قابل ہے چنانچہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صحیفہ اہلِ حدیث مطبوعہ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ ص۲ سطر ۱۴-۱۵ میں ہے۔ کہ "میرا دعویٰ ہے اور مجھ کو فخر ہے کہ میرے بتائے ہُوئے مسئلے سب سچے ہیں۔ آج تک کوئی غلط ثابت نہ کر سکا۔ نہ آئندہ کر سکتا ہے۔

حضرت موسیٰ رسول اللہؑ نے دعویٰ علم کیا تو اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا اور فوراً مجمع البحرین کے سفر کا حکم دیا۔ جس کا قصہ بخاری شریف میں ہے لیکن یہ شخص ہو کر کس قدر تکبر اور فخر سے دعویٰ کرتا ہے کہ میرا ہر مسئلہ سچا ہے۔ کوئی غلط نہیں کر سکا۔ حالانکہ علمائے اسلام نے ان کے کئی مسائل کو باطل کہا ہے۔ جس کا کوئی صحیح جواب یہ فرقہ نہ دے سکا۔ لیکن اپنی غلطی کا یہ لوگ اقرار نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ معصوم کی مثل بنتے ہیں۔

جب بندہ نے اس گروہ کا جائزہ لیا اور مولانا عبدالوہاب کا وصیت نامہ پڑھا، تو اس جماعت سے بیزار ہُوا۔ اب صرف امورِ شرعیہ میں ان کے ساتھ اشتراکِ عمل ہے۔ جیسے یونین کونسلوں اور بنیادی کمیٹیوں میں مختلف الخیال کے لوگ کام کر رہے ہیں۔ ورنہ یہ گروہ دیگر فرقوں کی طرح سب فرقوں سے منفرد ہیں۔ اس لیے سب علمائے اہلِ حدیث اس سے متنفر ہیں کہ اس ہیئت مخصوصہ سے کوئی جماعت اہلِ سنت میں نہیں ہوئی ہے۔

"فاعتبروا یا اولی الابصار"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## مذہب حنفیہ پر آخری نظر

اہلِ سنت والجماعہ کی پوری تعریف و تشریح کرنے کے بعد مسائل اعتقادی و عملی کی رُو سے اصلی اہلِ سنت اور جعلی اہلِ سنت کے درمیان میں نے خوب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فرق ظاہر کر دیا ہے جس سے طیب اور خبیث میں بخوبی امتیاز ہو سکتا ہے اور ہر ذی علم اور دانش مند اہلِ سنت کی اہلِ بدعت میں سے پہچان کر سکتا ہے۔

اب آخری نظر اس رسالہ میں مذہب حنفی پر کی جاتی ہے کہ سب سے زیادہ دعوٰی اہلِ سنت ہونے کا انہی کی طرف سے پایا جاتا ہے۔ حالانکہ اصل حقیقت بروئے انصاف یہ ہے کہ یہ فرقہ ہرگز اہلِ سنت نہیں ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

اوّل وجہ ان کے اہلِ سنت نہ ہونے کی یہ ہے کہ حنفیہ کے مسلّمہ امام طحطاوی نے اپنی کتاب طحطاوی جلد ۴ صـ۱۵۳ ۔ کتاب الذبائح میں یہ لکھا ہے کہ اگر تو یہ معلوم کرنا چاہے کہ صراطِ مستقیم پر کون ہے۔ کیونکہ ہر فرقہ ناجی ہونے اور صراطِ مستقیم پر ہونے کا مدعی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ محض دعوٰی کرنے اور اپنے گمان کرنے سے کسی فرقہ کا ناجیہ ہونا یا صراطِ مستقیم پر ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ علم شریعت اور کتاب و سنت کے ماہرین علماء اہلِ حدیث کی نقل سے معلوم ہوگا جنہوں نے احادیث صحاح میں تمام احکام نبویہ وافعال واحوال وجملہ عادات حرکات و سکنات مصطفویہ کو جمع کیا ہے۔ اور احوال کو صحابہ کرام مہاجرین و انصار اور تابعین عظام اور ان کے متبعین ائمہ محدثین جیسے امام بخاری و مسلم وغیرہ نے اپنی کتب حدیث میں نقل کیا ہے جن کی کتب صحاح پر تمام اہلِ مشرق و اہلِ مغرب کے مسلمانوں کا اجماع و اتفاق ہے کہ یہ صحیح حدیثوں کا مجموعہ ہیں۔ جن میں اقوال وافعال نبویہ واقوال وافعال صحابہ رض جمع کیے گئے ہیں۔

اب بعد اس نقل کے غور کیا جائے گا کہ کونسا فرقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے اقوال وافعال وسیرتوں کا پابند ہے اور کتب حدیث پر دارومدار عقائد واعمال رکھتا ہے۔ بس یہی اصل معیار حق و باطل کے جانچنے کا ہے۔ جس سے صراطِ مستقیم اور دائیں بائیں تمام راستے معلوم ہو جاتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ مفہوم اس کلام کا ہے جو طحطاوی میں درج ہے اس معیار کی رُو سے اہلِ حدیث فرقہ ناجیہ اور اہلِ سنت والجماعۃ ثابت ہوتے ہیں ان کا درس گاہوں اور کتب خانوں میں بھی کتبِ حدیث صحاح ستہ رکھی ہوئی ہیں۔ اس ملک کے علماء ان کتابوں پر اپنے عقائد و اعمال کا دارومدار رکھتے ہیں اور انہی کو مستند سمجھ کر ان پر فتوے دیتے ہیں۔ اس مذہب کے مدرسین کتب صحاح ستہ کی تعلیم دیتے ہیں ان کے مسائل اسناد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مسلسل پہنچ جاتی ہے۔ کتبِ حدیث صحاح ستہ کے جامع جو محدثین ہیں وہ سب عاملین بالحدیث ہیں ان میں کوئی بھی مقلد نہیں ہے اور نہ کسی نے تقلید کرنے کا باب باندھا ہے۔ سب اتباع نبوی اتباع صحابہ کے قائل ہیں اور اہل رای کے سخت خلاف ہیں اور ان کا رد کرتے ہیں

بعض عُلما نے کسی محدث کو شافعی یا حنبلی وغیرہ کہہ دیا تو وہ کسی امام کی موافقت کی وجہ سے کہہ دیا ہے ورنہ علمِ حدیث کا حافظ کبھی تقلید نہیں کر سکتا۔ تقلید تو جاہل کا وظیفہ ہے کیونکہ تقلید کی ماہیت میں عدم علم بالدلیل داخل ہے۔ دلیل کا علم ہو تو تقلید نہیں رہتی، جیسے آزادی کے بعد غلامی نہیں رہتی۔ الغرض معیار مذکور صحیح ہے اس رُو سے حنفی مذہب کے لوگ جن کا دارومدار کتب فقہ پر ہے اہلِ سنت ثابت نہیں ہوتے۔ کیونکہ انہوں نے ان کتابوں کو اپنے مدارس اور کتب خانوں میں رکھا ہوا ہے انہی کو پڑھتے ہیں اور انہی پر فتوے دیتے ہیں۔ نام ان کتابوں کے یہ ہیں۔ غنیہ منیہ قدوری۔ کنز۔ شرح وقایہ۔ ہدایہ۔ درّ مختار۔ شامی۔ فتاوی قاضی خاں۔ فتاوی عالمگیری۔ فتاوی برہنہ۔ بہشتی زیور وغیرہ۔

ان کتابوں میں احادیث نہیں ہیں۔ صرف اہل رائے، اماموں کے اقوال درج ہیں وہ بھی غیر مستند ہیں۔ کسی کی سند مسلسل آنحضرت اور صحابہ تک نہیں پہنچتی پھر یہ ناقلین اقوال سب مقلد ہیں کوئی بھی محقق نہیں ہے۔ صرف ہدایہ میں مسائل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پر دلائل ذکر کیے ہیں جن میں اکثر صحیح نہیں اور جو صحیح ہیں ان کا مقصد غلط ظاہر کیا ہے اور ہدایہ میں موضوع حدیثیں ہیں۔ جن سے مسائل ثابت نہیں ہوتے اور بے سند روائتیں ہیں۔ جن کا کوئی سر۔ پاؤں نہیں ہے۔ صاف بے ثبوت ہیں۔

علاوہ ازاں امام ابوحنیفہ کے نام سے جس قدر اقوال کتب فقہ میں درج ہیں۔ ان کی سند بھی امام ابوحنیفہؒ تک نہیں پہنچتی سب منقطع ہیں کہ کتب فقہ میں امام ابوحنیفہ کی کسی کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے اور نہ مسلسل سند ان تک پہنچائی گئی ہے۔ محض سُنے سنائے اقوال و آراء امام صاحب کے نام سے جمع کر کے ان پر مذہب حنفی کی عمارت کھڑی کی گئی ہے۔ جو بالکل خام و خراب ہے۔ جس میں وہی آباد رہ سکتا ہے۔ جس کو کتاب و سُنّت کے لعل و جواہرات نصیب نہ ہوں۔

اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ کتب حدیث بخاری مُسلم وغیرہ تو ان کے مدارس دیوبند۔ سہارن پور۔ لاہور۔ ملتان وغیرہ میں بھی پڑھائی جاتی ہیں۔ پھر اہل حدیث کی کیا خصوصیت ہے؟ تو اس شبہ کا ازالہ یہ ہے کہ اہل حدیث تو کتب حدیث کو اپنے مذہب کی کتابیں سمجھ کر ان پر عقیدہ و عمل رکھنے کے لیے پڑھتے ہیں اور مقلدین ان کو تبرکاً پڑھتے ہیں اور اہل حدیث مذہب کے دلائل کی تاویلیں سکھانے کے لیے پڑھاتے ہیں۔ لیکن عمل ان کا اپنی فقہ کی کتابوں پر ہے۔ اس لیے پہلے ان کو پڑھا کر شاگردوں کو پختہ کر دیتے ہیں۔ پھر کتب حدیث کا سرسری دورہ کرا کر تلاوتِ حدیث سے برکت حاصل کرا دیتے ہیں۔ جس کا مقلدین کو کچھ اثر نہیں ہوتا۔ جس کی مثال یہ ہے کہ باغوں میں پھولوں پر بیٹھنے والا سیاہ بھونڈ اپنے ہم جنس اس سیاہ بھونڈ سے جو گوبر اور گندگی وغیرہ پر رہتا ہے۔ ملاقی ہوا۔ اور کہنے لگا کہ کیا تم ایسی خراب جگہ اور گندگیوں میں زندگی گزارتے ہو۔ آؤ میرے

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ساتھ چلو اور ذرا باغوں کے پھلوں اور پھولوں کی سیر کرو۔ اگر تم کو ان کو مزا اور خوشبو اچھی لگی تو وہاں رہنا۔ اختیار کر لو وہ نہایت بہترین جگہ ہے گوبر کا بھونڈ کہنے لگا بہت اچھا۔ یہ کہہ کر گندگی کا کچھ ٹکڑا مُنہ میں لے لیا اور باغوں کے بھونڈ کے ہمراہ ہو لیا۔ دونوں نے باغوں کا خوب سیر کیا۔ پھر واپس ہوا۔ تو باغوں کے بھونڈ نے کہا بتایئے جناب باغوں کی خوشبو پسند آئی یا وہی گندگی کی گولیاں جن کو کھینچے پھرتے تھے۔ پسند ہے۔ گندگی کا گبریلہ بھونڈ بولا کہ میں نے باغ کے پھول اور پھلوں کو خوب دیکھا اور سونگھا۔ لیکن سب میں وہی بنی غذا کا اثر اور بُو کا مزا پایا وہ باغ کا بھونڈ بڑا حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہوا؟ اس بے وقوف نے طیّب اور خبیث کو ایک ہی درجہ میں سمجھ لیا۔ آخر غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ گندگی کی ایک گولی مُنہ میں رکھے ہُوئے پھولوں کو سونگھتا رہا ہے۔ تب اس نے کہا کہ بے وقوف تجھے پھولوں کا مزہ اور خوشبو کیسے اثر کرتی تیرے مُنہ میں تو وہی گندگی کی گولی رکھی ہوئی ہے۔ اگر اس کو نکال دیتا تو پھولوں اور پھلوں کا مزا پاتا۔

چنانچہ فتاوٰی عزیزی جلد اوّل ص۶۳ میں اصولِ مذہب ابُو حنیفہ لکھا ہے اصول نمبر ۷ یہ لکھا ہے۔ اَلسَّابِقَةُ قَالَ بَعْضُ اَصْحَابِ الْفَتْوٰی اِذَا کَانَ فِی الْمَسْئَلَةِ قَوْلٌ لِاَبِیْ حَنِیْفَةَ وَصَاحِبَیْهِ وَخَالَفَهٗ حَدِیْثٌ یَحْکُمُوْنَ بِصِحَّتِهٖ وَجَبَ اِتِّبَاعُ قَوْلِهِمْ دُوْنَ الْحَدِیْثِ

یعنی ساتواں اصول حنیفہ کا یہ ہے جو بعض اصحاب الفتوٰی نے فتوٰی دیا ہے کہ جب کسی مسئلہ میں امام ابو حنیفہؒ اور صاحبین (ابُو یوسفؒ و محمدؒ) کا قول موجود ہوا اور اس کے خلاف حدیث نبوی آگئی جس کی تصحیح ائمہ محدثین رحمہ نے کر دی تو اماموں کے قول کا تقلید واجب ہو گی حدیث نبوی چھوڑی جائے گی“ یہ ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مقلدین کی مُسلمانی۔

گویا یہ لوگ اُمّتِ رسول نہیں ہیں۔ بلکہ اُمّتِ ابوحنیفہ ہیں۔ فنا فی الرسول اور فنا فی الامام کا اسلام یکساں کس طرح ہو سکتا ہے؟

اب آٹھواں اصول سُنیئے جو فتاوی عزیزی کے اسی صفحہ میں درج ہے "اَلثَّامِنَۃُ کُلُّ حَدِیْثٍ لَمْ یَرْوِہٖ اِلَّا مَنْ لَیْسَ فَقِیْھًا فَاِنْسَدَّ فِیْہِ بَابُ الرَّأْیِ لَا یَجِبُ قَبُوْلُہٗ" یعنی آٹھواں قاعدہ حنفیہ کا یہ ہے کہ جب حدیث نبوی کا راوی فقیہ نہ ہوگا اور اس حدیث کے ماننے سے رائے قیاس کا دروازہ بند ہوتا ہوگا۔ تو اس حدیث کا قبول کرنا واجب نہیں ہوگا۔

پھر نواں اصول فقہ میں صحابہ کرام کی توہین کرتے ہوئے ایک قسم غیر فقیہ صحابہ کی بتائی ہے اور ان میں حضرت ابوہریرہؓ۔ انسؓ۔ وائل بن حجر وغیرہ رضی اللہ عنہم کو شمار کیا ہے کہ یہ غیر فقیہ ہیں۔ کہ ان کی حدیثیں ہمارے اماموں کی رائے کے خلاف آئیں گی تو قبول نہ کی جاویں گی۔

یہ قاعدہ اس لیے گھڑ لیا گیا کہ اکثر احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انہی صحابہ کرام سے مروی ہیں۔ جو حنفی مذہب کا ستیاناس کرتی ہیں۔ جب اس مذہب کی بنیاد رائے پر ٹھہری کہ یہ اس کی وجہ سے حدیث نبوی کو ٹھکرا دیتے ہیں تو ان کو اہل سنت کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے۔ ہاں اہل الرائے بلا شبہ ہیں اس لیے امام ابوحنیفہؒ کا خود اپنا اقرار بھی یہ ہے۔ کہ "قَوْلُنَا ھٰذَا رَأْیٌ" (تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۳۲۸) یعنی ہمارا یہ قول رائے ہے۔ حجۃ اللہ میں ہے۔ کَانَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِذَا اَفْتٰی یَقُوْلُ ھٰذَا رَأْیُ النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتٍ یعنی امام ابوحنیفہؒ جب فتویٰ دیتے تھے تو آخر میں یہ کہہ دیتے تھے کہ یہ نعمان بن ثابت کی اپنی رائے ہے۔

مکتبہ ... ۹۹-جے ماڈل ٹاؤن - لاہور
26155

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

# مکتبہ اصحاب الحدیث کے اغراض و مقاصد

☆ سلف صالحین، ائمہ حدیث اور متقدمین علماء اہل حدیث کی نایاب کتب کی فراہمی و اشاعت اور انہیں ارزاں قیمت پر لوگوں تک پہنچانا۔

☆ مسلک محدثین کے دفاع پر مبنی کتب کی اشاعت و ترویج

☆ مسلک محدثین سے متعلقہ کتب مہیا کرنا

☆ فرق ضالہ اور مذاہب باطلہ میں سے اگر کوئی شخص اہل حدیث کے مسلک پر تحریری یا تقریری

☆ اعتراض کرے تو جواب کے لئے مکتبہ اصحاب الحدیث کے مدیر سے فوری رابطہ کریں

☆ اگر کوئی نایاب علمی گوہر کمی سرمایہ کے باعث چھپ کر منظر عام پر آنے سے قاصر ہے تو مدیر مکتبہ اصحاب الحدیث سے فوری رجوع کریں۔

امام العصر مجدد دوران مفسر قرآن

حضرت مولانا حافظ محمد بن مولانا حافظ بارک اللہ لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبردست، عظیم الشان علمی تفسیر المسمی بہ تفسیر محمدی مکمل در سات جلد جو کہ مایہ ناز عربی تفسیر ''معالم التنزیل'' البغوی کا منظوم پنجابی ترجمہ ہے۔ یہ تفسیر ایک صدی کے بعد دوبارہ چھپ کر بازار میں آئی ہے۔

رعائتی قیمت بارہ سو (-/1200) روپے میں طلب فرمائیں جبکہ عام قیمت دو ہزار روپے ہے۔

## اپنی لائبریری مفت بنائیں

علماء اور طلباء، خطباء جن کی محدود آمدنی ہے اور وہ یکمشت کتابیں نہیں خرید سکتے۔ ان کیلئے خوشخبری ہے کہ وہ دو ہزار روپے ہمارے پاس جمع کرائیں ہر تین ماہ بعد کتاب شائع ہوا کرے گی۔ آپ کی خدمت میں مفت پیش کی جائے گی اور یہ رقم آپ کی جمع رہے گی۔ جب واپس لینا چاہیں ادا کر دی جائے گی۔ انشاء اللہ

## سود سے پاک تجارت

نیکی و دیانتداری کے ساتھ ساتھ اعتماد ہر مسلم اچھی خصلت ہے۔ کاروبار کے خواہش مند حضرات اپنا سرمایہ ہمارے مکتبہ میں لگا کر ہر تیسرے ماہ پورے حساب سے نصف شرح منافع وصول کریں اور اگر ضرورت ہو تو تیسرے ماہ کے مکمل ہونے پر اصل رقم مع نصف منافع واپس لے سکتے ہیں۔ تفصیلات کے لئے مدیر مکتبہ اصحاب الحدیث سے بالمشافہ ملاقات فرمائیں۔

رابطہ: مولانا عبداللطیف ربانی مدیر مکتبہ اصحاب الحدیث

حسن مارکیٹ مچھلی منڈی اردو بازار لاہور۔ فون: 7242850